صاحبِ قرآن ﷺ
بنگاہِ قرآن

تقریظ
ڈاکٹر حافظ محمد ثانی

اہلیہ ڈاکٹر سہراب انور

Toobaa-elibrary.blogspot.com

دار الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبِ قرآن ﷺ بنگاہِ قرآن

تالیف: اہلیہ ڈاکٹر سہراب انور

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : مارچ ۲۰۰۷ء علمی گرافکس
ضخامت : 216 صفحات
کمپوزنگ : محمد جاوید اقبال

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

…… ملنے کے پتے ……

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انار کلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ رجعہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLI WELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر
پیش لفظ	۱۵
نذرانہ عقیدت	۲۹
قرآن مجید کلامِ الٰہی ہے	۳۳
عربی زبان	۳۴
صاحبِ قرآن (ﷺ)	۳۵
دیگر مقدس کتابوں کی حفاظت کا حال	۳۷
تورات کا حال	۳۹
زبور	۴۰
انجیل	۴۱
قرآن مجید	۴۲
قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ ربّ العزت نے لے لیا ہے	۴۳
صاحبِ قرآن ﷺ کا ذکر مبارک دیگر کتب مقدسہ میں	۴۴
غیر مسلم بھی آپ ﷺ کے معترف	۵۳
انسان کامل ﷺ کی آمد	۵۴
بعثتِ مُبارکہ	۵۶

Toobaa-elibrary.blogspot.com

عنوانات	صفحہ نمبر
نزول وحی کے وقت آپ ﷺ کے تاثرات	۵۸
اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا کریں	۶۰
اللہ پاک نے قرآن کو آپ ﷺ کی زبان پر آسان کر دیا	۶۵
حضور ﷺ کی تعلیمات	۶۷
اسمِ مبارک محمد ﷺ	۶۹
سراپا رحمت	۷۴
رسول اللہ ﷺ مبشر بھی ہیں اور نذیر بھی	۷۸
رسول اللہ ﷺ کا صفاتی نام "سراج اور منیر"	۸۰
آپ ﷺ شاھد بھی ہیں اور شہید بھی	۸۱
آپ ﷺ محلل بھی ہیں محرم بھی ہیں آمر بھی ہیں	۸۸
آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے	۹۰
آپ ﷺ صاحب بھی ہیں اور ناطق بھی ہیں	۹۴
آپ ﷺ ہدایت فرمانے والے ہیں	۹۵
اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی مدد فرمائی	۹۶
آپ ﷺ المؤمن بھی ہیں	۹۸
آپ ﷺ کا صفاتی نام "مذکر" بھی ہے	۹۹
یتیم اور غنی بھی نبی اکرم ﷺ کے صفاتی نام ہیں	۱۰۰
اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا	۱۰۱
اگر اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرو	۱۰۲

عنوانات	صفحہ نمبر
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے بشارتِ عظیم	۱۰۳
آپ ﷺ کو مقامِ محمود کی بشارت دی گئی	۱۰۵
رسول اللہ ﷺ سے خطاب کہ آپ ﷺ کے لئے بڑا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا	۱۰۷
آپ ﷺ صاحب خلقِ عظیم ہیں	۱۰۷
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کو اللہ ﷻ نے توقیر اور احترام کی تلقین کی ہے	۱۱۰
رَاعِنَا کہنے کی ممانعت اور یہود کی شرارت	۱۱۲
اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا	۱۱۳
آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمائی اور دشمنوں کو بے نام و نشان کیا	۱۱۷
رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنا	۱۱۹
آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کا بیان	۱۲۰
آپ ﷺ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کی دعا ہیں	۱۲۴
حضرت عیسیٰ ؑ نے آپ ﷺ کی آمد کی بشارت دی	۱۲۵
اللہ پاک نے کس طرح اپنے حبیب ﷺ کو پکارنے کا حکم دیا	۱۲۷
آنحضرت ﷺ کو مشقت کو بچانے کے لئے فرمایا گیا	۱۲۷
حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کا عہد لینا	۱۲۸

Toobaa-elibrary.blogspot.com

عنوانات	صفحہ نمبر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ قول جسے آپ ﷺ تلاوت فرماتے ہوئے روتے جاتے	۱۳۱
اے محبوب (ﷺ) وہ خاک تم نے نہیں پھینکی اللہ تعالیٰ نے پھینکی	۱۳۲
جب رسول اللہ ﷺ شفاعت کریں گے تو ضرور اللہ رب العزت کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے	۱۳۳
رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں	۱۳۶
صاحبِ قرآن ﷺ	۱۳۹
اللہ پاک نے اپنا دین آپ ﷺ پر کامل کر دیا	۱۴۱
رسولِ اکرم ﷺ کے محاسنِ اخلاق	۱۴۳
کفارِ قریش نے آپ ﷺ کو کاہن اور جادوگر کہا	۱۴۵
ذاتِ نبوی (ﷺ) کی حفاظت	۱۴۶
خواب میں کفار کا کم دیکھنا	۱۴۹
آنحضرت ﷺ کو ادب سے بلانے کی تلقین	۱۵۰
آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام	۱۵۳
حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم	۱۵۳
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں	۱۵۴
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا	۱۵۷
حضرت ادریس علیہ السلام راست گو نبی تھے	۱۵۷
انبیائے کرام علیہم السلام کا خود اپنے پر لگائے ہوئے اعتراضات	

عنوانات	صفحہ نمبر
کا جواب دینا	۱۵۸
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کی بیت اللہ سے نسبت	۱۶۴
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کے لئے آگ بجھانے کا ذکر	۱۶۶
آپ ﷺ کی بعثتِ عامہ کا اعلان	۱۶۷
حضرت آدم علیہ السلام کے حوالے سے قرآن میں درخت کا ذکر	۱۶۹
حضرت یوسف علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کے خواب کا ذکر	۱۷۰
پروردگارِ عالم کی رحمت کا ذکر	۱۷۲
آپ ﷺ کی یادداشت	۱۷۳
آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ	۱۷۷
ہمہ قرآن در شانِ محمد ﷺ	۱۸۰
مانندِ قرآن	۱۸۵
حجۃ الوداع	۱۸۶
صحابہ ؓ میں اضطرابِ عظیم	۱۹۷
دعا	۲۱۰
دعائے سلیمانی اور اظہارِ تشکر	۲۱۱
کتابیات ماخذ و مراجع	۲۱۵

Toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

Toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(ترجمہ) اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ اور ان کی آل پر جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر، بیشک تو تعریف کا مستحق ہے، بڑی بزرگی والا ہے۔

اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ اور ان کی آل پر جیسا کہ برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر، بیشک تو تعریف کا مستحق ہے، بڑی بزرگی والا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اٰمین

تمام تعریفیں واسطے اللہ تعالیٰ کے جو رب ہے تمام جہانوں کا، بہت بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، مالک ہے دن قیامت کے کا، صرف تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں، تو چلا ہم کو سیدھے رستے پر، راستہ اُن لوگوں کا جن پر انعام کیا تو نے، اوپر ان کے، نہ غضب کیا گیا اوپر ان کے اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی

ایم اے۔ ایل ایل ایم۔ پی ایچ ڈی

اسٹینٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامی

وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی

نَحمدہٗ ونُصَلّی ونسلّم علٰی رسولہِ الکریم.

امّا بعد:

سیّد ابرار، احمدِ مختار، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، سیّد عرب و عجم، نیّر تاباں، حاملِ قرآن، پیغمبر آخر الزّمان، معنیٰ قرآنِ عظیم، سیّد المرسلین، خاتم النبیین، صاحبِ کتابِ مُبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق قرآن کریم میں ارشادِ ربّانی ہے:

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ
وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۱﴾

(سورۂ آلِ عمران آیت ۳۱)

(اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجئے اگر تم (حقیقت میں) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ (اس طرح) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں سے درگذر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اس آیتِ مبارکہ سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور آپ ﷺ کی اتباع کرنا آپ کی سیرت طیبہ، تعلیمات، فرامین و ارشادات اور اسوۂ حسنہ کو مشعلِ راہ بنانا اور آپ ﷺ سے محبت کرنا، ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد اور دین کا لازمی اور بنیادی تقاضا ہے، نیز آپ ﷺ سے بے نیاز ہو کر، آپ ﷺ کی تعلیمات، فرامین وارشادات اور اسوۂ حسنہ سے بے اعتنائی برت کر پروردگارِ عالم کی محبت اور رضائے الٰہی کی توقع اور نجاتِ اُخروی کی اُمید رکھنا سراسر خام خیالی اور صریح گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی اتباع اور عشقِ رسول ﷺ بندۂ مؤمن کی حیاتِ مستعار کا سب سے قیمتی سرمایہ اور سب سے عظیم متاع ہے۔

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال نے اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے:

مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اُوست
اگر باو نرسیدی تمام بُولہی است

رسولِ کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور اُسوۂ حسنہ کا سب سے پہلا اور بنیادی مقصد وماخذ کتابِ مبین، فرقانِ حمید، قرآنِ کریم ہے، قرآنِ کریم ہی آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ اور خُلقِ عظیم کا عظیم سرچشمہ ہے۔ زوجۂ رسول ﷺ اُمّ المؤمنین صدّیقہ بنتِ صدیق ؓ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز کسی شخص نے اُن سے سرورِ کائنات ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ کے متعلق سوال کیا تو اُمّ المؤمنین نے فرمایا:

”کان خلقہ القرآن ،یرضٰی برضاہٗ ویسخط بسُخطہٖ“

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ماکان احدٌ احسن خُلُقًا مّن رسول اللہ ﷺ ،

کان خلقہ القرآن، یرضٰی برضاہٗ ،ویغضب بغضبہٖ لم یکُن فاحشا ولا متفحّشًا ،ولا صخّاباً فی الاسواق، لایجزی بالسیّئۃ السیّئۃ ولکن یعفوا ویصفح“

(بخاری، مسلم، ترمذی)

رسولِ کریم ﷺ سے کوئی شخص بھی زیادہ اخلاقِ حسنہ سے متصف نہ تھا، آپ ﷺ کا ”خُلق“ قرآن تھا، جس سے قرآن راضی ہوتا اس سے آپ ﷺ راضی ہوتے، جس سے قرآن ناراض ہوتا، اس سے آپ ﷺ ناراض ہوتے، آپ ﷺ فحش گو نہ تھے اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے، نہ برائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے تھے بلکہ عفوودرگذر آپ ﷺ کا شیوہ تھا۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت اور اُن کے فرمان سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ، اُسوۂ حسنہ اور شانِ کریمانہ کا ذکرِ جمیل قرآنِ کریم میں پوری طرح موجود ہے، چنانچہ مؤرخین اور سیرت نگاروں نے سیرت نگاری یا سیرت النبی ﷺ کے جن بنیادی مآخذ کا ذکر کیا ہے قرآنِ کریم کو اُن تمام مآخذ ومناہج میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کیا خوب لکھتے ہیں ”دراصل قرآن اور حیاتِ محمد ﷺ (سیرت النبی ﷺ) معناً ایک ہی ہیں، قرآن متن ہے اور سیرت النبی اس کی تشریح، قرآن علم ہے اور سیرت اُس کا عمل، قرآن صفحات وقراطیس مابین الدفتین اور فی صدور الّذین اُوتُوا العلم میں ہے اور یہ (صاحبِ قرآن ﷺ) ایک مجسّم ومتمثل قرآن تھے جو یثرب کی سرزمین پر چلتا پھرتا نظر آتے تھے۔

(ابوالکلام آزاد رسول رحمت، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ص ۱۱)

مولانا موصوف مزید لکھتے ہیں' اگر دنیا سے تاریخ اسلام کی تمام کتب معدوم

Toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو جائیں، دنیا نے چھٹی صدی عیسوی کے ایک ظہور دعوت کی نسبت جو سنا ہے وہ سب کچھ وہ بھلا دے، اور صرف قرآن ہی دنیا میں باقی رہے تب بھی آنحضرت ﷺ کی شخصیتِ مقدسہ اور آپ ﷺ کی سیرت وحیاتِ طیبہ کے براہین وشواہد مٹ نہیں سکتے کیونکہ یہ صرف قرآن ہے جو ہمیشہ دنیا کو یہ بتاتا رہے گا کہ اس کا، لانے والا کون تھا؟ کس ملک میں پیدا ہوا؟ اُس کے خویش ولگانہ کیسے تھے؟ اس نے کیسی زندگی بسر کی؟ اس نے دنیا کے ساتھ کیا کیا؟ اور دنیا نے اُس کے ساتھ کیا کیا؟ اُس کی بیرونی زندگی کیسی تھی اور گھر کی معاشرت کا کیا حال تھا؟ اُس کے روز وشب کیسے بسر ہوتے تھے اور راتیں کیسے کٹتی تھیں؟ اُس نے کتنی عمر پائی کون کون سے اہم حوادث وواقعات پیش آئے؟ پھر جب اُس کا دنیا سے جانے کا وقت آیا تو وہ دنیا اور دنیا والوں کو کس عالم میں چھوڑ گیا؟ اُس نے جب دنیا پر پہلی نظر ڈالی تھی تو دنیا کا کیا حال تھا؟ اور پھر جب دم واپسیں نظر وداع ڈالی تو وہ کہاں سے کہاں پہنچ چکی تھی؟

(ایضاً ص ۱۹۔۲۰)

قرآنِ کریم، احادیث نبوی ﷺ، کُتب مغازی وسیر، کُتب تاریخ، کُتب تفاسیر، کُتبِ اسماء الرّجال، کُتب شمائل، کُتب دلائل، کُتب آثار واخبار اور معاصرانہ شاعری کو سیرت النبی ﷺ یا سیرت نگاری کے بنیادی مآخذ میں شمار کیا گیا ہے۔

''قرآنِ کریم'' سیرتِ النبی ﷺ کا بنیادی ماخذ اور سرچشمہ ہے، اس الہامی کتابِ مبین کی ۱۱۴ سورتوں میں رسولِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے ضروری اجزاء جستہ جستہ مذکور ہیں، آپ ﷺ کی ابتدائی زندگی یتیمی، غربت، جوانی میں مالی فراغت، تلاشِ حق، بعثت، نزولِ وحی، دعوت وتبلیغ، کُفار کی مخالفت، اسلام کی اشاعت، واقعۂ معراج، ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ، تحویلِ قبلہ، مشہور غزوات (غزوۂ بدر، اُحد، احزاب، حُنین، تبوک اور فتح مکہ) عائلی زندگی آپ ﷺ کے اخلاق وعادات اور سیرت وکردار کے بارے میں مستند معلومات کا سرچشمہ یہی کتابِ ہدایت ہے۔

(انور محمود خالد، ڈاکٹر اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ اقبال اکادمی لاہور، مطبوعہ ۱۹۸۹ء صفحہ ۴۵)

قرآن کے آئینے میں ہمیں سیرتِ رسول ﷺ کی جو دل آویز جھلکیاں نظر آتی ہیں ان میں اوّلین جھلک ایک جلیل القدر پیغمبر کی ہے، ایک ایسا پیغمبر جس کی آمد کی بشارت سابق آسمانی صحائف میں دی گئی تھی، چنانچہ آیاتِ قرآنی کے مطابق آپ ﷺ دُعائے خلیل بھی ہیں اور نوید مسیحا بھی، آپ ﷺ کا اسم مبارک محمد ﷺ بھی ہے اور احمد ﷺ بھی۔ کلام اللہ میں آپ ﷺ کو یٰسین، طٰہٰ۔ مُزَّمِّل، مُدَّثِّر، نبی اُمّی، داعی الی اللہ، مُنذر، ہادی، سراجِ مُنیر، شاہد، مُبَشِّر، نذیر، مُزکّی، معلّم کتاب وحکمت، نور، رسولِ صادق، برہانِ ربانی، حاکمِ برحق، سراپا ہدایت، رحمۃ للعالمین، رؤف ورحیم، صاحبِ خُلق عظیم، اول المسلمین، خاتم النبیین، بندۂ الٰہی، صاحبِ کوثر، صاحب رفعت وشان، مرکز آرزوئے مؤمنین، محبوبِ خدا، اور ممدوحِ ملائکہ قرار دیا گیا ہے، تاہم قرآن کے نزدیک آپ ﷺ کی بڑی اعلیٰ صفت یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی اصل حیثیت ایسے انسان کی ہے جسے منصبِ نبوت سے سرفراز کیا گیا ہے۔ (ایضاً ص ۴۷)

قرآنِ کریم میں آپ ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کی جھلکیاں صاف نظر آتی ہیں، آپ ﷺ کی یتیمی، غربت میں پرورش، جوانی میں معاشی آسودگی، بعثت سے پہلے کی پاکیزہ زندگی، حقیقت کی تلاش کے لئے مجاہدے، منصبِ نبوت سے سرفرازی، آغازِ وحی، مکے میں تبلیغ اسلام، قریش کی مخالفت اور ایذارسانی، سعید روحوں کا قبولِ اسلام، دعوتِ دین کی راہ کی مشکلات، واقعۂ معراج، مظلوم مسلمانوں کی ہجرتِ حبشہ، کُفار کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے قتل کے ارادے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت مدینہ، غارِ ثور میں پناہ، مدینے میں مہاجرین، انصار رضی اللہ عنہم، منافقین اور یہود مدینہ کا اخلاق وکردار اور آنحضرت ﷺ سے ان کا سلوک، اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم، مسجد ضرار کا انہدام، مسجد قبا کی تعمیر، تحویلِ قبلہ، غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد، غزوۂ احزاب، غزوۂ حنین، غزوۂ تبوک، بیعتِ رضوان، صلح حدیبیہ، فتح مکہ اور حجۃ الوداع

Toobaa-elibrary.blogspot.com

وغیرہ کا ذکر اس صراحت سے موجود ہے کہ ان تمام آیات کو جمع کر کے آپ ﷺ کی سوانح عمری مرتب کی جا سکتی ہے۔

''ان واقعات میں بعض کا ذکر اجمالاً اور بعض کا تفصیلاً کیا گیا ہے''۔ (حوالہ سابقہ ص ۴۸)

چنانچہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ قرآنِ کریم سیرت النبی ﷺ کا بنیادی مصدر وماٰخذ ہے حقیقت یہ ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور سیرت مبارکہ کا شاید ہی کوئی پہلو ہو جس کا ذکر قرآنِ کریم میں نہ ہو، البتہ اس کے لئے تفصیل کے بجائے اجمالی اسلوب بیان پر اکتفاء کیا گیا ہے، مثلاً قرآنِ کریم میں جب کسی جنگ یا غزوے کا ذکر کیا گیا ہے تو تفصیلی ذکر کے بجائے اجمال سے کام لیا گیا ہے۔ قرآن ان موقع پر نصیحت آمیز پہلوؤں کو نکھارتا اور عبرت آمیز واقعات پر تبصرہ کرتا ہے کم وبیش یہی معاملہ انبیائے سابقینؑ کے قصص وواقعات اور گذشتہ اقوام کے اخبار وحالات کا ہے، قرآنِ کریم کے آئینے میں بھی سیرت النبی ﷺ کی جو دل آویز جھلکیاں اور آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کے روشن ودرشان پہلو نظر آتے ہیں وہ آپ ﷺ کی سیرت وکردار اور خُلقِ عظیم کا مظہر ہیں کہ:

نگاہِ عشق ومستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فُرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

(اقبال)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم کے بقول: قرآن اور عملی قرآن یعنی حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ آپس میں لازم وملزوم ہیں، جس نے حضور ﷺ کو نہیں دیکھا، وہ قرآن کو دیکھ لے، آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک واقعہ قرآنِ کریم کی ترجمانی کرتا ہے اور اس کے احکام کی عملی تصویر پیش کرتا ہے، جس نے اُنہیں دیکھ کر قرآن پڑھا، اسی نے ہدایت پائی اور جس نے انہیں دیکھے بغیر اُس کا مطالعہ کیا وہ ہدایت سے محروم رہا۔

نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد وغیرہ جیسے اہم قرآنی احکام پر عمل کس طرح کیا جائے اور معروف ومنکر کو کس طرح پہچانا جائے؟ اس کا جواب صرف حضورِ انور ﷺ کی سیرت طیبہ سے ہی مل سکتا ہے گویا قرآن کی ہر آیت اور ہر واقعہ حضورِ انور ﷺ کی تصدیق ہے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ انہی سے اس کا تعلق ہے مولانا جامیؒ نے صحیح فرمایا تھا کہ ''ہمہ قرآن در شانِ محمد ﷺ''۔

(بحوالہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (مقالہ) قرآن در شان محمد ﷺ صفحہ ۸۹ مطبوعہ نقوش رسول ﷺ نمبر جلد اوّل دسمبر ۱۹۸۲ء)

''مقام محمد ﷺ'' قرآن کے آئینے میں یا محمد رسول اللہ ﷺ، قرآن کی نظر میں ایسا زریں عنوان ہے جس پر عربی، فارسی، اردو، انگریزی اور دنیا کی مختلف زبانوں میں مختصر ومفصل مضامین لٹریچر اور علمی ودینی ادب عالیہ میں قابلِ ذکر مقام حاصل ہوا سیرت نگاری کے فروغ میں ان کُتب نے اپنا کردار ادا کیا اور اس طرح سیرت نبوی ﷺ کے لٹریچر اور تحریری سرمائے میں گراں قدر اضافہ عمل میں آیا اور یہ مقدس سفر ہنوز جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامِ قیامت جاری وساری رہے گا، اس حوالے سے مختصر جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

عربی زبان وادب میں سیرت النبی ﷺ پر اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جو گراں قدر تحریری سرمایہ سامنے آیا اسے اسلام کا اعجاز اور اُمتِ مسلمہ کے لئے سرمایۂ افتخار قرار دیا جا سکتا ہے تاہم خاص اس موضوع پر کہ مقامِ محمد ﷺ قرآن کے آئینے میں، یا محمد رسول اللہ ﷺ، یا سیرت النبی ﷺ، قرآنِ کریم کی روشنی میں اس موضوع پر متعدد کتب سامنے آئیں جن میں سے چند مشہور اور قابلِ ذکر کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

حسن بن علی القطان (متوفی ۵۴۸ھ) کی کتاب ''البشائر والاعلام لسیاق مالسیدنا محمد ﷺ من الآیات والمعجزات والاعلام''۔

(بحوالہ: صلاح الدین المنجد / معجم ماالف عن رسول اللہ ﷺ بیروت، دار الکتاب الجدید ۱۹۸۰ء صفحہ ۷۵)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

حسن ضیاء الدین عتر کی ''نبوۃ محمد ﷺ فی القرآن'' مطبوعہ حلب ۱۹۷۲ء۔ حسن الملصاوی کی ''رسول اللہ ﷺ فی القرآن الکریم'' دارالمعارف قاہرہ ۱۹۷۲ء، شیخ عبدالحلیم محمود کی ''القرآن والنبی ﷺ'' مطبوعہ قاہرہ ۱۹۷۹ء، کاظم آل نوح کی ''محمد ﷺ والقرآن'' مطبوعہ کویت ۱۹۷۱ء۔ محمد ابوشھبۃ کی ''السیرۃ النبویۃ فی ضوء القرآن والسنّۃ'' مطبوعہ قاہرہ ۱۹۷۳۔ محمد عارف بن احمد سعید الحسینی المعروف بابن المنیر (المتوفی ۱۳۴۲ھ) کی ''حمیدیۃ الزّمان بافضلیۃ الرسول ﷺ الاعظم علی سائر الانبیاء بنص القرآن'' (بحوالہ: صلاح الدین المنجد / معجم ماالف عن رسول اللہ ﷺ صفحہ ۱۹۹) محمد علی الہاشمی کی ''شخصیۃ الرسول فی القرآن الکریم'' مطبوعہ حلب ۱۹۷۷ء، محمود بن اشرف کی ''الرسول فی القرآن'' مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۷ء، اور محمد عزت دروزہ کی ''سیرۃ الرسول ﷺ صورۃ مقتبسۃ من القرآن الکریم'' قابلِ ذکر اہمیت کی حامل عربی کتب ہیں، بعد ازاں عصرِ حاضر تک اس موضوع پر متعدد اور کتب بھی شائع ہو چکی ہیں۔

جبکہ اردو زبان و ادب میں بھی دورِ حاضر تک متعلقہ موضوع پر متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

مولانا عبیداللہ سندھی کی کتاب ''النبی الامین ﷺ والقرآن المبین''۔ احمد یار خان (مفتی) کی کتاب ''شانِ حبیب الرحمٰن ﷺ من آیات القرآن مطبوعہ ۱۹۴۲ء یہ کتاب ۲۵۶ صفحات پر مشتمل ہے، پیرزادہ شمس الدین کی کتاب ''رسولِ کریم ﷺ فی قرآنِ عظیم'' ۱۷۶ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں وہ بیشتر آیات جمع کر دی گئی ہیں جن میں رسالت مآب ﷺ کا ذکر مبارک کسی نہ کسی شکل میں کیا گیا ہے۔ چوہدری بشیر احمد کی ''قرآن اور صاحبِ قرآن'' مطبوعہ ۱۹۶۵ء، سید محمود احمد رضوی کی ''مقامِ مصطفیٰ ﷺ قرآن کی روشنی میں'' اس میں قرآنِ کریم کی متعلقہ موضوع پر ۱۸۶ آیاتِ مبارکہ کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔ مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی کی ''سیرت الحبیب الشفیع ﷺ من الکتاب العزیز الوقیع'' ۶۴ صفحات پر شائع ہوئی۔ (علامہ)

عبدالعزیز عرفی کی ''جمالِ مصطفیٰ'' چار جلدوں پر مشتمل یہ کتاب قرآن حکیم کی ترتیب نزول کی روشنی میں لکھی گئی ہے، فاضل مصنف نے موضوع کے اعتبار سے قرآنی آیات کو منتخب کیا ہے بعض مقامات پر پوری پوری قرآنی سورتیں شامل کر لی گئی ہیں جن سے غالبًا مصنف کی غرض یہ ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف گوشے سلسلہ وار قرآنی سند کے ساتھ سامنے آتے جائیں۔

مولانا عبدالماجد دریابادی کی کتاب ''خطباتِ ماجدی'' یا ''سیرت نبوی ﷺ قرآنی'' متعلقہ موضوع پر ایک منفرد اور وقیع کتاب ہے بقول مولانا عبدالماجد دریا بادی یہ چند لیکچروں (خطبوں) کا مجموعہ ہے، جو ''سیرت نبوی ﷺ قرآن کی روشنی میں'' کے عنوان سے جنوری ۱۹۵۷ء کی آخری تاریخوں میں مدارس (انڈیا) میں نیو کالج کی عمارت میں دیئے گئے تھے۔

(بحوالہ: عبدالماجد دریابادی / سیرتِ نبوی ﷺ قرآنی، لاہور، مکہ بکس صفحہ ۵)

مولانا عبدالماجد دریا بادی کے یہ خطبات نقوش رسول ﷺ جلد نمبر اوّل صفحہ ۲۳۳ تا صفحہ ۳۰۲، دسمبر ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئے اور بعد ازاں مجلس نشریاتِ اسلام کراچی سے متعدد بار شائع ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی کتاب ''ہمہ قرآن در شانِ محمد'' اس موضوع کا بڑی حد تک احاطہ کرتی ہے معروف روحانی شخصیت اور بلند پایہ محقق ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم کی یہ گراں قدر کاوش ابتداء میں نقوش کے ضخیم رسول ﷺ نمبر مطبوعہ دسمبر ۱۹۸۲ء جلد اوّل صفحہ ۸۹ تا صفحہ ۲۰۰۱، کی زینت بنی اور بعد ازاں علیحدہ متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

فاضل محقق ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم نے متعلقہ موضوع پر قرآنِ کریم کی سورۃ فاتحہ سے سورۃ الناس تک قرآنِ کریم کی روشنی میں سیرت طیبہ کا جائزہ پیش کیا ہے۔ ہر ہر سورۂ مبارکہ کی متعلقہ آیات سے سیرت طیبہ کے اہم مضامین و واقعات کو پیش

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

فاضل محقق کا یہ گراں قدر کام ہر لحاظ سے منفرد اور وقیع ہے۔ فروغ علوی کاکوروی کی کتاب ''قرآن کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ اور منصب'' ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی۔ محمد اجمل خان ایم اے کی کتاب ''سیرت قرآنیہ سیدنا محمد ﷺ'' میں اس امر کا اہتمام کیا گیا ہے کہ رسالت مآب کے قول وفعل کو قرآنِ کریم کے آئینے میں دکھایا جائے، یہ کتاب مصنف کی طویل محنت اور وسیع مطالعے کا نچوڑ ہے۔ محمد شریف قاضی کی کتاب ''اُسوۂ حسنہ قرآن کی روشنی میں'' سورۂ احزاب کی آیت ۲۱ کی روشنی میں سیرت طیبہ کے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جو رسولِ اکرم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ سے متعلق ہیں۔ البدر پبلشر لاہور سے یہ کتاب ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی ''محمد ﷺ اور قرآن'' ڈاکٹر رفیق زکریا کی سیرت النبی ﷺ پر وہ کتاب ہے جو پہلے انگریزی میں شائع ہوئی اور بعد ازاں اس کا اُردو ترجمہ متعدد بار شائع ہو چکا ہے، بنیادی طور پر یہ کتاب بدنام زمانہ مصنف سلمان رشدی لعین کی کتاب ''شیطانی آیات'' کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ کتاب کے آخر میں بطورِ ضمیمہ قرآنِ کریم کی مختلف سورتوں اور آیاتِ مبارکہ سے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ اور اُسوۂ حسنہ کے متعلق بطورِ استشہاد قرآنِ کریم کے ارشادات وفرامین پیش کئے گئے ہیں۔

متعلقہ موضوع پر معروف ادیب، دانش ور اور محقق ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی کی کتاب اپنے موضوع اور عنوان کے حوالہ سے حالیہ دنوں میں شائع ہونے والی سیرت طیبہ کی کتب میں ایک خاص اور منفرد مقام کی حامل ہے، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ اس کتاب میں مقامِ محمد ﷺ قرآنِ کریم کے آئینے میں بیان کرنے کی سعی بلیغ کی گئی ہے، مذکورہ کتاب درحقیقت فاضل محقق کے سیرت طیبہ پر اس مقالے کا مجموعہ ہے، جو قبل ازیں معروف عالمی اور تحقیقی جریدے ششماہی اسیرہ عالمی میں قسط وار شائع ہوتا رہا، بعد ازاں یہ وقیع مجموعہ کتابی شکل میں دارالاشاعت کراچی سے اپریل ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر ابوالخیر کشفی ''سورۂ الم نشرح'' کی ابتدائی تین آیات

قرآنی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ ان تین آیات میں ''لک'' اور ''عنک'' کی معنویت پر غور فرمایئے، یہ لفظ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور قُرب کے امین ہیں اور یہ لفظ دل کی طرح دھڑک رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سینہ کھولا اور آپ ﷺ ہی کے لئے آپ ﷺ کا بوجھ کم کیا گیا اور آپ ﷺ ہی کی خاطر آپ ﷺ کے ذکر کے آوازے کو بلند کیا گیا، آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کے ذِکر کو یوں بلند کیا گیا کہ ابتدائے آفرینش سے اب تک سورج کی آنکھوں نے رفع ذکر کی ایسی مثال نہیں دیکھی، آسمانوں کے دریچوں سے جھانکنے والے ستارے جو ہر واقعے کے تماشائی اور شاہد رہے ہیں اس رفع ذکر پر حیران رہ گئے اور اُن کی یہ حیرانی بڑھتی ہی جارہی ہے۔

(مقامِ محمد ﷺ قرآن کے آئینے میں صفحہ ۱۵۵)

پیشِ نظر کتاب ''صاحب قرآن بنگاہ قرآن'' اہلیہ ڈاکٹر سہراب انور کی عشقِ رسول ﷺ اور سرکارِ دو جہاں ﷺ کی عقیدت ومحبت سے عبارت وہ پُرخلوص علمی کاوش ہے جو اس محبوب موضوع پر لکھی گئی کتب کے سلسلۃ الذہب ہی کی کڑی ہے۔ فاضل مصنفہ اہلیہ ڈاکٹر سہراب انور کی یہ کاوش ایک عمدہ اور گراں قدر اضافہ ہے، سعادت اور خوش بختی کی بات یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ خاص اس موضوع کے حوالے سے لکھنے والوں میں کم از کم اردو زبان وادب میں سیرت نگارانِ رسولِ عربی ﷺ کی طویل فہرست میں سوائے ان کے، کسی خاتون سیرت نگار کا نام نظر نہیں آتا یہ اُن کی خوش بختی ہے جس کے متعلق بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ:

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اہلیہ ڈاکٹر سہراب انور کی سیرت النبی ﷺ کے گراں قدر موضوع پر کتاب

Toobaa-elibrary.blogspot.com

’’ہمارے حضور ﷺ‘‘ اُس سے قبل معروف اشاعتی ادارے، دارالاشاعت کراچی سے شائع ہو کر قبولیت پاچکی ہے، موصوفہ کو اس کتاب پر قومی سیرت النبی ﷺ کانفرنس اسلام آباد میں صدارتی انعام اور سندِ امتیاز سے نوازا گیا۔

’’صاحبِ قرآن بنگاہِ قرآن‘‘

فاضل مصنفہ کی وہ کاوش ہے جس میں سرکارِ دوجہاں، نبی آخرالزّماں، حاملِ قرآں ﷺ کی سیرت طیبہ، آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ، اوصافِ کریمانہ اور اخلاقِ جلیلہ کو قرآنِ کریم کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے استشہاد کے طور پر آیاتِ قرآنی کو پیش کیا گیا ہے، پھر اس کی تشریح و توضیح، تفسیر و بیان کے لئے تفاسیر قرآن، کتب احادیث اور سیرت النبی ﷺ کے ذخیرۂ کتب سے استفادہ کیا گیا ہے، کتاب کی انفرادیت اور امتیاز یہ ہے کہ مصنفہ نے ہر عنوان کے اختتام پر درود شریف کا انمول اور گراں قدر ہدیۂ عقیدت و مودّت پیش کیا ہے۔

کتاب کے آغاز میں صاحبِ قرآن، نبی آخرالزّماں ﷺ کے سب سے عظیم معجزے اور رُشد و ہدایت کے مثالی سرچشمے، قرآنِ کریم کی عظمت و اہمیّت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی قرآنِ کریم کی حفاظت، اس کی اثر انگیزی اور دیگر کُتب سماوی پر اس کے تفوق کو ظاہر کیا گیا ہے۔

اہلیہ ڈاکٹر سہراب انور ’’صاحبِ قرآن ﷺ‘‘ کے جلی عنوان کے تحت ایک مقام پر لکھتی ہیں:

> ’’رَبِّ کائنات نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جتنی عظیم ترین ذمہ داریوں کا اہل بنایا وہ آپ ﷺ ہی کے مقام بلند کی اساس ہیں‘‘۔

موصوفہ مزید لکھتی ہیں’’ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ جن کی حیاتِ طیبہ سربسر کلام ربی ہے، اس مقدس پاک وجود کی سوانح عمری اُمت کے لئے ایک روشن

مثال اور مشعلِ راہ ہے جن پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنی دنیا اور آخرت دونوں سنوار سکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لئے اپنے محبوب ﷺ کو اپنا کلام دے کر ہر انسان کو زندگی گزارنے کے طریقے بتائے، صاحبِ قرآن ﷺ نے ہر مسئلے کا حل، زندگی گزارنے کے اطوار اور طریقے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانیت کو سکھائے اس معلّمِ شریعت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام انسانوں تک پہنچایا۔

علاوہ ازیں ’’صاحبِ قرآن ﷺ‘‘ کے ذکرِ مبارک اور مقام و مرتبے کو دیگر مذاہب کی کتبِ مقدسہ کی روشنی میں بھی بیان کرنے کی سعی کی گئی ہے اور اس کے لئے اصل مآخذ سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔

بعد ازاں مختلف قرآنی آیاتِ مبارکہ کی روشنی میں صاحبِ قرآن ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور اُسوۂ حسنہ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کیا گیا ہے، آپ ﷺ کے مقام و مرتبے، اوصافِ حسنہ، اخلاق جلیلہ اور ذکر مبارک کی عظمت و رفعت کو قرآنِ کریم کے آئینے میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

اسلوب بیان سادہ اور عام فہم ہے، غیر ضروری مباحث اور طویل اور غیر ضروری جملوں سے گریز کیا گیا ہے، مجموعی طور پر فاضل مصنفہ کی یہ ایک قابلِ تحسین کاوش ہے۔

کتاب کے اختتامی مرحلے پر صاحب قرآن ﷺ کا ابدی فرمان اور انسانیت کے نام حقوق و فرائض کے مثالی اور ابدی منشور خطبہ ’’حجۃ الوداع‘‘ جو بجا طور پر احترام انسانیت اور بنیادی حقوق کا ابدی منشور ہے اس کے اقتباسات پیش کئے گئے ہیں اور اس سے متعلق تفصیلات کو مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے، جبکہ آخر میں رسالت مآب ﷺ کے وصال پر صحابۂ کرام ﷺ کے غم و اندوہ اور مختصر طور پر ان کے احساسات و تاثرات کو بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اہلیہ ڈاکٹر سہراب انور کی عقیدت و محبت پر مبنی اس

Toobaa-elibrary.blogspot.com

مخلصانہ کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے ان کے لئے، ناشر کتاب اور راقم الحروف کے لئے رسالت مآب ﷺ کی شفاعت کا وسیلہ بنائے۔ اُمّت کو رسالت مآب ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے اور آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہِ سیّد المرسلین ﷺ)

خاکِ پائے سیّد مکی مدنی العربی ﷺ

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، کراچی

۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ / ۹ جنوری ۲۰۰۷ء

❁❁❁❁❁❁

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نذرانہ عقیدت

میں کروں ثنائے احمد ہوا غیب سے اشارہ
نہ قلم میں تاب وطاقت نہ زبان کو ہے یارا
میرے ذہن ونطق حیراں کہ کہوں تو کیا کہوں میں
کروں کیسے موح اس کی جو خدا کو خود ہے پیارا

(مسرت جہاں نوری)

بحضور سرورِ کائنات ﷺ جن کا واسطہ دے کر اللہ رَبُّ العزت سے جب جب جو مانگا سو پایا جن کے صدقے اللہ جلِ شانہٗ نے اس گناہگار کو اپنی نوازشوں اور کرم سے بے حدوحساب نوازا۔ اے قلم سربسجود ہو کر سبحان ربی الاعلی لکھ اور اے جبین نیاز سرِ تسلیم خم کر کے سُبۡحَانَ رَبِّيَ الۡاَعۡلٰى کا حق ادا کر اور اس انعام پر نازاں ہو کہ تجھ جیسی گناہ گار سے اس پاک مقدس ومطہر ہستی کی ایک جھلک سپرد قلم کرانے کی اللہ تعالیٰ نے سعادت دی، میں اپنے رَبّ کی بارگاہ میں سربسجود ہوں کہ اس نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کے طفیل مجھ ناچیز، کم علم اور گناہ گار کو یہ ہمت اور توفیق بخشی کہ رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ ﷺ کے اُسوہ حسنہ کے حوالے سے چند آیات قرآنی جمع کرسکوں۔ میری یہ کتاب ''صاحبِ قرآن بنگاہِ قرآن'' صرف متعلقہ آیات قرآنی کے حوالوں اور ان کے اردو تراجم سے معنیٰ ومفہوم، لغات القرآن کی تصریحات، دیگر کتب ہائے سیرت نبوی ﷺ کے معارف وتوضیحات پر مبنی ایک مجموعہ ہے۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ رَبّ العزت نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے دو سلسلے جاری فرمائے تھے ایک تو انبیاء و رسل کی بعثت اور دوسرا آسمانی کتابوں کا نزول۔ انبیائے کرام کا سلسلہ جناب نبی اکرم حضرت محمدﷺ پر اختتام پذیر ہوا اور آسمانی کتب کا سلسلہ کتاب مُبین قرآن حکیم پر اختتام پذیر ہوا۔ آپﷺ خاتم النبیین ہیں، آپﷺ پر نازل شدہ کتاب خاتم الکتب ہے، آپﷺ کا لایا ہوا دین خاتم الادیان ہے، آپﷺ کی اُمت خاتم الاُمم ہے۔

خدا گواہ! مسلسل ہے بولتا قرآں
حضورﷺ سیّد عالم کی زندگی کیا ہے
(صبیح رحمانی)

میرے علم میں نہ وہ الفاظ ہیں نہ ہی میری زبان میں اتنی طاقت اور تاثیر ہے نہ میرا قلم اس احساس اور فضل وکرم کو بیان کرسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے محبوبﷺ کا درجہ ہے، میری یہ کوشش اُس ابابیل کی کوشش کے مشابہ ہے کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جلانے کے لئے خوفناک آگ کا الاؤ روشن کیا تو چشمِ فلک نے دیکھا کہ ننھا سا ابابیل چونچ میں دو قطرے پانی کے دبائے بڑی بے چینی کے عالم میں آگ کی طرف اُڑا جارہا ہے، کسی نے پوچھا کہ اتنی بے تابی کے ساتھ کہاں کا ارادہ ہے بولا نمرود کی آگ بجھانے جارہا ہوں کہا اے ناسمجھ پانی کے یہ قطرے جو تیری چونچ میں ہیں کیا نمرود کی آگ کو ٹھنڈا کردیں گے ننھا ابابیل بولا مجھے معلوم ہے کہ یہ میری کمزور سعی اس سلسلے میں کچھ بھی نہ کام دے گی لیکن ایک اور بات جو میں جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب نمرود کے آگ بجھانے والوں کی فہرست سنائی جائے گی تو اس میں میرا نام بھی ضرور شامل ہوگا۔ اسی نیت سے یہ جسارت کررہی ہوں اور دُعا گو ہوں کہ اللہ پاک میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور میرا نام بھی اپنے محبوب کے چاہنے والوں میں لکھ لے۔ آمین۔

یہ صرف اور صرف میرے دل کی تڑپ اور میری محبت کا اظہار ہے اور اسی محبت نے مجھے یہ جسارت دی۔

ہر ایک سانس کی آواز یا رسول اللہﷺ
ہم اہلِ عشق کا مفہوم زندگی کیا ہے
(صبیح رحمانی)

اس کتاب میں جو بھی اچھی بات ہے وہ اللہ رَبّ العزت کی عنایت ہے اور جو بھی غلطی رہ گئی ہے دانستہ یا غیر دانستہ وہ میری بشری کمزوری ہے۔

اللہ رَبّ العزت سے بخشش کی طلب گار ہوں، اے اللہ اگر دانستہ یا نادانستہ کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہو تو مجھے معاف کردے، درگزر فرمادے، تُو تو رحمٰن ہے، رحیم ہے، میری کمزوریوں پر پردہ ڈال دے میری اس پرخلوص کوشش کو قبول فرمالے، مجھ سے راضی ہوجا، اس کتاب کو نبی پاکﷺ کی رضا اور خوشی کا باعث بنادے، اور مجھ ناچیز کا نام اپنے محبوبﷺ کے چاہنے والوں میں لکھ دے۔

یاارحم الراحمین میرے والدین، شوہر، اولاد، بھائی بہنوں، تمام عزیز واقارب اور وہ سب جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں میری مدد کی، تمام مسلمین و مسلمات اور مجھ ناچیز کو بخش دے، ہم سب کو اپنی رحمت کے سائے میں رکھنا اور جنت الفردوس کو ہمارا مسکن بنادے۔

(آمین ثم آمین)

زباں چلتی ہے لیکن شکر تیرا ہو نہیں سکتا
میں جیسا چاہتا ہوں مجھ سے ویسا ہو نہیں سکتا
چھپالے دامنِ رحمت میں تو میرے گناہ یا ربّ
اگر ایسا نہ چاہے تُو تو ایسا ہو نہیں سکتا

Toobaa-elibrary.blogspot.com

تو ہی اپنے گنہگاروں کے یا رب عیب ڈھانکے گا
وہ پردہ کیا کریں گے جن سے پردہ ہو نہیں سکتا

(مضطر خیر آبادی)

آخر میں میں حافظ محمد ثانی صاحب کی بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑی توجہ اور خلوص سے اس مسودہ کو پڑھا بعض اغلاط کی تصحیح کی اور کئی مفید مشورے دیئے، میرے پاس صرف دُعائیں ہیں اور اجر رب العزت کے پاس ہے۔

❁❁❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآنِ مجید کلامِ الٰہی ہے:

قرآنِ حکیم بلاشبہ اللہ وحدہٗ لاشریک کا پاک کلام ہے جو اس کے آخری رسول سردار الانبیاء، رحمت للعالمین حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ قرآن پاک نبی آخرالز ماں ﷺ کا وہ زندہ معجزہ ہے جسے خود اللہ تعالیٰ نے عظیم کہا ہے، یہ تقریباً چودہ سو سالوں سے انسانیت عالم کی ہدایت اور رہنمائی کر رہا ہے یہ اپنے نزول سے لے کر اب تک اربوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ رہا اور من وعن بلا تحریف کتابی شکل میں اپنے ماننے والوں تک پہنچتا رہا اور یہ سلسلہ دور نبوت سے لے کر آج تک جاری وساری ہے، قرآنِ کریم پوری انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا انعام ہے کہ دنیا کی کوئی بھی بڑی سے بڑی دولت یا نعمت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی یہ وہ نسخہ کیمیا ہے جس کی تلاوت، جس کا دیکھنا، سننا، سنانا، سیکھنا اور سکھانا اور جس پر عمل کرنا دنیا اور آخرت دونوں کی عظیم سعادت ہے۔

قرآنِ کریم سے پہلے جو آسمانی کتابیں مختلف انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں ان میں سے کوئی بھی آج اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں، ان میں بہت کچھ تحریف و ترمیم ہو چکی ہے، خود اہلِ کتاب بھی اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں اور یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ان کتابوں میں کہیں کوئی غلطی یا تبدیلی نہیں ہوئی یا یہ کہ ان کتابوں کا ایک ایک لفظ الہامی ہے، لیکن صرف قرآن ہی ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود رب کریم نے لیا ہے۔

(بحوالہ موازنہ حق و باطل ص ۲۰)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"

ترجمہ: ہم نے ہی اس قرآن کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

عربی زبان

قرآنِ مجید عربی زبان میں نازل ہوا اور آج تک اسی زبان میں لفظ بلفظ محفوظ ہے، جس طرح یہ آپ ﷺ پر نازل ہوا تھا۔

دنیا کی دیگر زبانوں کا جائزہ لیں خود اردو زبان ہی کو لیں آج سے ۵۰۰ سو سال پہلے کی اردو زبان آج بمشکل کسی کے سمجھ میں آئے گی۔ ۵۰۰ سو سال پہلے چاسر (chaucer) کی انگریزی زبان کو خود لندن میں رہنے والے لوگ ماسوائے یونیورسٹی کے پروفیسروں کے شاید ہی کوئی اور سمجھ سکتا ہو، سنسکرت اور ژند زبانیں مردہ ہو چکی ہیں۔ (Dead Languages) دوسری تمام زبانوں کا بھی یہی حال ہے یا تو وہ بالکل متروک ہو چکی ہیں یا آج بالکل بدل چکی ہیں۔

دنیا کی واحد زبان جو چودہ سو سال سے بالکل وہی ہے وہ صرف عربی زبان ہے اس کے الفاظ گرامر، ہجے، تلفظ (Pronunciation Spelling, Words, Grammar) میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔

خدا تعالیٰ کا کلام جو چودہ سو سال قبل نازل ہوا تھا آج وہ ٹی وی اور ریڈیو پر نشر ہو رہا ہو تو صرف خطہ عرب میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں با آسانی سمجھا جائے گا، اس کو قرآن کا معجزہ کہہ لیں یا خدائی انتظام۔

صاحبِ قرآن (ﷺ)

اس عالم کائنات میں انسانی اخلاق و تربیت کی اصلاح کے لئے اللہ پاک نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا تا کہ آپ ﷺ اپنے قول و فعل سے آیاتِ قرآنی کی تفسیر فرمائیں:

ارشادِ ربانی ہے:

"وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ" (سورۃ النحل آیت ۴۴)

ترجمہ: اور ہم نے قرآن آپ (ﷺ) پر اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرمادیں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہیں۔

ربّ کائنات نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جتنی عظیم ترین ذمہ داریوں کا اہل بنایا وہ آپ ﷺ ہی کے بلند مقام کی اساس ہیں۔

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے باہر کام کا مکلف نہیں کرتا"۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ جن کی زندگی سر بسر کلامِ ربی ہے، اس مقدس پاک وجود کی سوانح عمری مسلمانوں کے لئے ایک ایسی مثال ہے، جس پر عمل کر کے انسان اپنی دنیا اور آخرت دونوں سنوار سکتا ہے۔

نکل آئیں گے حل سب مسئلوں کے چند لمحوں میں
حیاتِ مصطفیٰ ﷺ کو سوچنا اول سے آخر تک

Toobaa-elibrary.blogspot.com

ہم مسلمانوں کے اس فخر کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہوسکتا کہ اُنہوں نے اپنے پیغمبر آخرالزماں کی زندگی کا ایک ایک پہلو محفوظ کرلیا ہے۔

اللہ رب العزت نے تمام انسانوں کے لئے اپنے محبوب کو اپنا کلام دے کر ہر انسان کو زندگی گذارنے کے طریقے بتلا دیئے، صاحبِ قرآن نے ہر چیز، ہر مسئلہ کا حل، زندگی گذارنے کے اطوار اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانوں کو سکھایا، اس معلّم شریعت نے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ کا کلام ایک ایسی بیش بہا امانت ہے جو اگر پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ ریزہ ریزہ ہوجاتا لیکن اس رَبّ العزت نے صرف قلبِ محمد ﷺ ہی کو اس عظیم بار برداشت کرنے کی قوت دی۔ اس حوالے سے ارشادِ ربانی ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور اگر ہم اُتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو تُو دیکھ لیتا کہ وہ دَب جاتا، پھٹ جاتا اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اور یہ مثالیں ہم سناتے ہیں لوگوں کو تاکہ وہ غور کریں۔

قرآنِ پاک میں ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا

(سورۂ مزمل آیت ۵)

ترجمہ: بے شک ہم آپ ﷺ پر عنقریب ایک بھاری کلام ڈالنے والے ہیں۔

بھاری کلام سے مراد قرآنِ مجید ہے جو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ رَب العزت نے لیا ہے۔

دیگر مقدس کتابوں کی حفاظت کا حال:

''مسند امام احمد بن حنبلؒ میں مروی حدیث ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مجھ (محمد رسول اللہ ﷺ) تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے جن میں سے تین سو پندرہ صاحبِ کتاب تھے''۔

ان تین سو پندرہ کے اوپر نازل کردہ صحیفے تو بڑی بات ہے شاید دنیا ان صاحبِ کتاب پیغمبروں کے نام سے بھی واقف نہیں ہے، چند اشارے ملتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحیفے نازل ہوئے تھے، حضرت شعیب علیہ السلام پر بھی صحیفے نازل ہوئے تھے، مگر دنیا ان سے قطعی ناواقف ہے واضح طور پر جن پیغمبروں کے صحیفوں کا ذکر قرآنِ مجید میں آیا ہے یعنی ''صحف حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام'' اس کے علاوہ بعض انسانوں کا گو کہیں بھی صراحت کے ساتھ ان کے نبی ہونے کا تذکرہ نہیں ملتا، مگر ان کے نبی ہونے کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا، وہ زرتشت ہیں اور پارسی حضرات اُنہیں اپنا نبی مانتے ہیں، قرآنِ مجید میں بھی قوم مجوسی کا ذکر ہے، زرتشت کی لائی ہوئی کتاب اوستا ہے۔ یہ کتاب ژند زبان میں تھی جو متروک ہوچکی ہے اس کا ترجمہ بلکہ خلاصہ نئی زبان میں کیا گیا جو پاژند کہلائی اور اس قدیم کتاب کا صرف دسواں (۱/۱۰) حصہ موجود ہے باقی ناپید ہوچکا ہے۔ ''اوستا'' میں ایک نبی کے آنے کی پیشینگوئی کی گئی ہے اور اس کا نام رحمۃ للعالمین دیا ہوا ہے ''میں نے دین مکمل نہیں کیا، میرے بعد ایک اور نبی آئے گا جو اس کی تکمیل کرے گا جس کا نام رحمۃ للعالمین ہوگا، یعنی سب جہانوں کے لئے رحمت''

Toobaa-elibrary.blogspot.com

(Avesta-Lyasht 13, XXVIII,29) یہ نام ہو بہو قرآنِ مجید میں موجود ہے۔ ''اے محمد ہم نے تمہیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔'' (قرآن ۲۱: ۱۰۷میں) ہندوؤں کی مقدس کتاب پر ان (پرانی کتاب) میں بھی آپ ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر موجود ہے۔

(موازنہ حق و باطل صفحہ ۳۷)

آخری زمانے میں ایک شخص ریگستان میں پیدا ہوگا اس کی ماں کا نام قابلِ اعتماد، اس کے باپ کا نام اللہ کا غلام ہوگا وہ اپنے وطن سے شمال کی طرف ہجرت کرے گا پھر وہ اپنے وطن کو دس ہزار آدمیوں سے فتح کرے گا، جنگ میں اس کے رتھ اونٹ کھینچیں گے، اونٹ اس قدر تیز رفتار ہوں گے کہ آسمان تک پہنچ جائیں گے۔

(Atharva Veda, Vishnu Purawa, Chapter 24)

یہ ساری کی ساری پیشن گوئیاں حرف بحرف صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ پر صادق آتی ہیں۔ آپ ﷺ عرب کے ریگستان میں پیدا ہوئے، آپ ﷺ کی والدہ کا نام آمنہ (یعنی قابلِ اعتماد۔(Trust worthy) آپ ﷺ کے والد کا نام عبداللہ (یعنی اللہ کا غلام) جب کفارِ مکہ نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو آپ ﷺ مکہ سے شمال کی طرف مدینہ ہجرت کر گئے، پھر جب آپ ﷺ نے مکہ فتح کیا ٹھیک دس ہزار صحابہ ؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (تمام احادیث اور تاریخی کتب میں بعینہ یہی تعداد دی گئی ہے)

آپ ﷺ کی اونٹنی کا نام قصوی تھا، ان کتابوں کے نزول کے وقت کا تعین کرنا مشکل ہے اور یہ بھی پورے وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کن مقدس ہستیوں پر نازل ہوئیں، گویا ان کی تمام تفاصیل پر گمنامی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔

تورات کا حال:

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل ہوئی وہ تورات کہلاتی ہے، یہودی حضرت موسیٰ کی طرف پانچ کتابیں منسوب کرتے ہیں۔

۱)......پیدائش Genesis

۲)......خروج Exodus

۳)......قانون Leviticus

۴)......اعداد و شمار Numbers

۵)......تثنیہ یا استثنا Dueteronomy

تثنیہ کا مطلب ہے پرانی چیزوں کو دہرانا یا (Update) کرنا۔ شروع شروع میں یہودیوں کے یہاں پانچویں کتاب کا وجود ہی نہیں تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تقریباً چھ سو سال بعد ایک شخص یہودی بادشاہ کے پاس ایک کتاب لایا کہ یہ اسے ایک غار سے ملی ہے، بادشاہ نے یہ کتاب ایک عورت جو ''Prophetess'' ہونے کا دعویٰ کرتی تھی اسے یہ کتاب دکھائی، اس نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب ہے اور اس طرح یہ کتاب بھی کتابِ مقدس کا حصہ بن گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہودیوں نے فلسطین کا کچھ حصہ فتح کیا لیکن کچھ عرصہ بعد عراق کے حکمران بخت نصر نے فلسطین پر حملہ کیا اور اس نے یہودی مذہب کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کے لئے تورات کے تمام نسخوں کو جمع کر کے آگ لگوا دی حتیٰ کہ تورات کا ایک نسخہ بھی دنیا میں باقی نہ رہا۔ خود یہودی مورخوں کے مطابق اس واقعہ کے ایک سو سال بعد ان کے ایک نبی حضرت عذرا (جو شاید عربوں میں حضرت عزیر (Uzair) کے نام سے معروف ہوئے اور قرآن میں بھی اُن کا ذکر ہے) نے

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کہا کہ تورات انہیں زبانی یاد ہے اور انہوں نے دوبارہ لکھوائی، اس طرح تورات دوسری مرتبہ وجود میں آئی۔ کچھ عرصہ بعد ایک اور رومی سپہ سالار (انٹیوکس Antucus) نے فلسطین پر حملہ کیا اور پھر تورات کے تمام نسخے جمع کر کے آگ لگا دی، اس طرح تورات پھر دنیا سے نابود کردی گئی، اس کے بعد ایک اور رومی کمانڈر (طیطس Titess) نے فلسطین پر حملہ کیا اور یہودیوں کی تمام کتابوں کو نذر آتش کردیا، اب ہمیں جو کتاب ملتی ہے وہ عہد نامہ قدیم (Old Testament) ہے۔

یہ حضرت موسیٰ ؑ کی طرف سے منسوب پانچ کتابیں ہیں، جن کا ذکر اوپر آچکا ہے یہ کتابیں اس تین چار مرتبہ کی آتش زدگی کے بعد کس طرح عالم وجود میں آئیں اس کی کوئی تفصیل دستیاب نہیں، کتاب میں حضرت موسیٰ ؑ کی بیماری، آپ کی وفات، آپ کی تدفین کا بھی ذکر ہے، جو ظاہر ہے حضرت موسیٰ ؑ کی وفات کے بعد کا اضافہ ہوگا، اسی طرح کی اور تحریریں ملتی ہیں جن کو پڑھنے والا فوراً محسوس کرلیتا ہے کہ یہ بعد کے اضافے ہیں۔

بعض جگہ ایسا کہ کچھ تشنگی باقی رہ گئی اور کتاب کا کچھ حصہ غائب ہے ایک ایک باب میں کم از کم بیس بیس مرتبہ اس طرح کے الفاظ ملتے ہیں "اس حصے کی تفصیل یا اس حکم کی تفصیل فلاں فلاں باب میں مل جائے گی"، تفصیل تو درکنار جن ابواب کے حوالے دیئے گئے ہیں وہ ابواب ہی سرے سے تورات میں نہیں ملتے۔

زبور:

تورات کے بعد جس مقدس کتاب کا ذکر ہے وہ زبور ہے اور مسلمانوں کا بھی اس پر ایمان ہے اور قرآن میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے، عہد نامہ عتیق (Old Testament) میں جو چیز حضرت داؤد ؑ کی طرف سے منسوب ہے اور جس کو وہ سام (Psalms) یا زبور کہتے ہیں وہ صرف خدا کی حمد وثنا میں نظمیں ہیں نہ

اس میں کوئی نیا حکم ہے، نہ کوئی نئی شریعت، البتہ دیگر مقدس کتابوں کی طرح زبور میں بھی آخری نبی کی بشارت ملتی ہے۔

انجیل:

انجیل کے متعلق مسلمانوں کا ایمان ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ ؑ پر نازل ہوئی، لیکن ہمارے پاس عیسائیوں کے توسط سے جو اناجیل پہنچیں ہیں وہ ایک نہیں بلکہ چار کتابیں ہیں۔

(۱)......یوحنا (John)

(۲)......مرقس (Marks)

(۳)......لوقا (Luke)

(۴)......متی (Mathew)

یہ چار کتابیں مختلف آدمیوں کی طرف منسوب ہیں، عیسائی مورخوں کے مطابق حضرت عیسیٰ ؑ کی وفات کے بعد ستر (۷۰) سے زیادہ انجیلیں مروج تھیں۔ انجیلوں کو پڑھنے سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے احکام کی صورت میں نہیں ہیں، بلکہ یا وہ تو حضرت عیسیٰ ؑ کے اپنے الفاظ ہیں یا حضرت عیسیٰ ؑ کی سوانح عمریاں ہیں، جسے چار اشخاص نے لکھا ہے۔ لفظ انجیل کے معنی ہیں خوشخبری۔ لیکن حضرت عیسیٰ ؑ پر جو کتاب نازل ہوئی تھی اسے لکھوایا نہ جاسکا اور نہ اس کا آج دنیا میں کوئی وجود ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ ؑ جو زبان بولتے تھے وہ عبرانی (Aramiac) تھی آج اس زبان میں دنیا میں کہیں انجیل کا وجود نہیں ہے موجودہ چار اناجیل جن کو عیسائی دنیا قابل اعتماد ٹھہراتے ہیں وہ بھی حضرت عیسیٰ ؑ کے زمانے میں لکھی جانے والی انجیلوں کے ترجمے بتائے

Toobaa-elibrary.blogspot.com

جاتے ہیں، یہ ترجمے کس نے کئے اس کا کسی کو بھی علم نہیں، اُس زمانے کی مروجہ ستر اناجیل میں سے موجود چار اناجیل کس طرح منتخب ہوئیں اور اس انتخاب کا معیار کیا تھا، دنیا اس سے بھی ناواقف ہے۔

پوری دنیا بشمول عیسائیوں کے سب اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ (Original) کتاب کا آج دنیا میں وجود نہیں ہے وہ الفاظ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے وہ ناپید ہیں۔ جو کچھ آج باقی ہے وہ محض ترجمہ ہے اور وہ بھی ایک کتاب نہیں بلکہ چار اناجیل۔ جو تقریباً ستر اناجیل میں سے چنی گئیں، اس پر بھی سب کو اتفاق ہے کہ یہ تحریف شدہ ہیں اور ان چار اناجیل میں بھی اختلافات اور تضادات موجود ہیں خود مسیحی برادری تسلیم کرتی ہے کہ آج کا عیسائی مذہب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذہب نہیں بلکہ سینٹ پال (St.pant) کا مذہب ہے۔

(موازنہ حق و باطل ص ۳۷۔۴۰)

قرآنِ مجید:

محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والا کلام قرآنِ مجید بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو باری تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے حضرت جبریل آمین علیہ السلام آپ ﷺ کو سناتے تھے، یہ کلام وقتاً فوقتاً آپ ﷺ پر حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوتا رہا اور یہ سلسلہ ۲۲ سال ۵ ماہ تک جاری رہا۔

قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ ربُّ العزت نے لے لیا ہے:

اپنے پاک کلام کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے لے رکھی ہے اور آپ ﷺ کو ہدایت فرمائی۔

لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ (سورۃ القیامۃ/آیت ۱۶ تا ۱۹)

ترجمہ: آپ ﷺ قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کریں تاکہ آپ اس کو جلدی جلدی لے لیں، بے شک ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور پڑھوا دینا، سو جب ہم اُس کو پڑھیں آپ اس کے پڑھنے کے تابع ہو جایا کریں، پھر اس کا بیان کرا دینا ہمارے ذمہ ہے۔

اس آیت میں اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کو ہدایت فرمائی کہ جب بھی یہ کلام حضرت جبریل کے ذریعہ آپ ﷺ پر نازل ہو تو آپ ﷺ اسے یاد کرنے کی کوشش بھی نہ کریں، حتیٰ کہ آپ ﷺ زبان سے وہ الفاظ دہرانے کی بھی کوشش نہ کریں، صرف اُن الفاظ کو سُن لیا کریں اور یہ انتظام اور ذمہ داری اللہ ربُّ العزت کی ہے کہ آپ ﷺ وہ کلام کبھی بھی نہیں بھولیں گے اور یہ کلام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ ﷺ کی یادداشت میں محفوظ رہے گا یعنی قیامت تک اس کلام میں کوئی ردوبدل نہ ہو سکے گی، نہ صرف اس کلام کا کوئی ایک لفظ بھی ضائع نہ ہوگا بلکہ اس کلام میں کسی ایک نقطے کا اضافہ بھی نہ ہو سکے گا۔

اس کتاب کی حفاظت تو اس بات کی بھی مرہونِ منت نہیں کہ یہ لکھی ہوئی صورت میں موجود ہو بلکہ اگر اس کتاب کا ایک ایک نسخہ ساری دنیا سے کبھی اور کسی وقت ضائع کر دیا جائے تب بھی یہ کتاب محفوظ رہے گی، یہ منفرد اور معجزانہ دعویٰ ہی قرآنِ مجید کی اس صداقت کی دلیل ہے کہ یہ کلام اللہ بزرگ و برتر کا ہے اور اس کی حفاظت کا انتظام بھی خود اللہ تعالیٰ نے ہی کیا ہے۔ (موازنہ حق و باطل ص ۲)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

صاحبِ قرآن ﷺ کا ذکر مبارک دیگر کتب مقدسہ میں:

اوستا میں زرتشت کا یہ بیان ملتا ہے میں نے دین مکمل نہیں کیا میرے بعد ایک اور نبی آئے گا جو اس کی تکمیل کرے گا اس کا نام رحمۃ للعالمین ہو گا یعنی سب جہانوں کے لئے رحمت۔(Avesta-Lyasht 13, XXVIII, 29) اس پیش گوئی کی تصدیق ملاحظہ ہو قرآنِ مجید میں ''اے محمد (ﷺ) ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔(۲۱۔۱۰۷)

ہندوؤں کی مقدس کتاب پران میں سے آپ ﷺ کا ذکر آیا ہے سورۃ نمبر ۲۶ آیت ۱۹۶۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے ۔یہ کتب آپ ﷺ کی تشریف آوری سے ہزاروں سال قبل موجود تھیں اور ایسے علاقوں میں نازل ہوئیں کہ اُن سے اس وقت خطۂ عرب کا کوئی رابطہ بھی نہ تھا۔

اب تورات اور انجیل پر نظر ڈالیں ،تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب ہے (باب استثنا ۱۸:۱۸)۔Deuteronomy

I will raise them up a Prophet, from among their brethren like unto Thee & will put my words in his mouth, & he shall speak unto them all that I command him (Deut 18:18)

'' میں تمہاری طرح تمہارے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر بھیجوں گا اس کے منہ میں میں اپنے الفاظ ڈالوں گا اور وہ تمہیں میرے الفاظ سنائے گا، وہ میرے نام سے بولے گا۔''

ایک اور پیش گوئی ملاحظہ ہو۔

And the book is delivered to him that is not learned Saying Read this, I Pray Thee: & the Saith I am nót learned (Isaiah : 29:12)

''اور پھر وہ کتاب کسی ناخواندہ (اُمّی) کو دی جائے گی اور کہا جائے گا اسے پڑھ اور وہ کہے گا میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔

(عیسعیا ۲۹:۱۲)

قرآنِ مجید کی سب سے پہلی نازل ہونے والی وحی کے الفاظ'' (اے محمد ﷺ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے عالم پیدا کیا'' اور اس کے نزول کے بعد ادا کئے......''میں اَن پڑھ ہوں''۔

ان پڑھ قوم کے اَن پڑھ پر قرآن نازل کیا۔(سورۃ ۶۲۔۲)

دنیا میں کوئی انسان آپ ﷺ کا استاد نہ تھا آپ ﷺ کو پڑھانے والا خالقِ کائنات خود تھا۔اب ان الفاظ پر غور کریں ''وہ میرے نام سے بولے گا۔''

یہ ساری پیش گوئیاں بائبل کی ہیں۔

A)......تمہاری طرح (یعنی تمہارے جیسا) پیغمبر بھیجوں گا۔

B)......تمہارے بھائیوں میں سے۔

C)......اس کے منہ میں اپنے الفاظ ڈالوں گا۔

D)......وہ تمہیں میرے الفاظ سنائے گا۔

E)......وہ کہے گا میں اَن پڑھ ہوں۔

اب دیکھئے یہ پیشن گوئیاں کس نبی پر صادق آتی ہیں عیسائی دنیا نے یہ سوچ کر کہ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت موسیٰ ؑ کے بعد کیونکہ حضرت عیسیٰ ؑ تشریف لائے اور چونکہ عیسائی حضرت محمد ﷺ پر ایمان ہی نہیں رکھتے ۔ لہٰذا اُنہوں نے کسی تجزیہ اور غور و فکر کے بغیر تمام پیشن گوئیاں خود بخود حضرت عیسیٰ ؑ سے منسوب کر دیں اور کبھی یہ غور کرنے کی کوشش نہیں کی کہ ان پیشن گوئیوں کا اطلاق رسول اللہ ﷺ پر ہو سکتا ہے۔

آیئے جائزہ لیں کہ بائبل کی یہ پیشن گوئیاں کس پر صادق آتی ہیں حضرت عیسیٰ ؑ پر یا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر۔

A) تمہاری طرح (یعنی تمہارے جیسا) پیغمبر بھیجوں گا:

ان الفاظ کی روشنی میں جو کہ حضرت موسیٰ ؑ سے منسوب ہیں، موازنہ کریں کہ یہ الفاظ کس پر صادق آتے ہیں ۔ حضرت موسیٰ ؑ کی طرح پیغمبر کون تھے۔ حضرت عیسیٰ ؑ یا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ۔؟

i) ..... حضرت موسیٰ ؑ اور نبی کریم ﷺ دونوں عام انسانوں کی طرح پیدا ہوئے یعنی ماں باپ کے ذریعے، جب کہ حضرت عیسیٰ ؑ کی ولادت بغیر باپ سے ہوئی ۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ ؑ، حضرت موسیٰ ؑ کی طرح نہیں تھے۔

ii) ..... حضرت عیسیٰ ؑ انسانوں کے گناہوں کا کفارہ دینے کے لئے صلیب پر چڑھے تھے (عیسائی عقیدہ کے مطابق) جبکہ حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت محمد ﷺ کی موت طبعی اور دوسرے انسانوں جیسی تھی ۔ لہٰذا حضرت محمد ﷺ اور حضرت موسیٰ ؑ کی پیدائش اور وفات عام انسانوں کی طرح تھی جبکہ حضرت عیسیٰ ؑ زندہ آسمانوں پر اُٹھائے گئے ۔

iii) ..... حضرت عیسیٰ ؑ نے گہوارے میں ہی گفتگو کی جبکہ حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت محمد ﷺ کا بچپن عام انسانوں کی طرح تھا۔

iv) ..... حضرت عیسیٰ ؑ نے شادی نہیں کی، ظاہر ہے حضرت عیسیٰ ؑ کے کوئی اولاد بھی نہیں تھی ، جبکہ حضرت موسیٰ ؑ اور رسول اللہ ﷺ دونوں نے شادیاں کیں۔

v) ..... حضرت موسیٰ ؑ کو ان کی قوم نے بہت تکلیفیں دیں ، ان کی حکم عدولی کی، مگر آخر کار ایمان لائے اور اُنہیں پیغمبر تسلیم کر لیا، حضرت موسیٰ ؑ کی بادشاہی بھی قائم ہوئی ، بالکل یہی حال حضرت محمد ﷺ کا تھا اس کے برعکس حضرت عیسیٰ ؑ کو ان کی قوم نے آخر وقت تک سرے سے پیغمبر ہی تسلیم نہیں کیا اور دو ہزار سال گذرنے کے بعد بھی وہ یہودی قوم جس کی ہدایت کے لئے حضرت عیسیٰ ؑ تشریف لائے تھے، آج بھی آپ کی منکر ہے۔

vi) ..... حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت محمد ﷺ دونوں ایک نئی شریعت لے کر تشریف لائے تھے جب کہ خود حضرت عیسیٰ ؑ کے بقول وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے بلکہ حضرت موسیٰ ؑ کی شریعت ہی کو نافذ کرنے آئے تھے اور محمد رسول اللہ کی شریعت (یعنی قرآن) نے تورات کے کئی قوانین منسوخ کیے اور نئے قوانین نافذ کیے۔

vii) ..... حضرت عیسیٰ ؑ آسمان پر اُٹھا لیے گئے ۔ (عیسائیوں اور مسلمانوں دونوں کے عقیدے کے مطابق) جب کہ حضرت موسیٰ ؑ اور رسول اللہ ﷺ دونوں زمین میں دفن ہیں۔

اب فیصلہ آپ پر ہے کہ تورات کی یہ پیشن گوئی کس پر صادق آتی ہے۔

B) تمہارے بھائیوں میں سے پیغمبر:

بائبل اور قرآن دونوں کے مطابق حضرت ابراہیم ؑ کے دو بیٹے تھے۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام سارے پیغمبر حضرت اسحاق علیہ السلام سے تھے اور اٹھائیس سو سال تک یہ سلسلہ جاری رہا اور سب بنی اسرائیل کہلاتے تھے۔ اس وضاحت کی اس لئے ضرورت تھی کہ وہ پیغمبر بنی اسرائیل سے نہیں بلکہ تمہارے بھائیوں (یعنی بنی اسرائیل) سے ہوگا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے آپ ﷺ واحد پیغمبر تھے یہی وجہ تھی کہ گو یہودی آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت ایک پیغمبر کے منتظر تھے اور ان کی کتابوں کے مطابق اس پیغمبر کے آنے کا وقت بھی ہو گیا تھا، مگر اٹھائیس سو سال سے جو روایت چلی آرہی تھی اس کے مطابق وہ یہ تصور کئے بیٹھے تھے کہ یہ پیغمبر بھی خود ان کی قوم یعنی بنی اسرائیل سے ہی آئے گا اگر رسول اللہ ﷺ کا تعلق بھی بنی اسرائیل سے ہوتا تو یہودیوں کو آپ ﷺ کو پیغمبر تسلیم کرنے میں ذرہ برابر عار نہ ہوتا، کیونکہ وہ تو آپ ﷺ کے منتظر بیٹھے تھے۔ مگر بائبل کے الفاظ پر اگر غور کریں کہ یہ نہیں کہا جارہا کہ میں تم میں سے یعنی بنی اسرائیل سے پیغمبر بھیجوں گا، بلکہ یہ کہا جارہا ہے کہ ''تمہارے بھائیوں سے پیغمبر بھیجوں گا۔'' اور بنی اسماعیل علیہ السلام بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

C) میں اس کے منہ میں الفاظ ڈالوں گا:

پوری بائبل پڑھ لیں یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی زبان میں ہے گویا یہ ایک طرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آپ بیتی یا سوانح عمری ہے۔ ہر بات صیغہ واحد متکلم میں ہے۔

(First person narration)

''میں اس لئے آیا ہوں''۔ ''میں یہ کہتا ہوں''۔ ''میرا جانا تمہارے لئے اچھا ہوگا'' وغیرہ وغیرہ اس کلام کو کسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے الفاظ ''منہ میں ڈالنا'' نہیں

کہا جاسکتا۔ اس کے برعکس قرآن کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

''کہہ دو کہ وہ ذات پاک جس کا نام اللہ ہے ایک ہے''۔

(۱:۱۱۲)

''کہہ دو کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں۔'' (۱:۱۱۳)

''کہہ دو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں۔''

(۱:۱۱۴)

''(اے محمد ﷺ) کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا'' ؟
بے شک کھول دیا۔ (۱:۹۴)

''(اے محمد ﷺ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے عالم کو پیدا کیا''۔ (۱:۹۶)

سینکڑوں بار قرآن میں یہ الفاظ دہرائے گئے کہ کہہ دو...... یعنی اس طرح الفاظ منہ میں ڈالے جارہے ہیں۔

اب ذرا قرآنِ پاک پڑھ کر دیکھیں اس میں سارے احکامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہورہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ من وعن سارے احکامات بندوں کو سنا رہے ہیں، قرآنِ مجید کا طرز کلام ملاحظہ ہو۔

''(اے محمد ﷺ) ہم تم کو خدا کی آیتیں اور حکمت بھری نصیحتیں پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں۔'' (۶۶:۶)

''(اے محمد) تم داروغہ بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو۔'' (۲:۲۷۲)

''(اے محمد ﷺ) تم غمگین نہ ہو۔'' (۵:۱۸)

کلام جہاں سے نازل ہو رہا ہے وہیں سے یہ ہدایت دی جارہی ہے کہ یہ کلام

Toobaa-elibrary.blogspot.com

حرف بحرف سنادو اور یہ کہہ دو تمہارا کام صرف پیغام پہنچانا ہے۔

پس اگر اللہ تعالیٰ کا کلام ہونا اور اللہ تعالیٰ ہی کے نازل کردہ الفاظ ہونے کا شرف کسی کو حاصل ہے تو وہ صرف رسولِ خدا ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے جس میں کلام بھی اللہ تعالیٰ کا ہے، الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ اور اس کے معنی سمجھانا بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

D) وہ تمہیں میرے الفاظ سنائے گا:

"My words which he shallspeak in My Name".

پہلی وحی ملاحظہ ہو ''پڑھ اپنے رَبّ کے نام سے'' اس کے علاوہ قرآنِ مجید کی تمام سورتیں (سوائے سورۃ التوبہ کے) ان الفاظ سے شروع ہوتی ہیں ''شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے'' یہ سورۃ اور یہ الفاظ قرآن مجید میں ۱۱۴ مرتبہ دھرائے گئے ہیں

E) وہ میرے نام سے بولے گا:

پڑھ اپنے رب کے نام سے

"In the name of God, most racious most Merciful".

''وہ میرے نام سے بولے گا'' اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ سوائے محمد رسول اللہ ﷺ کے اور کون ہوسکتا ہے۔

F) وہ کہے گا میں ان پڑھ ہوں:

''وہ کہے گا میں ان پڑھ ہوں'' پہلی وحی کے جواب میں جو الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائے وہ یہ تھے ''میں ان پڑھ ہوں'' اور قرآن میں بھی آپ ﷺ کے اُمّی ہونے کا بار بار ذکر ہے۔

He Sayeth,"I am not learned"

(Isaiah 29:12)

آپ ﷺ کے علاوہ کوئی پیغمبر اُمّی نہیں تھا۔

عیسائی اور یہودی خود بتائیں کہ ان کی مقدس کتابیں رسول اللہ ﷺ کے سوائے کس کی طرف واضح نشاندہی کررہی ہیں سوائے ضد اور ہٹ دھرمی کے ان کے پاس آپ ﷺ کی نبوت سے انکار کا اور کوئی جواز نہیں۔

مزید بائبل کے الفاظ پر غور کریں۔

''فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہونے والا''

(استثنا ۲:۳۳ Deut)

''فارقلیط (یوحنا ۱۴:۱۷ John)'' جسے دیکھ کر سلع کے رہنے والوں نے گیت گائے اور قیدار کی بستیوں نے حمد کی''۔ (یسعیا ۴۲:۱۱ jsaiah)

''جس کے قدموں میں پتھر کے بُت اُوندھے گر گئے''۔ (یسعیا ۴۲:۱۷)

جس نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا جو کچھ سنا وہی تم تک پہنچایا۔ (یوحنا ۱۴، ۱۳)

اب غور کریں کہ کیا بائبل کے سارے الفاظ محمد رسول اللہ ﷺ پر صادق نہیں آئے۔

تورات میں موجود ہے: ''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اس کے داہنے ہاتھ میں آتشیں شریعت ان کے لئے تھی۔ (استثنا ۳۳:۲)

شہر مدینہ کے پاس ایک پہاڑی ہے جس کا نام سلع ہے فاران مکہ کا مشہور پہاڑ ہے جس کے ایک حصہ میں غار حرا ہے جس میں بیٹھ کر نبی اکرم ﷺ عبادت کیا کرتے تھے اور اسی غار میں آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی اور جو آج کل جبل نور کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

بائبل میں ۱۹۵۸ کے بعد والے ایڈیشن میں انہوں نے دس ہزار کی جگہ لاکھوں کا لفظ لکھ دیا ہے ۱۹۵۸ سے پہلے بائبل کے ایڈیشن میں دس ہزار کی تعداد موجود تھی۔ (بائبل میں اس قسم کی تحریف اور رد و بدل کر دینا معمولی بات ہے)

خود بائبل کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے کا نام (Keder) تھا۔

(یسعیاہ ۴۲:۱۱ jsaiah)

اور ان کی اولاد عرب کے ریگستان میں آباد ہو گئی۔

(بائبل کتاب یسعیاہ ۲۱:۱۳، ۱۷ jsaiah)

سلع مدینے کی ایک پہاڑی کا نام ہے جب آپ ﷺ مکہ سے مدینہ ہجرت کر رہے تھے تو اسی سلع کی پہاڑی پر مدینہ کی بچیوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا تھا اور مشہور گیت گایا تھا

"طلع البدر علینا"

اگر اس پر بھی کوئی آپ ﷺ کو نبی آخر الزمان ماننے سے انکار کرے، تو ایسے لوگوں کی نشاندہی بھی قرآن میں کر دی گئی ہے۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ

"یہ بہرے ہیں اندھے، گونگے ہیں اور ان کے دلوں میں پردے پڑے ہوئے ہیں۔"

(موازنۂ حق و باطل ص ۱۶-۲۰)

ایک انجیل برناباس کا ۱۷۰۹ء میں سراغ ملا جو برناباس حواری کے نام سے مشہور ہے جو آج کل آسٹریا کے دار الخلافہ ویانا (Vienna) کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ لوقا (Luke) کی انجیل میں برناباس کا نام یوسف اور لقب برناباس تھا حواریوں میں سے ہیں جس نے اپنا کھیت بیچا اور ساری رقم لا کر رسولوں کے قدموں میں رکھ دی۔ (اعمال ۴:۳۶-۳۷) اس سے معلوم ہوا کہ برناباس حواریوں میں بلند مقام رکھتے تھے یہ انجیل برناباس عام عیسائی نظریات کے خلاف تھی اور عیسائی دنیا اس انجیل کو تسلیم نہیں کرتی بلکہ کسی مسلمان کی تصنیف کہتی ہے اس انجیل میں محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر کم از کم ۱۰، ۱۲ جگہ بالکل واضح طور پر آیا ہے اس کے علاوہ اس میں کئی باتیں ایسی بھی ہیں جو اسلامی تصورات سے مختلف ہیں۔

غیر مسلم بھی آپ ﷺ کے معترف

مشہور مصنف مائیکل ہارٹ نے اپنی مشہور کتاب (The Handred) میں بھی رسول اللہ ﷺ کو پوری انسانیت میں سب سے اعلیٰ مقام دینے کی وجہ لکھی ہے اور عیسائیوں سے معذرت خواہانہ انداز میں وضاحت کی ہے کہ موجودہ عیسائی مذہب خالص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذہب نہیں ہے بلکہ (St Paul) کا مذہب ہے۔ یہ پولس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ان کا سخت دشمن تھا بعد میں اس نے بتایا کہ مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نظر آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ تو مجھے کیوں ستاتا ہے اور پھر اس کے بعد اس نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں اور پولس میں سخت اختلاف تھا پولس نے عیسائی مذہب میں تبدیلیاں کر کے اس میں شرک اور بُت پرستی شامل کردی پولس کٹر یہودی تھا اور نہ بارہ حواریوں کی طرح منتخب ہوا تھا، رومی شہریت رکھتا تھا اور زندگی بھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھا اس نے جب دیکھا کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی طرف مائل ہورہے ہیں تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظر آنے کا ڈرامہ رچایا اور اُن کے نام پر ایک نئے دین کی بُنیاد ڈالی۔

انسان کامل ﷺ کی آمد:

سرزمین حجاز کے ہر حصے میں سفر کرتے ہوئے قدم قدم پر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم تاریخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ تاریخ کسی مردہ ماضی کا نام نہیں بلکہ روشنیوں کے جلوہ کا نام ہے۔ تاریخ کے عظیم افراد اپنے ہاتھوں میں قندیلیں لئے آگے بڑھ رہے ہیں، اور پھر جیسے وقت کی آندھیاں ان قندیلوں کو بجھا دیتی ہیں۔ ان کے بجھتے ہی یونان کا فلسفہ، روم کی تہذیب، مصر کی تمدنی فتوحات، برعظیم پاک و ہند کی مدنیت اور چین کے کارنامے، سب ہی ایک غبار میں کھو جاتے ہیں۔

جب یہ غبار چھٹتا ہے تو انسان پھر وحشت و بربریت کے جامے میں نظر آتا ہے۔ زمین ''اللہ کے نائب'' سے شرمانے لگتی ہے، اور بارگاہ رَبُّ العزت کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتی ہے۔ زمین کی نگاہوں کی بے چارگی کا جواب بن کر وہ کامل ترین انسان اس دنیا میں آتا ہے کہ زمین اپنے پیدا کرنے والے کے نور سے جگمگا اٹھتی ہے۔ حضرت خلیل علیہ السلام کی دعاؤں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارمانوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نوید کو انسانی پیکر مل جاتا ہے۔

ہوئی پہلوئے آمنہؓ سے ہویدا
دعائے خلیل علیہ السلام اور نوید مسیحا علیہ السلام

حضرت خلیل علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نوید کو اپریل ۵۷۱ء میں بارگاہ رب العزت سے لباس بشری عطا ہوا۔ انسانیت نے قابِ قوسین کی بلندی پالی، ہماری تقویم میں وہ ربیع الاول کا مقدس مہینہ تھا بارہویں اور کچھ کے مطابق نویں تاریخ کو اس عالم کن فکاں کے ذروں نے اس حقیقت نما کے نقوش پا کو بوسہ دیا جسے اس کے بھیجنے والے نے سراج منیر کہہ کر بھیجا وہ جو شرف آدم کی سب سے بڑی دلیل ہے تاریخ انسانیت کے اندھیروں کو چاک کرتا ہوا وہ شعلہ نمودار ہو گیا جس کی آغوش میں ہمارے لئے اسلام کا نور سمت نما تھا جو مجسم ہدایت تھا اور ہمارے لئے ہدایت کا سبب ہے وہ آگیا جو حق و باطل کے درمیان فرقان ہے اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی حجت وہ خاتم النبیین، سید المرسلین امام الثقلین اور رسول رب العالمین ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کی دلیل ہے۔

مکہ کی وادیوں پر اس آفتاب کی کرنیں پھیل گئیں جسے محمد ﷺ کا نام دیا گیا۔ وہ جو صاحب تاج و عصا ہے، وہ جو کرامتوں والا ہے، وہ کہ نشانیات اور معجزات جس کے نقوشِ قدم ہیں، وہ جو روشن علامتوں والا ہے، اور وہ جو صاحب کوثر ہے۔ وہ صاحب کلام آگیا کہ ''پتھروں'' نے جس کی صداقت کی شہادت دی اور جس کا وسیلہ ہمارے اور دوزخ کے درمیان آڑ ہے۔ ﷺ۔

قبل اسلام عرب اور بقیہ دنیا کی جو کیفیت تھی وہ ایک معلوم بات ہے مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ظلمتوں کی انتہا کا دور تھا۔ قرآنِ حکیم میں عرب قبلِ اسلام کی کیفیت کئی مقامات پر پیش کی گئی ہے اور کتابُ اللہ کی روشنی میں عربوں کی زندگی کے کئی پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔ مثلاً ان کی باہمی لڑائیاں، جن کو اسلام نے ایسی محبت میں بدل دیا کہ وہ اسلام لانے کے بعد آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ اخلاقی حالت کا اندازہ سود، قرعہ اندازی، ٹونکے اور ٹونے، جنسی معاملات میں بے راہ روی (مثلاً دو بہنوں کا ''نکاح'' میں جمع کرنا) سے ہوسکتا ہے۔ عبادت کا یہ انداز کہ برہنہ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو کر طواف کرتے اور سیٹیاں بجاتے۔ اور دوسری طرف یہ انتہا پسندی کہ سفرِ حج میں کسبِ معاش کو ممنوع قرار دے رکھا تھا۔ مشرکینِ عرب کا ذہن کتنے ہی اوہام تو ہمات میں گرفتار تھا۔ انہیں اوہام کے تحت وہ جانوروں کے کان چیر کر انہیں اپنے ''خداؤں'' کے نام پر وقف کر دیتے۔

یہ وہ پس منظر تھا جس میں دعائے خلیل علیہ السلام اور نوید مسیحا علیہ السلام کو انسانی پیکر میں ڈھالا گیا تاکہ انسانوں کے لئے اللہ کے ازلی وابدی دین کو اس کی مکمل شکل میں پیش کر کے ہمیشہ کے لئے ان کے سامنے ایک صراطِ مستقیم پیش کر دی جائے۔ وہ صراطِ مستقیم جو قرآن کریم کے حروف اور محمد عربی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے ہر لمحہ اور ہر پل میں جگمگاتی نظر آتی ہے، اور انسانوں کو اپنی طرف بلاتی رہی ہے اور بلاتی رہے گی۔

(حیات محمد ﷺ قرآن حکیم کے آئینے میں ص ۲۶،۲۷)

دھندلکوں سے اُبھرا وہ مہرِ منور اندھیرا چھٹا وہ روشنی آ گئی
مسرت سے جھوم اُٹھی یہ کائنات ہر اک سمت گویا بہار آ گئی
وہ نورِ مجسم وہ ماہ منیر وہ محبوب حق وہ خدا کا سفیر
کچھ اس شان سے وہ ہوا جلوہ گر، ہر اک دل کو اس کی ادا بھا گئی

مسرت جہاں نوری

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

بعثتِ مبارکہ

جب آپ ﷺ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو ایک دن حسبِ معمول آپ ﷺ

غارِ حرا میں تشریف فرما تھے کہ جبریل امین اللہ ﷻ کا یہ پیغام لے کر آئے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ﴿١﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿٢﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿٣﴾ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿٤﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿٥﴾

ترجمہ: ''اے رسول (ﷺ) پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے (مخلوقات) کو پیدا کیا جس نے آدمی کو خون کی پھٹکی سے تخلیق کیا آپ (قرآن) پڑھا کیجئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے (انسان کو) قلم سے تعلیم دی اور (عموماً) انسان کو (دوسرے ذرائع سے) ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا۔ (سورۃ العلق ۹۶: آیات ۱-۵)

حضور ﷺ غارِ حرا سے گھر تشریف لائے تو سینہ جلالِ الٰہی سے لبریز تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے یہ تجربہ بیان فرمایا انہوں نے خود آپ ﷺ کے سچے ہونے کی گواہی دے دی اور ایمان لے آئیں پھر مردوں میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ، غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ ؓ، اور نو عمروں میں حضرت علی ؓ پہلے ایمان لانے والوں میں شامل ہیں۔

دنیا میں بیوی کا رشتہ وہ رشتہ ہے جو کسی شخص کی ہر روحانی اخلاقی اور جسمانی کمزوری کو جانتی ہے اور حضور ﷺ کی صداقت پر سب سے پہلے اُم المومنین حضرت خدیجہ ؓ الکبریٰ نے شہادت دی۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

نزول وحی کے وقت آپ ﷺ کے تاثرات

جس وقت آپ ﷺ پر وحی آتی تو آپ ﷺ کو بڑی مشقت برداشت کرنی پڑتی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار آپ ﷺ کا سر مبارک حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے رانوں پر رکھا ہوا تھا کہ اسی حالت میں وحی نازل ہونی شروع ہوگئی اس سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ران پر اتنا بوجھ پڑا کہ گویا وہ ٹوٹنے لگی اور اگر آپ ﷺ ناقہ پر سوار ہوتے تو ناقہ گردن ڈال دیتی اور حرکت نہ کرسکتی تھی۔

آپ ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو وہ اچانک ہوتی تھی سب کے سامنے نازل ہوتی تھی جس میں دوست دشمن سب شامل ہوتے تھے کبھی کسی سوال کے جواب میں، کبھی کسی اعتراض کے جواب میں، کبھی کوئی مشکل درپیش ہو یا کسی قانون کی ضرورت ہو اچانک آپ ﷺ کا سانس رکنے لگتا، چہرۂ انور متغیر ہوکر زرد ہوجاتا اور آپ ﷺ کو اتنا پسینہ آتا کہ اس کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگتے۔

ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے سخت جاڑوں کے دن میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتے دیکھی ہے (ایسی سردی میں بھی) جب وحی کا سلسلہ ختم ہوجاتا تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پسینہ سے شرابور ہوتی۔

کبھی کبھی آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک ارتعاش ہوتا تھا اور آپ ﷺ کو حضرت جبریل علیہ السلام کی موجودگی کا احساس ہوجاتا اور حضرت جبریل علیہ السلام جو پیغام لاتے وہ آپ ﷺ کو موصول ہوجاتا وحی کے الفاظ آپ ﷺ کے دل و دماغ پر اس طرح نقش ہوجاتے تھے کہ اس کے بعد آپ ﷺ وہ الفاظ کبھی نہ بھولتے تھے۔ نہ وہ الفاظ نہ اُن کی ترتیب اور کبھی آپ ﷺ کو محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ کے دماغ میں بہت زور سے

گھنٹیاں بج رہی ہیں اور جب یہ کیفیت ختم ہوجاتی تھی تو وحی کے الفاظ آپ ﷺ تک پہنچ جاتے تھے اور وہ بھی حسبِ دستور آپ ﷺ کے دماغ پر نقش ہوجاتے تھے اور پھر وہ آپ ﷺ کبھی نہیں بھولتے تھے وحی کا یہ طریقہ آپ ﷺ پر بے حد بھاری ہوتا تھا۔

صرف ایک مرتبہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو انسانی شکل میں اپنی آنکھوں سے دیکھا حضرت جبریل علیہ السلام اس وقت حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں نمودار ہوئے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ انتہائی حسین انسان تھے اس موقع پر حضرت جبریل علیہ السلام کوئی قرآنی وحی لے کر تشریف نہیں لائے تھے بلکہ انہوں نے حضرت محمد ﷺ سے چند سوالات کئے جن کا جواب رسول اللہ ﷺ نے دیا اور ہر بات میں حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا جواب درست ہے جب حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لے گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعجب سے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یہ کون تھے؟ آپ ﷺ سے سوال بھی کرتے تھے اور سوال کے ہر جواب کے بعد یہ بھی کہتے تھے کہ آپ ﷺ کا جواب درست ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ باہر جاکر دیکھو جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم باہر آئے تو حضرت جبریل علیہ السلام کہیں نظر نہیں آئے آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو انسانی شکل میں تشریف لائے تھے۔

نزول کے مواقع کو دیکھیں تو کبھی وحی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اور کبھی آپ ﷺ کے بدترین جانی دشمن کفار کے مجمع میں نازل ہوتی تھی، کبھی سفر میں، کبھی حضر میں، کبھی جلوت میں، کبھی عین میدان جنگ میں، کبھی قوانین بیان ہورہے ہیں، کبھی احکامات صادر ہورہے ہیں، کہیں عبادات کا ذکر ہے تو کہیں معاشی اور معاشرتی الجھنوں کا حل، کبھی کسی کی دلجوئی کی جارہی ہے تو کبھی کسی کے دل کے پوشیدہ راز آشکار کئے جارہے ہیں، کبھی آپ ﷺ کو پوشیدہ خطرات سے آگاہ کیا جارہا ہے تو کہیں دشمنوں کی سازشیں بے نقاب کی جارہی ہیں، کبھی انتہائی ناممکن و نامساعد

Toobaa-elibrary.blogspot.com

حالات میں آپ ﷺ کو کامیابی وکامرانی کا مژدہ سنایا جارہا ہے تو کہیں قرآن کو آپ ﷺ کے حافظے میں محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا جارہا ہے۔

(قرآن مجید کلام الٰہی ص ۱۳)

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ

اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجا کریں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں ان پیغمبر (ﷺ) پر اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

اس آیت میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر صلوۃ وسلام بھیجا کریں مگر اس کی تعبیر و بیان میں یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے خود اپنا اور اپنے فرشتوں کا رسول اللہ ﷺ پر صلوۃ بھیجنے کا ذکر فرمایا اس کے بعد عام مومنین کو اس بات کا حکم دیا جس میں آپ ﷺ کے شرف اور عظمت کو اتنا بلند فرمادیا کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کا جو حکم مسلمانوں کو دیا جاتا ہے وہ کام ایسا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی وہ کام کرتے ہیں تو عام مومنین جن پر رسول اللہ ﷺ کے بے شمار احسانات ہیں ان کو تو اس عمل کا بڑا اہتمام کرنا چاہئے اور ایک فائدہ اس تعبیر میں یہ

بھی ہے کہ اس سے درود وسلام بھیجنے والے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ثابت ہوئی کہ اللہ رب العزت نے ان کو اس کام میں شریک فرمالیا جو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کرتے ہیں۔

لفظ صلوۃ عربی زبان میں چند معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے رحمت، دعا، مدح وثنا، آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو نسبت صلوۃ کی ہے اس سے مراد رحمت نازل کرنا ہے فرشتوں کی طرف سے صلوۃ ان کا آپ ﷺ کے لئے دعا کرنا ہے اور عام مومنین کی طرف سے صلوۃ کا مفہوم دعا اور حمد وثنا کا مجموعہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا بہت بڑی فضیلت والا عمل ہے۔ صحیح مسلم ج ا ص ۱۶۶ میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ ﷻ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

''سنن نسائی'' میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دس درجات بلند فرماتے ہیں اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کے دس گناہ (نامۂ اعمال) سے مٹا دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجا کرتے تھے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو بھی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں اب اختیار ہے کہ کوئی بندہ مجھ پر زیادہ درود بھیجے یا کم۔ (ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ کثرت سے درود بھیجا کرو۔

حضرت فضالہ بن عبید ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھ کر اس نے دعا شروع کر دی اور کہا ''اے اللہ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے نماز پڑھنے والے تو نے دعا کرنے میں جلدی کی آئندہ کے لئے یاد رکھو جب تو نماز پڑھ چکے تو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر جیسی اس کے لائق ہے پھر مجھ پر درود بھیج پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کر۔

فضالہ بن عبید ؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد پھر ایک اور شخص نے نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے نماز پڑھنے والے دعا کر تیری دعا قبول ہوگی۔ (ترمذی)

حضرت عمر ؓ سے منقول ہے کہ جب تک آنحضرت ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے دعا آسمان و زمین کے درمیان لٹکی رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابوذر ؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو سب سے بڑا بخیل نہ بتادوں؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا حضور ضرور ارشاد فرمائیں، فرمایا:

''جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ سب سے بڑا بخیل ہے''۔ (ترغیب وترہیب)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے ہوں اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے اور اپنے نبی پر درود نہ بھیجا جائے تو یہ مجلس ان کے لئے نقصان کا باعث ہوگی اب اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو ان کی مغفرت فرمادے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اصل بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی)

حضرت کعب ابن عجرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ چنانچہ ہم حاضر ہو گئے اور آپ ﷺ منبر پر چڑھنے لگے،

جب آپ ﷺ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا'' آمین'' پھر جب آپ ﷺ نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا'' آمین'' جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا'' آمین'' جب آپ ﷺ منبر سے اُترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ ﷺ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی باتیں سنیں جو پہلے نہ سنتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ سبب اس کا یہ ہوا کہ یہ جبریل ؑ میرے سامنے آئے جب پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو جبریل ؑ نے فرمایا کہ ہلاک ہو وہ شخص کہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا'' آمین'' پھر جب دوسری سیڑھی پر چڑھا تو فرمایا ہلاک ہو وہ شخص کہ جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا'' آمین'' پھر جب تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل ؑ نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے دونوں والدین یا ان میں سے ایک بوڑھا ہو جائے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کریں تو میں نے کہا'' آمین''

(الترغیب والترہیب)

حضرت اُبی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ آپ (ﷺ) پر درود زیادہ سے زیادہ بھیجا کروں آپ مجھے بتا دیجئے کہ میں اپنی دعا میں کتنا حصہ آپ (ﷺ) پر صلوٰۃ کے لئے مخصوص کردوں؟ (یعنی میں اپنے لئے دعا کرنے میں جو وقت صرف کیا کرتا ہوں اُس میں کتنا آپ (ﷺ) پر مخصوص کردوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اُس وقت کا چوتھائی حصہ آپ (ﷺ) پر صلوٰۃ کے لئے مخصوص کردوں کا آپ ﷺ نے فرمایا جتنا چاہو اگر اور زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے ہی بہتر ہوگا۔

میں نے عرض کیا تو پھر آدھا وقت اس کے لئے مخصوص کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا چاہو کردو اور اگر اور زیادہ کردو گے تو تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا۔

میں نے عرض کیا: تو پھر اس میں سے دو تہائی وقت آپ (ﷺ) پر صلوٰۃ کے لئے

Toobaa-elibrary.blogspot.com

مخصوص کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا تم چاہو کردو اور اگر اور زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے خیر ہی کا باعث ہوگا۔

میں نے عرض کیا تو پھر اپنی دعا کا سارا ہی وقت آپ (ﷺ) پر صلوٰۃ کے لئے مخصوص کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری ساری فکروں اور ضرورتوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفایت کی جائے گی، (یعنی تمہارے سارے دینی و دنیاوی مہمات غیب سے انجام پائیں گے) اور تمہارے گناہ اور قصور ختم کردیئے جائیں گے۔ (جامع ترمذی)

حضرت اُبی بن کعب ﷺ کثیر الدعوات تھے اللہ تعالیٰ سے بہت دعائیں مانگا کرتے تھے ان کے دل میں آیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے جو دعائیں مانگتا ہوں اور جتنا وقت اس میں صرف کرتا ہوں اس میں سے کچھ وقت رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ کے لئے مخصوص کردوں۔ اس بارے میں انہوں نے از خود حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ "میں کتنا وقت اس کے لئے مخصوص کردوں، آپ ﷺ نے اپنی طرف سے کوئی حد اور تعین مناسب نہیں سمجھا بلکہ ان ہی کی رائے پر چھوڑ دیا اور یہ اشارہ دیا کہ جتنا بھی زیادہ وقت دو گے تمہارے لئے بہتر ہوگا آخر میں جب انہوں نے یہ طے کیا کہ میں سارا ہی وقت جس میں میں اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنے میں ہی صرف کردوں گا ان کے اس فیصلے پر حضور اکرم ﷺ نے بشارت دی کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے وہ سارے مسائل اور مہمات جن کے لئے تم دعائیں کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ ہی آپ حل ہو جائیں گے اور جو گناہ اور قصور تم سے سرزد ہوئے ہوں گے وہ بھی ختم ہو جائیں گے ان پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

(بحوالہ معارف الحدیث / مولانا منظور نعمانی / ج ۵ ص ۳۴۷)

اس رسولِ برحق، اس احسانِ مجسم کی اتباع و محبت ہی اللہ تعالیٰ کا احسان ماننا ہے

اللہ رب العزت کے اس احسان کا کوئی کتنا بھی شکر کرے وہ کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم گناہ گاروں کو آپ ﷺ کا اُمتی بنایا جن پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے خود درود بھیجتے ہیں اور یہ بھی اس کا فضل و کرم ہے کہ مؤمن کو ادائیگی احسان کا ایک مختصر جامع اور پر فیض انداز بتلا دیا کہ وہ بھی اس عمل نورانی میں شریک ہو جائیں اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر عملاً درود بن جائیں۔

آنحضرت ﷺ تو محبوبِ خدا ہیں آپ ﷺ کو ہماری دعائے رحمت کی حاجت نہیں، مگر اللہ رب العزت کی خدمت میں آپ ﷺ کے لئے رحمت کی دعا کر کے ہم گناہ گاروں کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

آیئے درود پڑیں:

بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ . اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

اللہ پاک نے قرآن کو آپ ﷺ کی زبان پر آسان کردیا:

فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِکَ لِتُبَشِّرَ بِہِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ بِہٖ قَوْمًا لُّدًّا. (سورۂ مریم آیت ۹۷)

ترجمہ: ہم نے قرآن کو آپ ﷺ کی زبان پر آسان کردیا، تاکہ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ (ﷺ) اس کے ذریعے متقین لوگوں کو بشارت دیں اور جھگڑالو لوگوں کو ڈرائیں۔

اس آیت میں اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا کہ ہم نے قرآنِ کریم کو آپ کی زبان میں آسان فرمادیا تاکہ اس سے آپ بشارت اور ڈر لوگوں کو سنائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم بہت مشکل اور دشوار ہے کہاں رب کا کلام اور کہاں انسان ضعیف البیان مگر اس قرآن کو زبانِ مصطفیٰ پر آسان فرمایا جو پہاڑ سے بھی زیادہ ہمت والی ہے کہ اس کو برداشت فرمایا یہ اللہ پاک ہی کا کرم و فضل ہے۔

اس آیت کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ اے میرے پیارے محبوب ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان کی برکت سے آسان کر دیا یعنی اگر یہ قرآن آپ ﷺ کی زبان مبارک سے ادا نہ ہوتا تو کسی کی کیا مجال تھی کہ اس تک پہنچ جاتا کیونکہ یہ قرآن اسی لوحِ محفوظ میں تھا جہاں کسی انسان کا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ آپ ﷺ کی پاک زبان نے چھپے خزانہ اور درِ مکنون کو خلق تک پہنچایا اگر آپ ﷺ کا واسطہ درمیان میں نہ ہوتا تو مخلوق کا تعلق خالق سے نہ ہوتا۔

(مفتی احمد یار خان نعیمیؒ شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن ص ۱۳۰۔۱۳۱)

یہ رب العزت کی رحمت اور فضل و کرم ہے کہ اُس نے ہمیں پیارے محبوب کا اُمتی بنایا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

حضور ﷺ کی تعلیمات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲﴾

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُٹھایا اَن پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عقل مندی اور اس سے پہلے وہ پڑے ہوئے تھے صریح بھول میں۔ (سورۃ الجمعۃ آیت ۲)

اُمیّین اُمّی کی جمع ہے ناخواندہ شخص کو کہا جاتا ہے اور عرب کے لوگ اس لقب سے معروف تھے بہت کم لوگ پڑھے لکھے ہوتے تھے اس آیت میں اللہ پاک نے عظیم قدرت کے اظہار کے لئے خاص طور پر عربوں کے لئے یہ لقب اختیار فرمایا اور فرمایا کہ جو رسول بھیجا گیا وہ بھی اُمّی ہے اس لئے یہ معاملہ بڑا حیرت انگیز ہے کہ ساری قوم اُمّی اور جو رسول بھیجا گیا وہ بھی اُمّی اور جو فرائض اس رسول کے سپرد کئے گئے وہ سب تعلیمی اور اصلاحی ایسے ہیں کہ نہ کوئی اُمّی ان کو سکھا سکتا ہے اور نہ اُمّی قوم ان کو سیکھنے کے قابل ہے۔

یہ صرف اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ سے رسول اکرم ﷺ ہی کا معجزہ ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے جب تعلیم و اصلاح کا کام شروع کیا تو انہی اُمیّین میں وہ علماء اور حکماء پیدا ہوگئے جن کے علم و حکمت عقل و دانش اور ہر کام کی صلاحیت نے سارے جہاں سے اپنا لوہا منوالیا۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ ﷺ کی اور تعلیمات کی مدد سے ہر رشتہ اور ہر شعبہ حاکم، امیر، وزیر، افسر، ملازم، سپاہی، تاجر مزدور، جج معلّم، واعظ، لیڈر، فلسفی، ریفارمر، ادیب غرض ہر کوئی درسِ حکمت وعمل لے سکتا ہے جو کوئی ایک بار اس درس گاہ تک آ پہنچتا ہے اُسے پھر کسی کے دروازے کو کھٹکھٹانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی، غرض انسانیت جس آخری کمال تک پہنچ سکتی تھی اس ایک ہستی میں جلوہ گر ہے، ہمارے پاس انسانِ عظیم صرف نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک ہے جن کو چراغ بنا کر ہم ہر دور میں اپنی ایوانِ حیات روشن کر سکتے ہیں۔

جنہیں اُمی لقب کہہ کر زمانہ یاد کرتا ہے
وہی ہیں حاملِ علمِ خدا اوّل سے آخر تک

سیرت رسول اللہ ﷺ کا بنیادی مأخذ قرآنِ مجید ہے اور رسول ﷺ اور مسلمانوں کے درمیان باہمی رشتے کا بیان سورۂ احزاب کی چھٹی آیت کے ابتدائی حصے میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر ہماری جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک کو اپنے والدین، اپنی اولاد غرض کہ ساری دنیا سے زیادہ عزیز رکھنا ہی اس کے ایمان کی کسوٹی ہے۔

آپ ﷺ کے شب و روز نور ہی نور ہیں، آپ ﷺ کی تعلیمات نور ہیں اور یہ نور قیامت تک انسانیت کی راہوں کو منور کرتا رہے گا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ؕ

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۷۱)

اسمِ مبارک محمد ﷺ

آپ ﷺ کا نام مبارک محمد ﷺ جس کا مطلب تعریف سے لبریز، یہ نام مبارک قرآن پاک میں چار جگہ آیا ہے۔ عموماً آپ ﷺ کا ذکر اوصاف اور القاب کے ساتھ کیا گیا ہے، خصوصاً ندا کے موقع پر یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ، یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ، یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ وغیرہ۔ بخلاف دوسرے انبیاء کے کہ ان کے نام کے ساتھ ندا دی گئی یا ابراہیم علیہ السلام، یا موسیٰ علیہ السلام، یا عیسیٰ علیہ السلام پورے قرآن مجید میں صرف چار جگہ آپ ﷺ کے نام مبارک محمد ﷺ ذکر فرمایا ہے جہاں اس نام کے ذکر ہی میں کوئی مصلحت تھی۔ اللہ پاک نے جہاں آپ ﷺ کا نام لیا ہے وہاں ساتھ ہی رسالت یا کسی اور وصف کا ذکر فرمایا:

i) سورہ آل عمران آیت ۱۴۴

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

ترجمہ: اور محمد (ﷺ) تو ایک رسول ہیں گذر چکے ان سے پہلے بہت سے رسول تو کیا ان کو موت آجائے یا مقتول ہو جائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو کوئی اُلٹے پاؤں پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا اور اللہ تعالیٰ عنقریب شکر گذاروں کو ثواب دے گا۔

آیت بالا میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر پر پریشان ہونے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے غزوۂ اُحد میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جن کے ہاتھ میں جھنڈا تھا رسول اکرم ﷺ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے تو دشمن یہ سمجھا کہ آنحضرت ﷺ شہید ہو گئے ہیں جس سے مسلمانوں میں کھلبلی مچ گئی اور وہ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے بعض منافقین نے یوں کہا کہ محمد ﷺ تو مقتول ہو گئے لہٰذا اب اپنے پہلے دین کو اختیار کر لو منافقین تو پہلے ہی دین اسلام پر نہیں تھے ظاہری طور پر اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اب جب ایسا موقع آیا تو مخلص مسلمانوں کو بھی دینِ اسلام سے پھر جانے کی دعوت دینے لگے جب آنحضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہونا شروع ہو گئے سب سے پہلے آپ ﷺ کو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے پہچانا اُن رضی اللہ عنہ کی نظر آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں پر پڑ گئی دیکھا آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں خود کے نیچے سے پوری آب و تاب کے ساتھ روشن ہیں انہوں نے بلند آواز کے ساتھ پکارا کہ خوش خبری سن لو کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئی آپ ﷺ نے اُن سے کہا کہ تم لوگوں نے راہِ فرار اختیار کی وہ کہنے لگے یا رسول اللہ (ﷺ) ہمارے باپ دادا اور بیٹے آپ (ﷺ) پر قربان ہوں ہم نے جو خبر سنی تھی کہ آپ ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں اس سے ہمارے دلوں پر رُعب چھا گیا اور ہم بھاگ لئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس آیت میں اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ محمد (ﷺ) اپنے عہدہ اور مرتبہ کے اعتبار سے رسول ہیں تم نے کیسے اپنے پاس سے تجویز کر لیا کہ اُن کو موت نہیں آئے گی یہ خالقِ کائنات جل جلالہٗ ہی کی شان ہے کہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا پھر مسلمانوں کو سرزنش فرمائی کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کی طرف سے بلانے والے تھے، معبود نہیں تھے، معبود تو اللہ ﷻ کی ذات ہے۔ اپنی دعوت کا کام کر کے شرک چھڑا کر اور تم کو توحید پر لگا کر اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تعلیم دے کر اگر اپنی طبعی موت سے اس دنیا سے تشریف لے گئے یا مقتول ہو گئے تو کیا تم پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ گے دینِ محمد کو چھوڑ کو دینِ باطل اختیار کر لو گے۔ دین تو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہے

جس کا دین ہے وہ تو ہمیشہ زندہ ہے ہمیشہ اسی کی عبادت کرتے رہو ان باتوں اور ان وسوسوں کا کیا مقام ہے جو اس وقت تمہارے نفسوں میں ہے۔

(بحوالہ انوار البیان جلد ۲ ص ۱۶۰، ۱۶۴)

ii) سورۂ محمد (ﷺ) آیت ۲

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾

ترجمہ: اور جو یقین لائے اور کئے بھلے کام اور مانا اس کو جو اترا محمد ﷺ پر اور وہی ہے سچا دین ان کے رب کی طرف سے، اُن پر سے اتاری ان کی برائیاں اور سنوارا ان کا حال۔

اِس آیت میں اہلِ حق پر انعام کا اعلان ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اس کلام پر جو محمد ﷺ پر اُترا ہے ان کے رب کی طرف سے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے گناہوں کے بوجھ کو ان پر سے اتار دے گا یعنی معاف کر دے گا اور دنیوی اور اُخروی بھلائیاں دے گا یعنی اُن کو اعمالِ صالح کی توفیق ہو گی، آخرت میں عذاب سے نجات اور جنت میں داخلہ۔

(بحوالہ مولانا مفتی محمد شفیع / معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۲۰)

iii) سورۂ فتح آیت ۲۹

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں، تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی خوشی ،نشانی اُن کو اُن کے منہ پر ہے سجدے کے اثر سے۔

حدیبیہ کے صلح نامہ میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد رسول اللہ ﷺ لکھا تو قریش نے اس بات پر اعتراض کیا اور محمد بن عبداللہ لکھنے پر اصرار کیا اور رسول اللہ ﷺ نے بحکمِ ربانی اس کو منظور کر لیا، اس آیت میں ان جاہلیت والوں کی طرف اشارہ ہے کہ جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ لکھنا گوارا نہ کیا تھا تو کیا پرواہ اللہ پاک نے اس مقام پر یہ کلمہ آپ ﷺ کے نام کے ساتھ اس کو دائمی بنا دیا جو قیامت تک پڑھا جائے گا اور فرمایا جو لوگ آپ ﷺ کی صحبت میں ہیں ان کی عبدیت کے آثار اور ان کے سجدوں کی تاثیر ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔

iv) سورۂ احزاب آیت ۴۰

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وہ خاتم النبیینؐ ہیں (یعنی سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے ہیں) اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔

جاہلیت کے زمانے میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کا بیٹا کہتے تھے اور اُن کو زید بن محمد کہا جانے لگا تھا آیت مذکورہ سے اس بات کی نفی ہوگئی، دوسری بات یہ بتائی گئی وہ کسی بالغ مرد کے نسبی باپ نہیں ہیں لیکن روحانی باپ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ بحیثیت رسول ہونے کے ساری اُمت پر فرض ہے کہ آپ ﷺ پر

ایمان لائیں اور آپ ﷺ کے اکرام اور توقیر کا ہمیشہ لحاظ رکھیں اور ساتھ ہی آپ ﷺ کو خاتم النبیین بھی بنایا اور یہ اعلان فرما دیا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی قیامت تک آنے والا نہیں ہے۔

آپ ﷺ سے پہلے جو انبیاء اور رُسل تشریف لائے تھے وہ خاص قوم کے لئے اور محدود وقت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ قیامت تک تمام جنات اور تمام انسانوں اور تمام قوموں اور تمام قبیلوں اور تمام زمانوں اور مکانوں کے بسنے والوں کے لئے رسول ہیں، آپ ﷺ کے بعد جو بھی کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے، گمراہ ہے، کافر ہے اور اس کی تصدیق کرنے والے بھی گمراہ اور کافر ہیں اور آیتِ قرآنیہ کے منکر ہیں، آپ ﷺ کو نبیوں کے لئے مہر بنا دیا گیا جیسا کہ مہر آخر میں لگائی جاتی ہے اسی طرح آپ ﷺ پر سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ اعزاز ہی کیا زمانہ میں کم ہے، کہ آقا ہمارا بڑا ذی حشم ہے
نہیں کوئی ثانی زمانہ میں اُن کا، یہ ایمان میرا خدا کی قسم ہے
انہیں مرتبہ ایسا بخشا خدا نے، نہیں کوئی ہم عصر ان کا جہان میں
یہی ایک نقطہ ہے عظمت کو کافی، کہ پیغمبری مصطفیٰ پر ختم ہے

(مسرت جہاں نوری)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ .

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۴۰)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

سراپا رحمت

قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

(سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ’’انما انا رحمة مهداة ‘‘یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی طرف بطورِ ہدیہ بھیجا گیا ہوں اور سراپا رحمت ہوں

رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کی رحمت عام ہے آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سارا عالم کفر شرک کے دلدل میں پھنسا ہوا تھا ساری دنیا کفر وشرک کی وجہ سے ہلاکت اور بربادی کے دہانے پر کھڑی تھی آپ ﷺ کے تشریف لانے سے دنیا میں ایمان کی ہوا چلی اور توحید کی روشنی پھیلی، آپ ﷺ نے ایمان اور ان اعمال کی دعوت دی جن کی وجہ سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور آخرت میں بھی ایمان اور اعمالِ صالحہ یعنی نیک عمل کرنے والوں کے لئے رحمت ہوگی۔

دنیا میں آپ ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں اور ہر طرح ستایا گیا لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ رحمت ہی کا برتاؤ کیا ’’صحیح مسلم میں ہے‘‘ کہ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مشرکین کے بد دعا کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا:

انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمة .

(میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں)

رسولِ اکرم ﷺ کے اخلاقِ عالیہ میں شفقت اور رحمت کا ہمیشہ مظاہرہ ہوتا رہتا، آپ رحمۃ للعالمین تھے اور دوسروں کو بھی رحم کرنے کا حکم فرماتے، ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اُس پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

(صحیح مسلم، صحیح بخاری)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کے دل سے رحمت نکال لی جاتی ہے جو بدبخت ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرماتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

اُمّتِ محمدیہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے پیارے نبی ﷺ کا اتباع کریں اور سب آپس میں رحمت اور شفقت کے ساتھ مل کر رہیں اور اپنی معاشرت میں رحمت وشفقت کا مظاہرہ کریں

اپنی اُمت کے ساتھ حضور ﷺ کی رحمت وشفقت کا یہ عالم تھا کہ ایسے احکام کی بجا آوری کا انہیں مکلف نہیں بنایا کرتے تھے جوان پر گراں گزرتے ہوں، مثلاً حضور ﷺ نے فرمایا اگر میری اُمت پر یہ امر گراں نہ گذرتا تو میں ان کو حکم دیتا کہ جب بھی وضو کریں مسواک ضرور کیا کریں کیونکہ اس حکم سے کئی لوگوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ تھا اس لئے یہ حکم نہیں دیا۔

نمازِ تہجد کے بارے میں فرمایا کہ میں نے اس نماز کو تم پر لازم نہیں کیا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ کر دی جائے پھر تم اس کو ادا نہ کرسکو اور مجرم و گنہگار ٹھہرو۔

حضورِ اکرم ﷺ کی رحمت وشفقت کے بارے میں امام بخاریؒ نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

''جب سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنی قوم کو دعوتِ توحید دی تو انہوں نے بڑی ترش روئی سے ایسا جواب دیا کہ جس سے حضور ﷺ کو از حد دُکھ ہوا، اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے جبریل! میرے محبوب کی خدمت میں حاضر ہو کر اسے بتاؤ کہ آپ کی قوم نے جو ہذیان سرائی کی ہے آپ کے اللہ نے اس کو سن لیا ہے اور پہاڑوں کے فرشتہ کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو اور ان نابکاروں کے لئے جو سزا آپ تجویز کریں وہ اس کے مطابق عمل کرے اس وقت پہاڑوں کا فرشتہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا اور اس کے بعد یہ گذارش کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ان کے بارے میں جو حضور ﷺ کی مرضی ہو اس کو بجالاؤں۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو میں اخشبین (دو پہاڑوں) کو اکٹھا کر کے اس قوم کے اوپر دے ماروں اور ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہنے دوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ خداوند کریم ان کی پشتوں سے ایسی نسلیں پیدا کرے گا جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اس لئے میں تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ ان پہاڑوں کو جڑوں سے اکھاڑ کر ان پر دے مارو اور اُن کو تہس نہس کر دو۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ جبریل امین علیہ السلام بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کے ہر فرمان کی تعمیل کریں حضور ﷺ نے جواب دیا میں اپنی اُمت کو مہلت دینا چاہتا ہوں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک رات حضور اکرم ﷺ نے قیام فرمایا اور ایک ہی آیت کی بار بار تلاوت فرماتے رہے، کبھی رکوع میں، کبھی سجدے میں، کبھی کھڑے ہو کر اس آیت کو دھراتے رہے یہاں تک کہ سپیدۂ سحر نمودار ہو گیا وہ آیت یہ تھی:

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ

اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۱۸﴾

ترجمہ: ''اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے اور بڑا دانا ہے۔''

(سورۃ المائدہ: ۱۱۸)

صبح میں حاضر خدمت ہوا عرض کی یارسول اللہ ﷺ آج ساری رات حضور (ﷺ) اس آیت کی تلاوت فرماتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی اُمت کے بارے میں اپنے رب سے شفاعت کی التجا کی ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس التجا کو قبول کر لیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اجازت ہو تو میں لوگوں کو یہ مژدہ سنا دوں؟ فرمایا بے شک، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت تھے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ)! ابوذر کو یہ بشارت سنانے کی اجازت نہ دیں ورنہ لوگ عبادت سے غافل ہو جائیں گے چنانچہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو واپس بلا لیا۔

(سبل الہدیٰ ج ۷ ص ۴۸ بحوالہ ضیاء النبی ج ۵ ص ۳۶۲)

امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ آج لمبی تلاوت کروں گا پھر مجھے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو میں مختصر کر دیتا ہوں۔

یہ رحمت صرف اپنوں تک ہی محدود نہ تھی صرف انسان ہی اس چشمہ رحمت وشفقت سے سیراب نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ پرندوں اور دیگر حیوانات پر بھی حضور ﷺ کا ابرِ شفقت یوں ہی برسا کرتا تھا۔

امام بخاریؒ ''الادب'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ قیام فرمایا وہاں ایک چڑیا کا گھونسلا تھا کسی شخص نے

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اس گھونسلے سے اس کے انڈے اٹھالئے وہ چڑیا آئی اور حضور ﷺ کے سر پر چکر لگانے لگی حضور ﷺ نے صحابہ ؓ سے پوچھا کہ کس نے اس کے انڈے اُٹھا کر تکلیف پہنچائی ہے؟ ایک صحابی نے عرض کی کہ '' اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ '' یا رسول اللہ! انڈے میں نے اُٹھائے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اس کے انڈے اس کے گھونسلے میں رکھ دو۔

(سبل الہدیٰ ج ۷ ص ۵۰)

حضور اکرم ﷺ کی رحمت کا ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم ؓ روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقعہ پر جب عرج کے مقام سے روانہ ہوئے تو حضور ﷺ نے ایک کتیا دیکھی جس کے چھوٹے چھوٹے بچے اس کا دودھ پی رہے تھے اور وہ غرا رہی تھی۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ اس کتیا اور اس کے بچوں کی حفاظت کے لئے یہاں کھڑا رہے تا کہ کوئی لشکر اسے اذیت نہ پہنچائے۔

(پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ، سبل الہدیٰ ج ۷ ص ۵۱، بحوالہ ضیاء النبی ج ۵ ص ۳۶۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَهٗ

رسول اللہ ﷺ مبشر بھی ہیں اور نذیر بھی

مبشر کے معنی ہیں بشارت دینے والا اور نذیر کے معنی ہیں ڈرانے والا۔ آپ ﷺ کو اللہ پاک نے سورۂ احزاب اور سورۃ الفتح اور سورۃ الفرقان میں مبشر اور نذیر کہا ہے۔

سورۂ احزاب آیت ۴۵:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا

ترجمہ: اے نبیؐ! ہم نے آپ کو گواہ (بنا کر) اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

جیسا کہ مبشر کے معنی ہیں بشارت دینے والا، مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی اُمت کے نیک اور فرمانبردار لوگوں کو خوشخبری سنانے والے ہیں (اللہ تعالیٰ کی رضا اور نیکیوں کا انعام)

اور نذیر کے معنی ہیں ڈرانے والا مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والے بھی ہیں یہ زندگی تو فانی ہے بس دار آخرت کے لئے تیار ہو جاؤ جو ہمیشہ کی زندگی ہے۔

سورۂ فتح آیت ۸

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا

ترجمہ: ہم نے آپ (ﷺ) کو بھیجا احوال بتانے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو خطاب کر کے آپ ﷺ کی تین صفات بیان فرمائیں شاہد کے معنی گواہ کے ہیں کہ ہر نبی اپنی اُمت کی بابت اس بات پر گواہی دے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اُمت تک پہنچایا پھر کسی نے اطاعت کی اور کسی نے نافرمانی اسی طرح نبی کریم ﷺ اپنی اُمت کے متعلق گواہی دیں گے کچھ نے لکھا ہے کہ انبیاء کی یہ گواہی اپنے زمانے کے موجود لوگوں کے متعلق ہوگی کہ ان کی دعوت حق کو کس نے قبول کیا اور کس نے نافرمانی کی اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ گواہی تمام اُمت کے اعمال پر ہوگی بعض روایات کے مطابق اُمت کے اعمال صبح شام فرشتے پیش کرتے ہیں اس لئے آپ ﷺ اُمت کے اعمال سے باخبر ہوں

Toobaa-elibrary.blogspot.com

گے۔ واللہ اعلم۔

(ذکرہ القرطبی عن سعید بن المسیب)

بشیر، بشارت دینے والا اور نذیر ڈرانے والا۔ یعنی آپ ﷺ اُمت کے مؤمنین اور اطاعت گزاروں کے لئے جنت کی بشارت دینے والے ہیں اور کفار کو عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔

سورۃ الفرقان/آیت ۵۶

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا

ترجمہ: اور تجھ کو ہم نے بھیجا یہی خوشی اور ڈر سنانے کے لئے

اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ سے خطاب فرمایا کہ ہم نے آپ کو صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا آپ (ﷺ) صرف حق کی دعوت دیتے رہیں جو قبول نہ کرے اس کی طرف سے غمگین نہ ہوں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

رسول اللہ ﷺ کا صفاتی نام "سراج اور منیر"

سراج کے معنی ہیں چراغ اور منیر کے معنی ہیں روشن کرنے والا، منور کرنے والا آپ ﷺ کا یہ نام قرآن پاک میں سورۃ الاحزاب آیت ۴۶ میں آیا ہے

وَ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا٥

ترجمہ: "اور بلانے والا اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ"۔

اس آیت میں آپ ﷺ کے نور کو چراغ سے تشبیہ دی گئی ہے آپ ﷺ کا نور باطن آفتاب کے نور سے کہیں زیادہ ہے آفتاب سے صرف دنیا کا ظاہر روشن ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ کے نور سے سارے جہان کا باطن اور مؤمنین کے قلوب روشن ہوتے ہیں ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ چراغ کی روشنی سے استفادہ ہر وقت ہر لمحہ کر سکتے ہیں اور اس تک رسائی بھی آسان ہے اور حاصل کرنا بھی آسان ہے بخلاف آفتاب کہ وہاں تک رسائی بھی ناممکن ہے اور اس سے استفادہ بھی ہر وقت نہیں کیا جا سکتا، جس طرح سارا جہاں آفتاب سے روشنی حاصل کرتا ہے اسی طرح تمام مؤمنین کے قلوب آپ ﷺ کے نورِ قلب سے منور ہوتے ہیں حضرات اکابر نے فرمایا ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کو "سراجا منیرا" سے تشبیہ دینے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے صرف آپ کے زمانے کے انسانوں اور جنات ہی نے روشنی حاصل نہیں کی بلکہ آپ ﷺ کے بعد بھی یہ روشنی رہے گی اور آپ ﷺ کے علوم اور اعمال کو پہنچانے والے برابر ہیں گے جس طرح ایک چراغ سے بہت سے چراغ روشن ہو جاتے ہیں پھر ان چراغوں سے دوسرے، بہت سے چراغوں کو روشنی ملتی چلی جاتی ہے اسی طرح آپ ﷺ کا نور حضرات صحابہ کرام ﷺ کو ملا پھر انہوں نے اسے آگے بڑھایا اور آج تک ہر استاد سے شاگرد تک پہنچ رہا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ٥

(سنن ابوداؤد، بحوالہ فضائل درود/ مولانا محمد زکریاؒ)

آپ ﷺ شاہد بھی ہیں اور شہید بھی

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا

Toobaa-elibrary.blogspot.com

جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِىْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

ترجمہ: اور اللہ کے بارے میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کے بارے میں حق ہے اس نے تمہیں چن لیا اور اس نے دین میں تنگی نہیں رکھی اپنے باپ ابراہیم کی ملت کا اتباع کرو، اس نے تمہارا نام مسلمین رکھا اس سے پہلے اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارے بارے میں گواہ بن جائے اور تم لوگوں کے بارے میں گواہ بن جاؤ سو نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو وہ تمہارا مولیٰ ہے سو وہ خوب مولیٰ ہے اور خوب مددگار ہے۔

لفظ جہاد کوشش سے نکلا ہے عربی زبان میں محنت و مشقت اور کوشش کو جہد کہا جاتا ہے یہ لفظ اپنے عام معنی کے اعتبار سے ہر اس محنت اور کوشش کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کی جائے۔ جہاد جو قتال یعنی جنگ کرنے کے معنی میں مشہور ہے وہ بھی اسی محنت اور کوشش کا ایک شعبہ ہے مسلمان اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے اور ہر طرح کی رکاوٹوں کے باوجود بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے جو بھی کام کرتا ہے وہ سب جہاد ہے۔

اللہ رب العزت نے اُمتِ محمدیہ ﷺ کو تمام سابقہ اُمتوں پر فضیلت دی۔ سنن

Toobaa-elibrary.blogspot.com

ترمذی میں ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم سب اُمتوں سے بہتر ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب اُمتوں سے زیادہ مکرم ہو، اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے اُمت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰة والتحية کو جو احکام عطا فرمائے ان میں تنگی نہیں رکھی نیز احکام کی بجا آوری میں سہولت ہے اور احوال کی رعایت رکھی گئی ہے، بنی اسرائیل پر جو سختیاں تھیں جن کا ذکر سورۂ بقرہ میں ہے جیسا کہ بہت سی پاکیزہ چیزیں حرام تھیں مالِ غنیمت میں سے کچھ بھی ان کے لئے حلال نہیں تھا، زکوۃ میں چوتھائی مال نکالنا فرض تھا، کپڑا دھو کر پاک نہیں ہو سکتا تھا، اس کے لئے نجاست کی جگہ کو کاٹ دینا پڑتا تھا اور جب کوئی شخص چھپ کر رات میں کوئی گناہ کرتا تو صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوتا کہ اس نے فلاں گناہ کیا ہے۔

امتِ محمدیہ ﷺ پر مالِ غنیمت بھی حلال ہے، زکوۃ بھی تھوڑی سی مقدار میں فرض ہے رمضان کے روزے فرض ہیں لیکن شرعی مسافر اور مریض کو اجازت ہے کہ رمضان میں روزے نہ رکھیں اور بعد میں قضا رکھ لیں، حج زندگی میں ایک بار فرض ہے اس شخص پر جو سواری پر مکہ مکرمہ آنے جانے کی قدرت رکھتا ہو۔ مریض کو حسبِ طاقت نماز ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھ لے، بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ لے پھر تیمم کی سہولت غرض رب العزت نے دین میں تنگی نہیں آسانی رکھی ہے پھر اللہ پاک نے تمہارا نام مسلمین رکھا اس نام اور لقب پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے اور اس لقب کی لاج رکھیں۔

اس آیت میں یہ بات بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ آپ ﷺ محشر میں گواہی دیں گے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے احکام اس اُمت تک پہنچا دیئے تھے اور امت محمدیہ اُس کا اقرار کرے گی مگر دوسرے انبیاء جب یہ کہیں گے تو اُن کی اُمتیں مکر جائیں گی اس وقت اُمتِ محمدیہ شہادت دے گی کہ بے شک تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دیئے تھے پھر دوسری اُمتیں اس شہادت پر جرح کریں گی کہ ہمارے زمانے میں تو اس اُمت کا وجود بھی نہ تھا یہ ہمارے معاملے میں کیسے گواہ بن

سکتے ہیں، اُمتِ محمد یہ اس جرح کا یہ جواب دے گی کہ بے شک ہم موجود نہ تھے مگر ہم نے یہ بات اپنے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، جن کی سچائی پر کوئی شبہ نہیں اس لئے ہم یہ گواہی دیتے ہیں، تو اُن کی یہ شہادت قبول کی جائے گی یہ مضمون اس حدیث کا ہے جس کو بخاری وغیرہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

سورۂ بقرہ آیت ۱۴۳:

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ط

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنا دیا جو اعتدال والی ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائے۔

اس آیت میں اُمتِ محمد یہ کی فضیلت بیان فرما دی گئی ہے کہ اللہ رب العزت نے اس اُمت کو ساری اُمتوں سے افضل بنا دیا، اس اُمت کا ظہور میدانِ حشر میں اس طرح ہوگا کہ یہ اُمت تمام اُمتوں کے بارے میں گواہی دے گی اور رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت کے بارے میں گواہی دیں گے کہ ہاں میری اُمت عدل ہے، ثقہ ہے اور اس کی گواہی معتبر ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز حضرت نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا اور ان سے سوال ہوگا کہ تم نے تبلیغ کی؟ وہ عرض کریں گے یا ربّ میں نے واقعۃً تبلیغ کی تھی ان کی اُمت سے سوال ہوگا

بولو اُنہوں نے تم کو احکام پہنچائے؟ وہ کہیں گے نہیں، ہمارے پاس تو کوئی نذیر (ڈرانے والا) نہیں آیا اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے دعوے کی تصدیق کے لئے گواہی دینے والے کون ہیں؟ وہ جواب دیں گے حضرت محمد ﷺ اور اُن کے اُمتی ہیں۔ یہاں تک بیان فرمانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کو خطاب کر کے فرمایا کہ اس کے بعد تم کو لایا جائے گا اور تم گواہی دو گے کہ بے شک حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی اس کے بعد آنحضرت سیّد عالم ﷺ نے آیتِ ذیل تلاوت فرمائی:

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ط

اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنادی ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم دوسری اُمتوں کے لوگوں کے مقابلہ میں گواہ بنو اور تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ گواہ بنیں۔

یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ (صفحہ ۶۴۵ جلد ۲)

اس اُمت کی فضیلتوں میں یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس کی گواہی اللہ رب العزت کے نزدیک معتبر ہے ان کی گواہی سے دوسری اُمتوں کے خلاف فیصلہ ہوگا اور آپس میں بھی ان کی گواہی معتبر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی مسلمان کے لئے چار آدمی خیر کی گواہی دیں گے اللہ تعالیٰ اسے جنت الفردوس میں داخل فرمائیں گے ہم نے عرض کیا اگر دو شخص گواہی دے دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو کا بھی یہی حکم ہے، پھر ہم نے ایک کی گواہی کے بارے میں دریافت نہیں کیا۔

(صحیح بخاری صفحہ ۱۸۳ / جلد ۱ / بحوالہ انوار البیان جلد ۱ صفحہ ۲۲۸_۲۲۹)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اُمتِ محمدیہ ﷺ کی تعریف میں اُمَّةً وَّسَطًا فرمایا گیا لفظ وسط کے معنی بہترین بھی کیا گیا ہے اور عدول بھی کہا گیا ہے عدول، عدل کی جمع ہے عدل اس کو کہتے ہیں جو ثقہ ہو، منصف ہو اور اس کی گواہی معتبر ہو اور بعض حضرات نے اس کے معنی معتدل بھی لئے ہیں یعنی ہر اعتبار سے اعتدال پر ہے۔

''صاحبِ روح المعانی'' لکھتے ہیں کہ بعض روایات میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ دوسری اُمتوں کے بارے میں گواہی دے گی کہ ان کے نبیوں (علیہم السلام) نے ان کو تبلیغ کی ہے تو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو لایا جائے گا اور آپ ﷺ سے آپ کی اُمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، کیا آپ کی اُمت عادل ہے، گواہی دینے کے لائق ہے؟ اس پر آپ اُن کا تزکیہ فرمائیں گے اور گواہی دیں گے کہ واقعی میری اُمت عادل ہے اور گواہی دینے کے لائق ہے اس کی گواہی معتبر ہے۔ (ص ۵ ج ۲)

بلا شبہ اس اُمت کا بڑا مرتبہ ہے اور بڑی فضیلت ہے جس کا میدانِ حشر میں اولین وآخرین کے سامنے ظہور ہوگا یہ اُمت خیر الامم ہے اس کو افضل الانبیاء کی اُمت میں ہونے کا شرف حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب کتابوں سے افضل کتاب قرآن مجید عطا فرمائی جو اللہ کی کتاب ہی نہیں اللہ کا کلام بھی ہے جو چھوٹے بچوں کے سینوں تک محفوظ ہے اور صغیر و کبیر سب کے وردِ زبان ہے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تمام بنی آدم سے منتخب فرمایا جیسا کہ سورۂ حج میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

(بحوالہ انوار البیان / جلد ا / ص ۲۲۷ـ۲۲۹)

اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ
وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ.

سورۃ النساء آیت ۴۱

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ
عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾

ترجمہ: سو کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ (ﷺ) کو ان پر گواہ بنائیں گے۔

اس آیت میں بھی میدان آخرت کا منظر بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے ساتھ آئیں گے اور ہر نبی اپنی اُمت کے بارے میں گواہی دے گا اور آپ ﷺ بھی اپنی اُمت پر گواہ بن کر حاضر ہوں گے اور بطورِ خاص ان کفار و مشرکین کے متعلق خدائی عدالت میں گواہی دیں گے کہ انہوں نے کھلے کھلے معجزات دیکھ کر بھی تکذیب کی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان نہیں لائے۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ مجھ سے سننا چاہتے ہیں حالانکہ قرآن آپ ﷺ پر ہی نازل ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں پڑھو!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کر دی اور جب فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا. والی آیت پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بس کرو میں نے جو نظر اُٹھا کر دیکھا تو آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے یہ حدیث نقل کر کے صاحبِ روح المعانی لکھتے ہیں کہ جب شاہد کا یہ حال کہ اس شہادت کے استحضار سے آنسو جاری ہو گئے تو مشہود اس کا کیا حال ہوگا جس کے خلاف یہ گواہی ہوگی اور جسے یوم قیامت کے مصائب نے گھیر رکھا ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ
رَضیً وَّلِحَقِّہٖ اَدَآءً

Toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ ﷺ محلل بھی ہیں محرم بھی ہیں آمر بھی ہیں:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴿۱۵۷﴾

ترجمہ: جولوگ رسول نبی اُمی کا اتباع کرتے ہیں جنہیں وہ تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور بُرائیوں سے روکتے ہیں اور اُن کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور خبیث اور ہر بُری چیز کو اُن پر حرام قرار دیتے ہیں اور جولوگ اس نبی پر ایمان لائے اوران کی تکریم کی اوراُن کی مدد کی اوراُس نور کا اتباع کیا جواُن کے ساتھ اتارا گیا یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷)

آیت بالا میں آپ ﷺ کو الاُمّی سے ملقب فرمایا گیا عرب کے محاورہ میں اُمی اسے کہتے ہیں جس نے کسی مخلوق سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وقدرت سے آپ ﷺ کو وہ علوم عطا فرمائے جو کسی کو نہیں دیئے۔ مخلوق میں آپ ﷺ سے بڑھ کوئی صاحبِ علم نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو علوم دیئے تھے انہیں میں سے وہ سب خبریں ہیں جو آپ ﷺ نے عالم کی ابتدا آفرینش سے لے کر

جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے شخص کے داخلہ تک بتا دیں اور اہلِ دوزخ کے احوال بتا دیئے اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اُن کی امتوں کے احوال اور واقعات بیان کئے جن میں سے کسی ایک کی بھی یہودی تکذیب نہ کر سکے ایسے اُمی پر کروڑوں اہلِ علم قربان۔

اس سب تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ اُمی ہونا آپ ﷺ کی ذات مبارک کے لئے عیب کی بات نہیں بلکہ سراپا مدح اور خیر وخوبی کی چیز ہے۔

آپ ﷺ کی مزید صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کا ذکر تورات اور انجیل میں بھی ہے۔

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی مزید صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ محلل، محرم اور آمر بھی ہیں۔

محلل کے معنی حلال بتانے والے کے ہیں، محرم کے معنی حرام فرمانے والے اور آمر کے معنی حکم دینے والے کے ہیں آپ ﷺ کی یہ صفات ایسی بیان کی گئی ہیں کہ آپ ﷺ نیک کاموں کا حکم دیتے اور منکرات سے روکتے ہیں پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں اور پہلے کے لوگوں پر جو بوجھ اور طوق یعنی سخت اور شدید احکام جو بطورِ سزا بنی اسرائیل پر لازم کر دیئے گئے تھے اور جن کا ان کو پابند کیا گیا تھا ایسے سخت احکام آپ ﷺ کی شریعت میں منسوخ ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کپڑا اگر ناپاک ہو جائے تو بنی اسرائیل کے لئے پانی سے دھو دینا ہی کافی نہ تھا بلکہ واجب تھا کہ جس جگہ نجاست لگی ہو اُس کو کاٹ دیا جائے، مالِ غنیمت حلال نہ تھا بلکہ آسمان سے ایک آگ آکر اس کو جلا دیتی تھی، ہفتہ کے دن شکار کھیلنا ان کے لئے حرام تھا جن اعضاء سے گناہ ہوا ہو اُن اعضاء کو کاٹ دینا واجب تھا، کسی کا قتل خواہ عمداً ہو یا خطاً دونوں صورتوں میں قصاص یعنی قاتل کا قتل کرنا واجب تھا خون بہا دینے کا قانون نہ تھا یہ سخت احکامات جو بنی اسرائیل پر نافذ تھے اللہ جل جلالہٗ نے

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اُمتِ محمدیہ ﷺ پر سہل کر دیئے۔

اسی کو نبی پاک ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا:

''میں نے تم کو ایک سہل اور آسان شریعت پر چھوڑا ہے جس میں نہ کوئی مشقت ہے اور نہ کوئی گمراہی کا اندیشہ۔''

ایک اور حدیث میں ہے: ''الدین یُسْرٌ''یعنی دین آسان ہے۔قرآنِ پاک میں اللہ ربُّ العزت نے فرمایا:

وَمَاجَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ

''یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔''

صرف فلاح پانے والے وہی لوگ ہوں گے جو نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے ان کی تکریم کی، ان کی مدد کی اور جنہوں نے قرآن کریم کا اتباع کیا یہی فلاح پانے کی شرائط ہیں۔

اس آیت کے پہلے جملے میں نبی اُمی کے اتباع کا حکم اور آخری جملے میں قرآن کے اتباع کا حکم ہے اس سے ثابت ہوا کہ نجاتِ آخرت کتاب اور سنت دونوں کے اتباع پر موقوف ہے کیونکہ آپ ﷺ کی زندگی سر بسر کلام ربی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَاةً
دَائِمَةً بِدَوَامِكَ

آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ
يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝

ترجمہ: (مؤمنو!) بے شک تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) (کی زندگی) بہترین نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ سے آخرت کے دن سے ڈرتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔

(سورۂ احزاب آیت ۲۱)

اس آیت میں اہلِ ایمان کو تلقین فرمائی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے رہیں۔

غزوۂ احزاب میں بھی سب کو وہی کرنا لازم تھا جو رسولِ اکرم ﷺ نے کیا، کسی کو اپنی جان بچا کر چلے جانا درست نہ تھا۔

اس آیت میں اہلِ ایمان کو تعلیم فرمادی گئی ہے جیسے اب رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا اور اتباع کیا اسی طرح آئندہ بھی آپ ﷺ کا اتباع کریں اور آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ یعنی عملی زندگی کا نمونہ بنائیں جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور یومِ آخرت پر ایمان یقین رکھتے ہیں اُنہیں ایسا ہی ہونا چاہئے۔

(حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی مہاجر مدنی انوار البیان جلد ۷ صفحہ ۲۱۵)

مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمیؒ اپنی کتاب شانِ حبیب الرحمٰن من آیات القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کے لئے ہدایت ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے کچھ انعام کی اُمید رکھتے ہو اور یوم قیامت کی بہتری چاہتے ہو تو رسولِ اکرم ﷺ کی پاک زندگی کو اپنی زندگی کے لئے نمونہ بنالو اور ان کی پیروی کرو، اس میں دو طرح سے حضور ﷺ کے صفاتِ حمیدہ کا ذکر ہے ایک تو یہ کہ ان کی زندگی پاک ہو، اپنے لئے مشعلِ راہ بنانا کامیابی کا ذریعہ ہے اور یہ ہی معنی ہیں وسیلہ کے، اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ مسلمانوں کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

دوسرے اس طرح کہ یہ حکم ہر مسلمان کو دیا گیا ہے خواہ وہ کسی ملک کا ہو یا کسی وقت ہو، مطلب یہ ہوا کہ قیامت تک کہ تمام مسلمان اپنی زندگی حضورِ اکرم ﷺ کے تابع

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کر دیں اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں بعض بادشاہ ہوں گے اور بعض وزیر، بعض حاکم، بعض محکوم، بعض مال دار، بعض غریب، بعض گھر والے، بعض تارکِ الدنیا اب ہر شخص چاہتا ہے کہ میری زندگی حضور ﷺ کی زندگی کے ماتحت ہو تو اس قدر فرق زندگی کے ہوتے ہوئے سب لوگ کس طرح حضور ﷺ کی پیروی کریں، لیکن آپ ﷺ کی زندگی مبارک ایسی بے مثال اور انوکھی ہے کہ دنیا میں ہر شخص اپنے لئے اس کو مثال بنا سکتا ہے، ایسی زندگی عالم میں کسی کی نہیں گذری، آپ متوکل ایسے کہ دو دو ماہ تک گھر میں آگ نہیں جلتی صرف کھجوروں اور پانی پر گزارہ ہے۔

اور کبھی تھوڑی کھجوریں کھانا، پانی پی کے رہ جانا
دو دو مہینہ یوں ہی گذارہ ﷺ
کھانا جو دیکھو جو کی روٹی، بے چھنا آٹا روٹی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا ﷺ

اُمت کے مساکین ان حالاتِ مبارکہ کو دیکھیں اور صبر سے کام لیں، اگر سلطنت اور بادشاہت کی زندگی گذارنی ہے تو ان حالات کو ملاحظہ کریں، کہ فتح مکہ ہو گئی تمام کفار مکہ حاضر ہیں جنہوں نے بے انتہا تکلیفیں پہنچائیں تھیں آج موقعہ تھا کہ ان تمام گستاخوں سے بدلہ لیا جائے مگر ہوا یہ کہ مکہ فتح فرماتے ہی عام معافی کا اعلان فرما دیا، حضورِ اکرم ﷺ نے تیرہ سال تک اہلِ مکہ کی سختیاں برداشت کیں، صحابۂ کرام، اہلِ بیت ﷺ سب کی جان و مال عزت و آبرو سب ہی خطرے میں رہے۔

دیس چھوڑ کر پردیسی ہونا پڑا، مگر جب اپنا موقعہ آیا تو سب کو معاف فرما دیا قیامت تک کے سلاطین اس کو مشعلِ راہ بنائیں، تو انگری کا یہ عالم کہ ایک بار بکریوں سے بھرا ہوا جنگل آپ ﷺ کی ملکیت میں آیا، کسی نے عرض کیا اب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بہت ہی مال دار اور تو انگر بنا دیا، فرمایا کہ تو نے میری تو انگری کیا دیکھی، عرض کیا

اس قدر بکریاں ملکیت میں ہیں فرمایا جا سب تجھ کو عطا فر دیں وہ اپنی قوم میں یہ مال لے کر پہنچے اور قوم والوں سے کہا کہ اے لوگو! ایمان لے آؤ قسم رب کی کہ محمد رسول اللہ ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا خوف نہیں فرماتے، اگر کسی کی زندگی اہل و عیال کی زندگی ہے تو خیال رہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات، اولاد اور اولاد کی اولاد، غلام، لونڈیاں، متوسلین اور مہمان سب سے اس طرح پیش آتے اور تارک الدنیا غارِ حرا کی عبادت وہاں کی ریاضت دنیا کی بے رغبتی کو دیکھئے غرض کہ ساری قومیں آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو نمونہ بنا کر بے دھڑک دنیا میں آرام اور ہدایت سے رہ سکتی ہیں۔ قوت و طاقت کا یہ حال کہ جنگ حنین میں حضور ﷺ جب تنہا رہ گئے تھے اور مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے تھے اور وہ اس طرح منتشر ہو گئے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ صرف چند جانثار باقی رہ گئے۔ علامہ شبلیؒ نے اچھی منظر کشی کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"تیروں کا مینہ برس رہا تھا بارہ ہزار فوج ہوا ہو گئی تھی، لیکن ایک مقدس پیکر ﷺ پا بر جا تھا جو تنہا ایک فوج، ایک ملک، ایک اقلیم اور ایک عالم بلکہ مجموعہ کائنات تھا ﷺ۔"

(علامہ شبلیؒ نعمانی سیرت النبی صفحہ ۳۹۱)

کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ سامنے ٹھہر جاتا ابو رکانہ عرب کا مشہور پہلوان تھا جو کبھی کسی سے مغلوب نہ ہوتا تھا، حضورِ اکرم ﷺ نے اس کو تین بار زمین پر دے مارا وہ اسی پر حضورِ اکرم ﷺ کا مداح بن گیا اور رحم و کرم کا یہ حال کہ نہ تو کبھی کسی کو بُرا فرمایا نہ کسی خادم یا اہلِ خانہ کو اپنے ہاتھ سے مارا۔

(مفتی احمد یار خان نعیمیؒ شانِ حبیب الرحمٰن من آیات القرآن ص ۱۲۸۔۱۳۹)

جَزَى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا مُحَمَّدًا ﷺ مَا هُوَ اَهْلُهٗ.

(ترغیب وترہیب)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ ﷺ صاحب بھی ہیں اور ناطق بھی ہیں

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾

ترجمہ: تمہارا ساتھی نہ راہ سے بھٹکا ہے اور نہ غلط راستہ پر پڑا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے بات نہیں کرتا وہ وہی فرماتے ہیں جو (اللہ کی طرف سے) ان پر وحی ہوتی ہے۔ (سورۃ النجم آیت ۲-۴)

ان آیات میں آپ ﷺ کی ذات مبارک کو صاحبکم سے تعبیر کرنے میں اشارہ اس طرف ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کہیں باہر سے نہیں آئے کوئی اجنبی شخص نہیں ہیں بلکہ وہ تمہارے ساتھی ہیں تمہارے وطن میں پیدا ہوئے ہیں یہیں بچپن گذار، یہیں جوان ہوئے، ان کی زندگی کا کوئی گوشہ تم سے مخفی نہیں اور تم نے تجربہ کرلیا ہے کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کسی غلط اور بُرے کام میں تم نے ان کو بچپن میں بھی نہیں دیکھا ان کے اخلاق وعادات ان کی امانت ودیانت پر تم سب کو اتنا اعتماد تھا کہ پورے مکے والے آپ ﷺ کو امین کہا کرتے تھے اب دعوئ نبوت کے وقت تم ان کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے لگے جس نے انسانوں کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو، غضب ہے اس پر یہ الزام لگانے لگے کہ اس نے خدا تعالیٰ کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہے۔ (مفتی محمد شفیعؒ، معارف القرآن ص ۱۹۴ جلد ۸)

ان آیتوں میں اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ جو کچھ بتاتے ہیں اور جو دعوت دیتے ہیں وہ سب حق ہے ان کے بارے میں یہ خیال نہ کرو کہ وہ راہ سے بھٹک گئے اور غیر راہ پر پڑ گئے ان کا دعوائے نبوت توحید کی دعوت اور وہ تمام امور جن کی وہ دعوت دیتے ہیں سب حق ہے اور سراپا ہدایت ہے۔ انہوں نے کوئی بات بھی

اپنی نفسانی خواہش کی بنیاد پر نہیں کہی ان کا یہ سب باتیں بتانا صرف اور صرف وحی ہے بس وہ وہی فرماتے ہیں جو اللہ پاک کی طرف سے بطریقہ وحی بتایا گیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً

آپ ﷺ ہدایت فرمانے والے ہیں:

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں کی گئی آپ صرف ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی (ہدایت دینے والا) ہوتا ہے۔ (سورۂ رعد آیت ۷)

یعنی کافرلوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر آپ رسول ہیں تو آپ کی تصدیق اور تائید کے لئے وہ معجزہ ظاہر ہونا چاہئے، جو ہم چاہتے ہیں جاہلوں نے ایمان لانے سے انکار کرنے کے لئے جو حیلے تراشے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا، پھر فرمایا کہ آپ ﷺ ان باتوں سے دل گیر نہ ہوں آپ ﷺ کا کام بس حق کا پہنچا دینا اور عذاب آخرت سے ڈرانا ہے لوگوں سے منوانا آپ ﷺ کے ذمہ نہیں، اگر یہ کسی خاص معجزہ کی فرمائش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُسے ظاہر نہیں فرماتا اور اس کو وہ بہانا بناتے ہیں تو آپ ﷺ فکر مند نہ ہوں۔ ہر قوم کا ایک ہادی (رہنما) ہوتا ہے جو اس قوم کو ہدایت دیتا ہے اور ان کی رہبری فرماتا ہے اہل عرب فصاحت کے دلدادہ تھے، ان میں

Toobaa-elibrary.blogspot.com

قرآن جیسا کلام نازل ہوا جس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی سورت بھی عظیم معجزہ ہے، اب اتنے معجزات کے ہوتے ہوئے مزید نشانیوں کو طلب کرنا محض کج بحثی نہیں تو اور کیا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَلَائِکَتُہٗ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی مدد فرمائی:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾

ترجمہ اگر تم اس کے رسول ﷺ کی مدد نہ کرو تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی ہے جبکہ کافروں نے ان کو نکال دیا تھا، جبکہ وہ دونوں غار میں تھے، جبکہ وہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ غم نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا سکینہ نازل فرمایا اور ایسے لشکروں کے ذریعے آپ (ﷺ) کی مدد فرمائی جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی

بات نیچی کر دی جو کفر اختیار کئے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی بات اونچی ہی ہے اور اللہ تعالیٰ عزت والا ہے حکمت والا ہے۔

(سورۂ توبہ آیت ۴۰)

اس آیت میں اللہ پاک نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم رسولِ اکرم ﷺ کی مدد نہ کرو گے تو اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے دین کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا، دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے رسول کی مدد فرمائی جب اُنہیں مکہ کے کافروں نے مکہ سے نکال دیا تھا اور وہ اپنے ساتھی کے ساتھ غار میں پہنچ گئے تھے اول تو دشمنوں کے درمیان سے بحفاظت نکال دینا پھر غارِ ثور تک سلامتی کے ساتھ پہنچانا اور پھر جب دشمن غار کے منہ تک پہنچ گئے اس وقت بھی اُن ﷺ کی حفاظت فرمانا اور کافروں کو ناکام واپس لوٹا دینا اور پھر پیچھا کرنے والے دشمنوں سے محفوظ فرما کر عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا دینا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوا اس پورے سفرِ ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ آپ ﷺ کے ساتھ شریکِ سفر تھے، جب آپ ﷺ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو حضرت علی ؓ کو اپنی جگہ لٹا دیا اور آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ہمراہ لے کر روانہ ہو گئے جب صبح ہوئی تو لوگوں نے آپ ﷺ کی جگہ حضرت علی ؓ کو پایا تو اُن ؓ سے آپ ﷺ کے متعلق پوچھا، اس پر اُنہوں نے لاعلمی ظاہر کی وہ لوگ آپ ﷺ کی جان لینے کی غرض سے آئے تھے چنانچہ وہ سب لوگ آپ ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے چل دیئے، غارِ ثور کے دہانے پر پہنچ گئے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق ؓ، جو آپ ﷺ کے ساتھ تھے نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان میں سے اگر کوئی شخص اپنے قدموں کی طرف نظر کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا آپ ﷺ نے فرمایا (غمگین نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے)۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

سورۃ الفتح آیت ۳:

وَّ یَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی ایسی مدد فرمائی کہ اس میں غلبہ اور عزت ہو۔

صلح حدیبیہ سبب ہوگئی فتح مکہ کا، یعنی یہ صلح ہی فتح ہوگئی اور جب مکہ فتح ہوا تو چاروں طرف سے قبائل عرب اسلام میں داخل ہونے لگے، چونکہ غلبۂ اسلام کے بڑے آثار فتح مکہ سے نمایاں ہوئے اس لئے اس کو فتح مبین کہا گیا اور فتح مکہ کا سبب اور ذریعہ صلح حدیبیہ اس طرح ہوگئی کہ اہلِ مکہ سے آئے دن لڑائی رہا کرتی تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا تھا جب صلح ہوئی تو اطمینان بھی نصیب ہوا اور مسلمانوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا اور اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو ایسا غلبہ دیا کہ تمام جزیرۃ العرب پر آپ ﷺ کا تسلط ہوگیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کُلَّمَا
ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوۡنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنۡ ذِکۡرِہِ الۡغَافِلُوۡنَ ط

آپ ﷺ المؤمن بھی ہیں:

وَقُلۡ اٰمَنۡتُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنۡ کِتٰبٍ ۚ وَاُمِرۡتُ
لِاَعۡدِلَ بَیۡنَکُمۡ ط (سورۃ الشوریٰ / آیت ۱۵ / اور میانی جزو)

ترجمہ: آپ ﷺ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کتابیں نازل

فرمائیں میں ان پر ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا کہ تمہارے درمیان عدل رکھوں۔

مؤمن کے معنی ہیں ایمان والے یا ایمان لانے والے یعنی فرمایا کہ آپ ﷺ مشرکین کو بتا دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی کتابیں نازل فرمائیں ہیں میں سب پر ایمان لاتا ہوں، جن میں قرآن مجید بھی ہے اور ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ میں تم سے کوئی بات کہوں اور خود عمل نہ کروں اور تمہیں تکلیف میں ڈالوں اور خود آزاد رہوں، اللہ تعالیٰ سب کا رب ہے اور سب اسی کے بندے ہیں تو لازم ہے کہ سب ایمان لائیں اور اس کے بھیجے ہوئے دین کا اتباع کریں۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَلٰٓئِکَتُہٗ عَلَی النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ
وَعَلَیۡہِ السَّلَامُ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

(ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول ﷺ بحوالہ مخدوم محمد ہاشم سندھی)

آپ ﷺ کا صفاتی نام ''مذکّر'' بھی ہے:

فَذَکِّرۡ ط اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَکِّرٌ

ترجمہ: پس (اے رسول) آپ نصیحت کیجئے آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔ (سورۃ الغاشیہ / آیت ۲۱)

مذکّر کے معنی ہیں نصیحت کرنے والے، رسول اللہ ﷺ کو اپنے مخالفین کو ہدایت پر لانے کی بہت زیادہ فکر تھی لوگ آپ ﷺ کی دعوت کو قبول نہ کرتے تو آپ ﷺ رنجیدہ ہو جاتے۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ ان کو نصیحت کر دیا کریں ان کے قبول نہ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنے کی وجہ سے غمگین نہ ہوں آپ کا کام اتنا ہے کہ ان کو بتا دیں، نصیحت فرما دیں، آپ نے بتا دیا، سمجھا دیا، جو مان لے گا اس کے لئے بہتر ہوگا اور جو نہ مانے گا نصیحت سے روگردانی کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے بڑا عذاب دیں گے، اُسے پوری قدرت ہے کوئی اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَاۃً
دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ.

یتیم اور غنی بھی نبی اکرم ﷺ کے صفاتی نام ہیں:

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی﴿۶﴾ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا
فَھَدٰی﴿۷﴾ وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی﴿۸﴾

ترجمہ: بھلا نہیں پایا تجھ کو یتیم پھر جگہ دی اور تجھ کو بھٹکتا پایا پھر راہ سمجھائی اور پایا تجھ کو مفلس پھر بے پرواہ کر دیا۔

(سورۃ والضحیٰ / آیت ۶۔۸)

آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے ہی آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا تو اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی پرورش آپ ﷺ کے دادا سے کروائی، دادا کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کی پرورش آپ ﷺ کے چچا سے کروائی ٹھکانہ دینے کا مطلب یہی ہے پھر آپ ﷺ کو شریعت سے مالا مال فرمایا، اسی طرح جب آپ ﷺ کو نادار پایا سو مال دار بنا دیا، اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال سے آپ ﷺ نے بطور مضاربت تجارت کی اس سے نفع حاصل ہوا پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے

آپ ﷺ سے نکاح کر لیا اور اپنا تمام مال آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ
النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ج وَمَنْ تَوَلّٰی
فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا.

ترجمہ: جو شخص فرمانبرداری کرے رسول (ﷺ) کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور جس نے رُوگردانی کی سو ہم نے آپ کو اُن پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا۔ (سورۃ نساء / آیت ۸۰)

اس آیت کریمہ میں فرمایا کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، کیونکہ آپ ﷺ جو کچھ حکم دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے اور جو شخص اس کی روگردانی کرے سو آپ ﷺ کچھ غم نہ کیجئے کیونکہ ہم نے آپ ﷺ کو بطور ذمہ داری کے ان کا نگران کر کے نہیں بھیجا کہ آپ ﷺ ان کو کفر نہ کرنے دیں بلکہ آپ ﷺ کا فرض پیغام پہنچا دینے سے پورا ہو جاتا ہے، زبردستی عمل کروانا آپ ﷺ کے ذمہ نہیں اور آپ ﷺ سے کسی قسم کی باز پُرس نہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ
صَلٰوتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ ط

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اگر اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرو:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: آپ ﷺ فرما دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے، آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول ﷺ کی اگر وہ اعراض کریں تو اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں کافروں سے۔ (سورۂ آلِ عمران آیت ۳۱۔۳۲)

ان دونوں آیات میں رسولِ اکرم ﷺ کی اتباع اور اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اطاعت، فرمانبرداری اور حکم ماننے کو کہتے ہیں اتباع اپنے مقتداء کے پیچھے چلنے اور اس کی راہ اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے اپنی کتاب قرآن مجید میں یہ اعلان فرما دیا کہ محبت صرف دعویٰ کرنے کی چیز نہیں، اس کا ایک معیار ہے اور صرف وہی محبت معتبر ہے۔ جو محبوب کی مرضی کے مطابق ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو محبت کا معیار معتبر ہے وہ یہ کہ اس کے رسول حضرت خاتم النبیین ﷺ کا اتباع کیا جائے آپ ﷺ نے جو کچھ بتایا اگر اسے اختیار کیا جائے تو وہی اللہ پاک کی محبت کا حق دار ہوگا اتباع کے ساتھ ساتھ اطاعت کا حکم بھی دیا گیا ہے اور اعراض کرنے والوں کو کافر قرار دیا گیا ہے اور فرمایا اگر وہ اعراض کریں تو اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا جو لوگ دینِ اسلام قبول نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کے دعوے دار ہیں ان کے لئے اس آیت مبارکہ میں تنبیہ ہے کہ جب تک

محبوب خدا ﷺ کی دعوتِ حق قبول نہ کرو گے اور ان کا دین اختیار نہ کرو گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے محبت کرنے والوں میں شمار نہ ہو گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَ مُسْتَحِقُّهٗ

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے بشارتِ عظیم

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ﴿۶۹﴾

اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کریں سو یہ ان اشخاص کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء صادقین اور شہداء اور صالحین اور یہ حضرات اچھے رفیق ہیں۔ (سورۃ النساء، آیت ۶۹)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ذکر ہے اور ان فرمانبرداروں کے عظیم مرتبہ کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ فرمانبرداری کا صلہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو آخرت میں حضرات انبیاء کرام صادقین شہدا اور صالحین کی رفاقت حاصل ہوگی۔

صاحبِ معالم التنزیل ص ۴۵۰ جلد ا لکھتے ہیں کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اکرم ﷺ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کے آزاد کردہ غلام تھے اُن کو رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ محبت تھی اور آپ ﷺ کی زیارت کے بغیر صبر نہیں کر سکتے تھے ایک دن حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے چہرے کا رنگ بدلہ ہوا تھا اور رنج وغم کا اثر ظاہر ہو رہا تھا رسول اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا رنگ کس چیز نے بدل دیا ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) نہ مجھے کوئی مرض ہے نہ کوئی تکلیف ہے میرے دل میں آپ ﷺ کی محبت اپنی جان سے زیادہ ہے اپنی بیوی سے بھی اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ ہے مجھے آپ ﷺ کی ملاقات کا بہت زیادہ شوق ہے اور اس کے بغیر مجھے چین نہیں آتا بعض اوقات میں اپنے گھر میں بے چین رہتا ہوں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کی زیارت کرلوں تب سکون ہوتا ہے اب مجھے فکر ہے کہ جب اس دنیا سے آپ ﷺ کی وفات ہو جائے اور مجھے بھی موت آجائے گی تو میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ جنت میں انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ درجات عالیہ میں ہوں گے اور مجھے اول تو یہ مجھے معلوم نہیں کہ میں جنت میں پہنچوں گا بھی یا نہیں اور اگر پہنچ بھی گیا تو میرا درجہ آپ ﷺ سے بہت نیچے ہوگا اور میں وہاں آپ ﷺ کی زیارت نہ کرسکوں گا تو مجھے کیسے صبر آئے گا تو آپ ﷺ نے اُن کا کلام سُن کر کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ یہ آیاتِ بالا نازل ہوگئیں اس وقت آنحضرت ﷺ نے بشارت سنادی جس سے معلوم ہوا کہ باوجود درجات مختلف ہونے کے اہلِ جنت کی آپس میں معیت اور ملاقات ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ
وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ
وَالْمُسْلِمٰتِ ط

(الترغیب جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ بحوالہ مجموعہ وظائف صفحہ ۴۰۸)

آپ ﷺ کو مقام محمود کی بشارت دی گئی:

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ
یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

اور رات کے حصے میں نماز تہجد پڑھا کیجئے جو آپ ﷺ کے لئے زائد چیز ہے عنقریب آپ ﷺ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا۔ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۹)

اس آیت میں رسولِ اکرم ﷺ سے مقامِ محمود کا وعدہ کیا ہے اور یہ مقامِ تمام انبیاء میں سے آنحضرت ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب لوگ مختلف جماعتوں میں بٹے ہوں گے ہر اُمت اپنے اپنے نبی کے پیچھے ہوگی وہ عرض کریں گے کہ ہمارے سفارش کیجئے حتی کہ ہمارے نبی ﷺ تک شفاعت کی نوبت پہنچ جائے گی۔ (جب دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سفارش کرنے سے انکار کردیں گے تو نبی کریم ﷺ ساری مخلوق کی سفارش کریں گے) یہ وہ مقامِ محمود ہے جس پر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو پہنچا دے گا۔ (صحیح بخاری)

دوسری روایات میں تفصیل کے ساتھ شفاعت کا مضمون وارد ہوا ہے وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن جب لوگ بہت ہی زیادہ تکلیف میں ہوں گے اور سورج قریب ہو جائے گا اس بے چینی کے عالم میں کہیں گے کہ کسی سے سفارش کے لئے عرض کرو، پہلے آدم علیہ السلام کے پاس، پھر نوح علیہ السلام کے پاس، پھر ابراہیم علیہ السلام کے پاس، پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس، پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سفارش کی درخواست کریں گے یہ سب حضرات انکار کردیں گے تو سیّد الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی

Toobaa-elibrary.blogspot.com

خدمت میں حاضر ہوں گے اور شفاعت کی درخواست کریں گے، آپ ﷺ سجدہ میں گر جائیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنی ایسی تعریفیں الہام فرمائے گا جو اس سے پہلے کسی کے قلب میں نہیں ڈالی گئیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اے محمد (ﷺ) سر اُٹھاؤ اور سوال کرو، سوال پورا کیا جائے گا سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ (رواہ البخاری و مسلم)

اللہ رب العزت کا وعدہ ہے کہ آپ ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائے گا اور اُمت محمدیہ کو بھی اس وعدہ کو پورا کرنے کی دعا کا شرف عطا کیا جو اذان کا جواب دینے کے بعد کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ

اور سنن کبریٰ للبیہقی جلد ا صفحہ ۴۳ پر اس دعا کے آخر میں:

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

ترجمہ: اے اللہ! اس کامل اعلان کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے رب محمد ﷺ کو مقام وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو مقامِ محمود پر پہنچا جس کا وعدہ آپ نے اُن سے کیا ہے بے شک آپ نہیں کرتے وعدہ کے خلاف۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّةٍ ط

رسول اللہ ﷺ سے خطاب کہ آپ ﷺ کے لئے بڑا اَجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا:

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ

ترجمہ: اور بلاشبہ آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کہ ختم ہونے والا نہیں۔ (سورۂ قلم آیت ۳)

اللہ ربُّ العزت نے آپ ﷺ کو اپنے فضل سے نوازا آپ ﷺ جب مشرکین کو توحید کی دعوت دیتے جس کو سن کر یہ لوگ آپ ﷺ کو مجنون کہتے حالانکہ جن پر اللہ تعالیٰ کی نعمت اور رحمت مکمل ہو وہ مجنون نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ کی دعوتِ توحید پر اور مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو بڑا اجر و ثواب ملے گا جو کبھی بھی ختم نہ ہوگا ایسا اجر جو دائمی ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔

جَزَى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاهُوَ اَهْلُهٗ. ط

(سعادت الدارین، ترغیب و ترہیب)

آپ ﷺ صاحب خلقِ عظیم ہیں

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝

ترجمہ: اور بے شک آپ (ﷺ) بڑے اخلاق والے ہیں۔

(سورۃ القلم آیت ۴)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اس آیتِ کریمہ میں آپ ﷺ کے خُلق عظیم کی تعریف کی گئی ہے اور آپ ﷺ کے دشمنوں کی تردید بھی ہے آپ ﷺ کو اللہ رب العزت نے اخلاق کاملہ اور فاضلہ سے نوازا۔ آپ ﷺ کے اخلاق واعمال ان لوگوں کی تردید کرتے ہیں جو آپ ﷺ کو مجنون کہتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''آپ ﷺ کا خلق خود قرآن ہے یعنی قرآن کریم جن اعمال واخلاق کی تعلیم دیتا ہے آپ ﷺ ان سب کا عملی نمونہ ہیں''۔

رسول اکرم ﷺ کے مبارک وجود میں حق تعالیٰ نے تمام ہی اخلاق فاضلہ بدرجہ کمال جمع کردیئے تھے خود آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کام کے لئے بھیجا گیا ہے کہ میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں۔ (ابوحیان بحوالہ معارف القرآن ج ۸ ص ۵۳۲)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی مجھ سے کبھی کوئی نقصان ہوگیا تو آپ ﷺ نے کبھی ملامت نہیں فرمائی اگر آپ ﷺ کے گھر والوں میں سے کسی کی طرف سے ملامت ہوئی تو فرماتے کہ چھوڑ و جانے دو جو چیز مقدر میں تھی وہ پیش آنی ہی تھی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ۴۳۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے ایک شاگرد نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کس طرح رہتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں رہتے تھے جب نماز کا وقت ہوجاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے دستِ مبارک سے نہیں مارا نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو، ہاں اگر فی سبیل اللہ جہاد میں کسی کو مارا ہو تو اور بات ہے اور اگر کسی سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچی ہو تو اس کا انتقام نہیں لیا ہاں اگر اللہ کی حرمت والی چیزوں میں سے کسی کی بے حُرمتی ہونے لگتی تو آپ ﷺ اس کا انتقام لے لیتے تھے۔ (صحیح مسلم)

حضرت انس ؓ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اگر کوئی شخص مصافحہ کرتا تو آپ ﷺ اس کی طرف سے اپنا چہرہ نہیں پھیرتے تھے جب تک کہ وہ خود ہی اپنا چہرہ نہ پھیر لیتا اور آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ کسی کے پاس بیٹھنے والے کی طرف ٹانگیں پھیلائے ہوئے ہوں۔ (رواہ الترمذی)

عبداللہ بن حارث ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر مسکرانے والا میں نے نہیں دیکھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۲۰)

حضرت معاذ بن جبل ؓ کو جب آپ ﷺ نے (یمن جانے کے لئے) رخصت فرمایا تو جب انہوں نے رکاب میں پاؤں رکھا تو آخری وصیت یہ فرمائی کہ لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا۔ (رواہ مالک)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ فحش گو تھے نہ فحش کے پاس جاتے تھے نہ بازاروں میں شور شغب کرتے تھے، برائی کا بدلہ کبھی برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معافی اور درگذر کا معاملہ فرماتے تھے۔

حضرت ابودرداء ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میزانِ عمل میں خلق حسن کے برابر کسی عمل کا وزن نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ گالی گلوچ کرنے والے بدزبان سے بغض رکھتے ہیں۔ (رواہ الترمذی)

اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان اپنے حسنِ خلق کی بدولت اس شخص کا درجہ حاصل کرلیتا ہے جو ہمیشہ رات کو عبادت میں جاگتا اور دن میں روزہ رکھتا ہو۔ (رواہ ابوداؤد)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَمَرْتَنَآ اَنْ نُّصَلِّیَ
عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلَیْهِ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ ط

(جذب القلوب، سعادۃ الدارین، ذریعۃ الوصول)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے توقیر اور احترام کی تلقین کی ہے

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱﴾ يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِىِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول سے پہلے سبقت مت کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ نبی سے اونچی آواز میں بات کرو جیسے تم ایک دوسرے سے اونچی آواز میں بات کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

(سورۃ الحجرات آیت ۱-۲)

ان آیتوں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے آداب بتلائے گئے ہیں اول تو یہ فرمایا گیا کہ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے سبقت مت کرو حضرات مفسرین کرام نے اس کے متعدد معنی لکھے ہیں۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم پہلے سے کوئی بات اپنی طرف سے نہ کہہ دو۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا

انتظار کرو کہ وہ اپنے رسول ﷺ کی زبانی جو فیصلہ فرما دے اس کے مطابق عمل کرو۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو یوں کہا کرتے تھے کہ اس بارے میں کچھ حکم ہو جاتا اور فلاں مسئلے میں کوئی قانون نافذ ہو جاتا تو اچھا تھا اللہ تعالیٰ کو ان کی بات پسند نہ آئی اور فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) سے سبقت نہ کرو۔

(معالم التنزیل ۴/ص ۲۰۹، ابن کثیر ۴/ص ۲۰۵)

دوسری آیت میں آپ ﷺ کے سامنے آوازیں بلند کرنے کی ممانعت فرما دی گئی اور یہ حکم صادر فرما دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے باتیں کرتے وقت ادب کا خیال رکھو اور اس طرح اونچی آواز سے بات نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ پر تمہاری آواز بلند ہو جائے اور اس وجہ سے تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہاری نیکیاں ختم کر دی جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) اب میں مرتے دم تک آپ ﷺ سے اس طرح بولوں گا جیسے کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہو۔ (سنن بیہقی، در منثور)

صحیح بخاری میں ہے کہ آیات مذکورہ نازل ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اتنا آہستہ بولتے تھے کہ پوچھنا پڑتا تھا کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ (صحیح بخاری)

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ طبعی طور پر بہت بلند آواز تھے یہ آیت سن کر وہ بہت روئے اور ڈر سے اپنی آواز کو گھٹایا۔

(بیان القرآن از در منثور، بحوالہ معارف القرآن ج ۸ ص ۱۰۰)

حضرات علماء نے فرمایا کہ روضۂ اقدس ﷺ کے سامنے بھی بہت بلند آواز سے

Toobaa-elibrary.blogspot.com

سلام وکلام کرنا ممنوع ہے جیسا کہ آپ ﷺ کی زندگی میں تھا کیونکہ آپ ﷺ کی تعظیم ادب واحترام اب بھی واجب ہے اور آپ ﷺ کو برزخی حیات حاصل ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ
وَسَلِّمْ بِعَدَدِ مَا فِیْ جَمِیْعِ الْقُرْاٰنِ حَرْفًا حَرْفًا
وَّبِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ اَلْفًا اَلْفًا

رَاعِنَا کہنے کی ممانعت اور یہود کی شرارت

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا
وَاسْمَعُوْا ط وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو یوں عرض کرو کہ حضور (ﷺ) ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی بغور سن لو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

بظاہر مسلمانوں کو ایک چیز سے روکا جا رہا ہے اور ایک چیز کا حکم دیا جا رہا ہے مگر درحقیقت یہ عظمتِ مصطفیٰ علیہ السلام کی چمکتی ہوئی ایک روشن دلیل ہے اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا دستور یہ تھا کہ جب حضور ﷺ کچھ کلام فرماتے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سمجھ میں کوئی کلمہ نہ آتا تو عرض کرتے رَاعِنَا یارسول اللہ (ﷺ) یا حبیب اللہ (ﷺ) اس کلام میں ہماری رعایت فرمایئے یعنی ہماری خاطر دوبارہ فرما دیجئے۔ (راعنا عربی کا لفظ بھی ہے اور عبرانی کا بھی ہے عربی میں اس کے معنی یہ ہیں کہ ہماری رعایت کیجئے اور عبرانی زبان میں یہ لفظ بددعا کے معنی میں ہے)

یہ کلمہ راعنا یہود کی زبان میں ایک گالی تھی یہود بھی خدمت اقدس میں یہی کلمہ بری نیت سے کہتے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور مسلمانوں کو یہ کلمہ بولنے سے رُوک دیا گیا اور فرمایا گیا کہ اے مسلمانو! اس کلمہ کی بجائے تم اُنْظُرْنَا کہا کرو یعنی اگرچہ تم یہ کلمہ نیک نیتی سے کہتے ہو اور اچھے معنی مراد لیتے ہو مگر یہود کو تو اس کی وجہ سے گستاخی کا موقع مل جاتا ہے۔ سبحان اللہ کیا عظمتِ محبوب ثابت ہوئی۔ پروردِگار عالم کو اپنے محبوب کی شان اس قدر بڑھانا منظور ہے کہ وہ کسی کو ایسی بات کہنے کی اجازت نہیں دیتا کہ جس کلمہ سے دوسرے کو بدگوئی کرنے کا موقعہ ملے۔

(حضرت مولانا الحاج المفتی احمد یار خان صاحب نعیمی بدایونی، شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن ص ۳۶)

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا

وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ

ترجمہ: ''اور بلند کیا ہم نے تیرا ذکر'' (سورۃ الانشراح آیت ۴)

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ ملا دیا اذان میں، اقامت میں، تشہد میں، خطبوں میں، غرض کہ تمام اسلامی شعائر میں اللہ تعالیٰ کے نام کے بعد آپ ﷺ کا نام مبارک لیا جاتا ہے۔ چنانچہ کلمہ کے بغیر کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ پیغمبر کا نام ہے:

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

اگر آپ ﷺ کا نام نہیں لیا جائے گا تو کلمہ ہی پورا نہ ہوگا اور اس کلمہ کے دوسرے جزو کو چھوڑ کر محض پہلے کلمہ پر اعتقادِ قناعت کر لینے والا کسی بھی رحمت کا مستحق ہوگا نہ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

مغفرت کا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عالم بالا میں بلایا اور تمام آسمانوں کی سیر کرائی، سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچادیا، جب کسی آسمان تک پہنچتے تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام دروازہ کھلواتے وہاں سے پوچھا جاتا کہ کون ہیں وہ جواب دیتے کہ میں جبریل ہوں پھر سوال ہوتا کہ آپ کے ساتھ کون ہے وہ جواب دیتے کہ محمد ﷺ ہیں اس طرح سے تمام آسمانوں میں آپ کی رفعت شان کا چرچا ہوا۔ اسی طرح مسجدوں میں پانچ وقت اذان واقامت کہی جاتی ہے ساری دنیا ان کو سنتی ہے اور روزِ قیامت زمین وفضا کی ہر چیز اس اذان پنجگانہ کی مؤذن کے حق میں شہادت دے گی اسی اذان میں جہاں اشھد ان لاالہ الااللہ ہے وہیں اشھد ان محمدً ارسول اللہ بھی ہے۔

یہ اذان کی آواز جو ۲۴ گھنٹے پوری دنیا میں گونجتی ہے، انڈونیشیا سے بحراوقیانوس کے مشرقی کنارے تک ساڑھے نو گھنٹے اذان فجر کا سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ساتھ ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا وقت ہوجاتا ہے، ڈھاکہ میں ظہر کی اذان ہوتی ہے تو انڈونیشیا میں اذانِ عصر کا وقت ہوتا ہے کرہ ارض پر کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرتا جس میں اذان نہ دی جارہی ہو، اذان کی آواز ہر لمحہ گونجتی رہتی ہے ایمان افروز رپوٹ کے دلچسپ انکشافات

پشاور ۸ مارچ (اے پی پی) دن اور رات کے ہر لمحے میں اللہ اکبر کی آواز مسلسل گونجتی رہتی ہے اور دنیا کے کسی نہ کسی کونہ میں ہر وقت اور ہر لمحہ ہزاروں مؤذن اللہ بزرگ وبرتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان کررہے ہوتے ہیں دنیا کے نقشے پر اسلامی ملک انڈونیشیا کرہ ارض کے مشرق میں واقع ہے، یہ ملک بے شمار جزیروں پر مشتمل ہے جاوا، سماٹرا، بورنیو اور سلیبیز مشہور جزیرے ہیں، انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مسلم ملک ہے ۲۲ کروڑ آبادی کے اس مسلم ملک

میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے طلوع سحر سلیبیز میں واقع جزائر میں ہوتی ہے صبح ساڑھے پانچ بجے طلوع صبح سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہوجاتی ہے اور ہزاروں مؤذن اللہ بزرگ وبرتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان کررہے ہوتے ہیں، ایک ملکی جریدہ کی رپوٹ کے مطابق مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹے کے بعد جکارتہ میں مؤذن کی آواز گونجنے لگتی ہے جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہوجاتا ہے اور سماٹر کے بعد مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایشیا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہوجاتی ہیں، ملایشیا کے بعد برما کی باری آتی ہے جکارتہ سے اذانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹے بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا وقت ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر اذانیں گونجنے لگتی ہیں دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید ورسالت کے اعلان سے گونج اُٹھتی ہے سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے، سیالکوٹ سے کوئٹہ کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے اس عرصہ میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے، پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق ہے، اسی عرصہ میں اذانیں حجاز مقدس، یمن، عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہے، بغداد سے اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول وعرض پر واقع ہیں مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے، اس دوران ترکی میں صدائے توحید ورسالت بلند ہوتی ہے اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا فاصلہ ہے اس عرصے میں شمالی افریقہ، لیبیا اور تیونس میں اذان کا سلسلہ جاری رہتا ہے، فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کرکے بحر اوقیانوس کے مشرقی

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کنارے پہنچتی ہے فجر کی اذان کے بحراوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں، یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں نماز مغرب کا وقت ہو جاتا ہے، جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اسی وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کرہ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گذرتا جس وقت ہزاروں لاکھوں مؤذن بیک وقت اللہ بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں؟ انشاء العزیز یہ سلسلہ تا قیامت جاری وساری رہے گا۔

اسی ہی نماز میں جو اسلام کی سب سے اہم عبادت ہے اور جواز روئے اسلام کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل ہے اس میں بھی بوقت التحیات للہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا نام لیا جاتا ہے۔ السلام علیک ایھا النبی اور اشھدان لاالہ لاالـلّٰہ واشھد ان محمداعبدہٗ ورسولہٗ اور اس کے بعد درود شریف بھی پڑھا جاتا ہے، مسلمان اپنی ہر ضرورت کے لئے اپنے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے کا پابند ہے لیکن دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ تعلیماتِ اسلامی میں یہ بتایا گیا کہ اوّل وآخر درود شریف پڑھا جائے۔

علامہ قرطبیؒ نے بعض حضرات سے اس کی تفسیر میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام پر نازل ہونے والی کتابوں میں بھی آپ ﷺ کا تذکرہ فرمایا اور اُن کو حکم دیا کہ آپ ﷺ کے تشریف لانے کی بشارت دیں اور آخرت میں آپ ﷺ کا ذکر بلند ہوگا جب آپ ﷺ کو مقامِ محمود عطا کیا جائے گا اس وقت اوّلین وآخرین رشک کریں گے آپ ﷺ کو کوثر عطا کی جائے گی دنیا میں اہلِ ایمان محبت اور عقیدت سے آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں اہلِ کفر میں بھی بڑی تعداد میں ایسے

لوگ گذرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں جنہوں نے دنیا داری کی وجہ سے ایمان قبول نہیں کیا لیکن آپ ﷺ کی رسالت ونبوت اور رفعت وعظمت کے قائل ہوئے، آپ ﷺ کی توصیف وتعریف میں کافروں نے بھی بہت کچھ لکھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ

آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمائی اور دشمنوں کو بے نام ونشان کیا:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ ﴿۳﴾

بے شک ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمائی تو آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے، بلاشبہ آپ ﷺ کا دشمن بے نام نشان رہے۔ (سورۂ کوثر آیت ۱۔۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت سے نوازا، سیّدالانبیاء والرّسل بنایا اور قرآن عطا فرمایا، بہت بڑی اُمت آپ ﷺ کے تابع بنائی، آپ ﷺ کا دین سارے عالم اور ساری اقوام میں پھیلایا اور آخرت میں آپ ﷺ کو بہت بڑی خیر سے نوازا، مقام محمود بھی عطا فرمایا، نہرِ کوثر بھی خیر کثیر کا ایک حصہ ہے۔

احادیث شریفہ میں نہرِ کوثر کی بھی بہت عظیم صفات بیان فرمائی گئی ہیں، حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں (شب معراج) میں جنت میں چل پھر رہا تھا کہ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہر ہے جس کے دونوں جانب موتیوں کے بنے ہوئے ایسے قبے ہیں کہ موتیوں کو اندر سے تراش کر ایک

Toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک موتی کا ایک ایک قبہ بنا دیا گیا، میں نے دریافت کیا کہ اے جبریل یہ کیا ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ کوثر ہے جو آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے اس کے اندر کی مٹی بہت تیز خوشبودار مشک ہے۔

(صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے حوض کا طول وعرض اتنا زیادہ ہے کہ اس کے ایک طرف سے دوسری طرف جانے کے لئے ایک ماہ کی مدت درکار ہے اور اس کے گوشے برابر ہیں (یعنی طول وعرض دونوں برابر ہیں) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ عمدہ ہے اور اس کے لوٹے اس قدر ہیں جتنے آسمان کے ستارے جو اس میں سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۸۷ از بخاری ومسلم)

سو اس خیر کثیر کے شکر میں اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے (کیونکہ سب سے بڑی نعمت کے شکر میں سب سے بڑی عبادت چاہئے اور وہ نماز ہے) اور تکمیلِ شکر کے لئے جسمانی عبادت کے ساتھ ساتھ مالی عبادت یعنی اسی کے نام کی قربانی کیجئے، قربانی اس بنا پر خاص امتیاز اور اہمیت رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر قربانی کرنا بُت پرستی کے خلاف ایک جہاد ہے، مشرکین بُتوں کے نام سے قربانی کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اور آپ ﷺ کے توسط سے آپ ﷺ کی اُمت کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قربانی کیا کرو۔

آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم کی بچپن میں وفات پر بعض مشرکین نے جو یہ طعنہ دیا تھا کہ اُن (ﷺ) کی نسل نہ چلے گی۔

اور اُن (ﷺ) کے دین کا سلسلہ جلد ختم ہو جائے گا تو اللہ پاک نے اس سورت

میں بتلا دیا کہ اللہ پاک آپ ﷺ کا ذکر بہت بڑھائے گا جو شخص آپ ﷺ سے دشمنی کرنے والا ہے وہی بے نام ونشان رہ جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی محمد صَلَاۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًی وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً.

رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۰﴾

ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اوپر اُن کے ہاتھ کے، پھر جو کوئی قول توڑے اس کا توڑنا اسی کی جان پر ہوگا اور جو کوئی پورا کرے عہد کو جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تو وہ اس کو دے گا بدلہ بہت بڑا۔ (سورۃ الفتح آیت ۱۰)

جس وقت حدیبیہ کے مقام میں رسول اللہ ﷺ کا قیام تھا اور صحابۂ کرام ؓ حضورِ اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اس وقت مکہ والوں کے آڑے آجانے کی وجہ سے حضرت عثمان ؓ کی وفات کی خبر سے کچھ ایسی فضا بن گئی تھی کہ جیسے جنگ کی ضرورت پڑ سکتی ہے اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی، جس میں یہ تھا کہ جہاد کریں گے اور پُشت پھیر کر نہ بھاگیں گے اور بیعت کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ سے جو بیعت

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کررہے ہیں ان کی یہ بیعت اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بُلاتے ہیں جو آپ ﷺ کی فرمانبرداری کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اس بیعت میں اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا اقرار بھی آجاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے فرمانبرداری کا بھی۔

قرآنِ پاک میں اللہ رب العزت نے اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ اس کے رسول کی اطاعت کا بھی ذکر فرمایا ہے بہر حال جس کام کا کسی سے عہد کیا جائے اس کی پابندی شرعاً واجب وضروری ہے اور خلاف ورزی حرام ہے اس لئے آگے فرمایا کہ جو شخص اس عہدِ بیعت کو توڑے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور جو اس عہد کو پورا کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ بڑا اجر دینے والے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ ط

آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کا بیان:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

ترجمہ: بلاشبہ تمہارے پاس رسول آیا ہے، جو تم میں سے ہے، تمہیں جو تکلیف پہنچے وہ ان کے لئے گراں ہے وہ تمہارے نفع

کے لئے حریص ہیں مؤمنین کے ساتھ بڑی شفقت اور مہربانی کا برتاؤ کرنے والے ہیں، پھر بھی اگر رُوگردانی کریں تو آپ (ﷺ) فرمادیجئے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ (سورۂ توبہ آیت ۱۲۸-۱۲۹)

یہ سورۂ توبہ کی آخری آیتیں ہیں جن میں محمد رسول اللہ ﷺ کا پوری خلق خدا پر خصوصاً مسلمانوں پر بے حد مہربان اور شفیق و ہمدرد ہونا بیان فرمایا گیا ہے کہ تمہارے پاس جو رسول آیا ہے اُن ﷺ کو اُمت کی تکلیف شاق گذرتی ہے اور آپ ﷺ اُمت کے نفع کے لئے حریص ہیں آپ ﷺ کو یہ حرص ہے کہ جملہ مخاطبین ایمان لے آئیں اور یہ بھی حرص ہے کہ اہلِ ایمان کے تمام حالات درست ہو جائیں اور آپ ﷺ کو مؤمنین کے ساتھ بڑی شفقت ہے، آپ ﷺ ان کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں آپ ﷺ کا اپنی اُمت سے قلبی تعلق ہے، ظاہراً بھی آپ ﷺ ان کے ہمدرد ہیں اور باطناً بھی اُمت کو جو تکلیف ہوتی ہے اس میں آپ ﷺ اُن کی ڈھارس بندھاتے، اُمت کی تکلیف پر تڑپ جاتے، آپ ﷺ کی شفقت کا تقاضا ہی تھا کہ ایسے اُمور کو بھی واضح فرماتے تھے جن سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ تھا اور جن سے انسانوں کو خود ہی بچنا چاہئے۔ آپ ﷺ اُمت کو اسی طرح تعلیم دیتے جیسے ماں باپ اپنے بچوں کو سکھاتے اور بتاتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے لئے باپ کی طرح ہوں میں تمہیں سکھاتا ہوں (پھر فرمایا) کہ جب تم قضا حاجت کی جگہ جاؤ قبلہ کی طرف نہ منہ کرو، نہ پُشت کرو اور آپ ﷺ نے تین پتھروں سے استنجا کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ لید سے اور ہڈی سے استنجا نہ کرو اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۲، بحوالہ انوار البیان صفحہ ۳۹۰ جلد ۴)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ ﷺ نے کسی ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا جس پر منڈیر نہ بنی ہو۔

(مشکوٰۃ ص۴۰۴)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی شخص (ہاتھ دھوئے بغیر) اس حالت میں سوگیا کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہوئی تھی پھر اس کو کوئی تکلیف پہنچ گئی (مثلاً کسی جانور نے ڈس لیا) تو وہ اپنی ہی جان کو ملامت کرے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۶)

جوتے پہننے کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زیادہ تر جوتے پہنے رہا کرو کیونکہ آدمی جب تک جوتے پہنے رہتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص سوار ہو، جیسے جانور پر سوار ہونے والا زمین کے کیڑے مکوڑوں اور گندی چیزوں اور کانٹوں اور اینٹ پتھر کے ٹکڑوں سے محفوظ رہتا ہے، ایسے ہی ان چیزوں سے جوتے پہننے والوں کی بھی حفاظت رہتی ہے۔ (صحیح مسلم)

غرض کہ اگر کتب احادیث پر نظر ڈالی جائے تو اس طرح کی بہت سی تعلیمات سامنے آجائیں گی جو سراپا شفقت پر مبنی ہیں اور اسی شفقت کا تقاضا تھا کہ آپ ﷺ کو یہ گوارا نہ تھا کہ کوئی بھی مؤمن عذاب میں مبتلا ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی جب اس کے چاروں طرف روشنی ہوگئی تو پروانے اس آگ میں آکر گرنے لگے، وہ شخص ان کو روکتا ہے کہ وہ آگ میں نہ گریں لیکن وہ اس پر غالب آجاتے ہیں (یعنی جو لوگ گناہ نہیں چھوڑتے وہ اپنے اعمال کو دوزخ میں ڈالنے کا سبب بناتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے جو گناہوں پر وعیدیں بتائی ہیں اور عذاب کی خبریں دی ہیں ان پر دھیان نہیں دیتے۔

(بخاری ومسلم)

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر لوگ روگردانی کردیں اور حق سے منہ نہ

موڑیں محبت، شفقت اور رحمت والے رسول کی تصدیق نہ کریں اور اگر آپ ﷺ کو لوگوں کی طرف سے اعراض یا کوئی تکلیف پیش آئے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کریں کیونکہ وہ رب العرش العظیم ہے۔

توکل علی اللہ نبیوں اور ان کے امتیوں کا سب سے بڑا ہتھیار ہے اس سے مشکل ترین کام آسان ہوجاتے ہیں۔

ان دو آیتوں کے بڑے فضائل حدیث میں مذکور ہیں۔ حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں جو شخص صبح وشام

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۝

کہہ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام کام آسان فرمادیتے ہیں۔ (قرطبی) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ
كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ.

(بخاری جلد۲ ص ۷۔۸)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعائیں

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ
اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ؕ
اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۲۹﴾

ترجمہ: اے ہمارے رب !اور بھیج دے ان میں ایک رسول اُن میں سے جو تلاوت کرے ان پر تیری آیات اور سکھائے ان کو کتاب اور حکمت اور پاک کرے اُن کو بے شک تو ہی عزیز ہے، حکیم ہے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۲۹)

اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ ہے جو کعبہ شریف بناتے ہوئے ان حضرات نے کی تھی ان دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے کہ اے ہمارے رب! ان میں سے ایک رسول مبعوث فرما یہ رسول خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ ہیں جو عربی بھی تھے اور مکی بھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں کی نسل میں سے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے بھی انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے وہ سب انہیں علیہ السلام کی نسل میں سے تھے لیکن سب بنی اسحٰق تھے صرف آپ ﷺ ہی بنی اسماعیل علیہ السلام میں سے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡ صَلَوٰتِكَ وَرَحۡمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلۡتَهَا عَلٰى
اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی آمد کی بشارت دی

وَاِذۡ قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِنِّىۡ
رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰٮةِ
وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ ؕ
فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۶﴾

ترجمہ: اور جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جو تمہاری طرف (بھیجا گیا ہوں) میں تصدیق کرنے والا توریت کا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام احمد ہوگا پھر جب لوگوں کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے۔

(سورۂ صف آیت ۶)

آیت بالا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ یقین جانو میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور تمہارے پاس پہلے سے جو کتاب یعنی تورات ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اپنے بعد جس رسول ﷺ کی آمد کی خوشخبری دیتا ہوں ان کا نام احمد ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بہت سی باتیں سکھائیں انہیں توحید کا سبق دیا، شرعی احکام سکھائے لیکن ان میں چند ہی لوگوں نے اُن کی بات مانی جنہیں حواری کہا جاتا ہے اکثر بنی اسرائیل تو ان کے دشمن ہوگئے اور قتل کے درپے ہوگئے قتل تو نہ کرسکے کیونکہ اللہ رب العزت نے انہیں اوپر اٹھالیا لیکن بعض یہودیوں کے

Toobaa-elibrary.blogspot.com

بہکانے اور ورغلانے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونے کا عقیدہ بنالیا اور آج تک یہ لوگ اسی عقیدے پر جمے ہوئے ہیں دوسری بات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمائی وہ یہ کہ میں ایک ایسے رسول کی بشارت دے رہا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اور جن کا نام احمد ہوگا اس میں انہوں نے اپنے بعد آخر انبیاء احمد مجتبیٰ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دی۔

نبی کریم ﷺ کے بہت سے نام ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد ہوں اور احمد ہوں ماحی ہوں میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا اور حاشر ہوں اللہ تعالیٰ لوگوں کو میرے قبر سے نکلنے کے بعد قبروں سے نکالے گا اور عاقب بھی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۶۱ ۳۔ انوار البیان جلد ۹ ص ۱۹۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں عیسیٰ بن مریم سے قریب تر ہوں دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ انبیاء آپس میں ایسے ہیں جیسے باپ شریک بھائی ہوں اور مائیں مختلف ہوں ان سب کا دین ایک ہی ہے۔ (یعنی توحید اور رسالت اور قیامت پر ایمان لانا) آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ ابن مریم کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

(مسلم ج ۲ ص ۲۶۵ ۳ انوار البیان جلد ۹ ص ۱۹۹)

اور جب وہ رسول آگیا جس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی تو ان لوگوں نے کہا یہ کھلا ہوا جادو ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ
عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلَیْهِ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ

اللہ پاک نے کس طرح اپنے حبیب ﷺ کو پکارنے کا حکم دیا

لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا.

ترجمہ: تم اپنے درمیان رسول اللہ (ﷺ) کے بلانے کو ایسا مت سمجھو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ (سورۂ نور آیت ۶۳)

دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی قومیں اپنے نبیوں کا نام لیتی تھیں لیکن قرآن میں اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ اپنے رسول کو اس طرح نام لے کر نہ پکارو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ جب آپ ﷺ سے بات کرنی ہو تو ادب کو ملحوظ رکھو اور ایسا طرز اختیار نہ کرو جس سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ
عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ عَلٰی قَبْرِ
مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ.

آنحضرت ﷺ کو مشقت سے بچانے کے لئے فرمایا گیا

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰیٓ○

ترجمہ: (اے میرے محبوب) ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لئے تو نہیں اتارا کہ آپ محنت شاقہ میں پڑ جائیں۔ (سورۂ طٰہٰ آیت ۲)

لتشقیٰ، شَقَاء سے مشتق ہے جس کے معنی مشقت اور تکلیف کے ہیں نزولِ قرآن کی ابتداء میں رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تمام رات عبادت کے لئے

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کھڑے رہتے، طویل قیام کی وجہ سے قدمین مبارک پر ورم آگیا اور دن بھر اسی فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح کفار کو ہدایت ہو اور وہ دعوتِ قرآن کو قبول کرلیں، اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں قسم کی مشقت سے بچانے کے لئے فرمایا کہ ہم نے یہ قرآن آپ ﷺ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ ﷺ مشقت اور تکلیف میں پڑ جائیں، تمام رات جاگنے کی ضرورت نہیں چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ بن گیا کہ شروع رات میں آرام فرماتے تھے اور آخر شب بیدار ہو کر تہجد ادا فرماتے تھے۔

اسی طرح اس آیت میں اس کی طرف بھی اشارہ فرمادیا گیا کہ اپ ﷺ کا فرض صرف تبلیغ و دعوت کا ہے جب آپ ﷺ نے یہ کام کرلیا تو پھر اس کی فکر آپ ﷺ کے ذمہ نہیں، کہ کون ایمان لایا اور کس نے دعوتِ ایمان کو قبول نہیں کیا۔

(مولانا مفتی محمد شفیعؒ معارف القرآن جلد ششم صفحہ ۶۴)

حضرات انبیائے کرامؑ سے اللہ تعالیٰ کا عہد لینا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ﴿۸۱﴾

ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں جو کچھ بھی تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں پھر آجائے تمہارے پاس رسول جو تصدیق کرنے والا ہو اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو

تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے، اور ضرور ضرور اس کی مدد کرو گے فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور تم نے میرا مضبوط عہد قبول کرلیا اُنہوں نے کہا ہاں ہم نے اقرار کرلیا، فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ (سورۂ آل عمران آیت ۸۱)

اس آیت میں اس عہد کا ذکر ہے کہ جو اللہ رب العزت نے انبیائے کرام علیہم السلام سے لیا، اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد لیا کہ تمہاری موجودگی میں جو دوسرا کوئی نبی آئے گا اس پر ایمان لانا اور اپنی اُمت کو بھی اس پر ایمان لانے کی دعوت دینا، تبلیغ کرنا اور اس نبی کی مدد کرنا، اگر تمہاری موجودگی میں کوئی نبی نہ آئے تو اپنی اُمت کو تاکید کردینا کہ اس نبی پر ایمان لانا جو میرے بعد آئے اور اس کی تصدیق اور اس کی مدد کرنا۔

بعض مفسرین نے یوں فرمایا کہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے عہد لیا کہ تمہاری موجودگی میں محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں تو اُن پر ایمان لانا، اُن کی مدد کرنا اور اپنی اُمتوں کو بھی اُس کا حکم دینا کہ ان میں سے جو بھی اُن کا زمانہ پائے اُن پر ایمان لائے، اور اُن کی مدد کرے۔

(معالم التنزیل صفحہ ۳۲۲، انوار البیان جلد دوم صفحہ ۹۹)

عہد لے کر اللہ تعالیٰ نے تاکیداً فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور اس پر تم نے میرا مضبوط عہد لے لیا سب نے عرض کیا ہاں ہم نے اس کا اقرار کرلیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا صدور ہو ہی نہیں سکتا ان کی اُمتوں نے اس عہد سے منہ موڑا اور کفر اختیار کیا یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے اور یہود و نصاریٰ دونوں قومیں آنحضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت کی منکر ہو کر کفر پر مصر رہیں۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

علامہ سبکیؒ اپنے رسالہ ''التعظیم والمنہ فی لتومنن بہ ولتنصرنہ'' میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں رسول سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور کوئی نبی بھی ایسا نہیں گذرا جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات والاصفات کے بارے میں تائید ونصرت اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کا عہد نہ لیا ہو اور کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس نے اپنی اُمت کو آپ ﷺ پر ایمان لانے اور تائید ونصرت کی نصیحت نہ کی ہو، اور اگر رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت انبیاء کے زمانے میں ہوتی تو ان سب کے نبی آپ ﷺ ہوتے اور وہ تمام انبیاء آپ ﷺ کی اُمت میں شامل ہوتے، اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی شان محض نبی الامت ہی کی نہیں بلکہ نبی الانبیاء کی بھی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آپ ﷺ خود فرماتے ہیں کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا۔

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ بھی قرآنِ حکیم اور تمہارے نبی کے احکام پر عمل کریں گے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی نبوت ''عامہ اور شاملہ'' ہے اور آپ ﷺ کی شریعت میں سابقہ تمام شریعتیں مدغم ہیں آپ ﷺ کی نبوت کا زمانہ اتنا وسیع ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت سے پہلے شروع ہوتا ہے محشر میں شفاعتِ کبریٰ کے لئے بھی پیش قدمی کرنا اور تمام بنی آدم کا آپ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہونا اور شبِ معراج میں بیت المقدس کے اندر تمام انبیاء کی امامت کرنا حضور ﷺ کی اسی سیادت عامہ اور امامتِ عظمیٰ کے آثار میں سے ہے۔

(بحوالہ معارف القرآن جلد دوم صفحہ ۱۰۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ قول جسے آپ ﷺ تلاوت فرماتے ہوئے روتے جاتے:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

ترجمہ: اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں، اگر تو اُن کو معاف کردے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔

(سورۂ مائدۃ ۱۱۸)

ابن کثیرؒ نے بروایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پوری رات ایک ہی آیت پڑھتے رہے اور وہ یہی آیت ہے پھر جب صبح ہوئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) آپ یہی آیت پڑھتے رہے رکوع اسی سے اور سجدے اسی سے کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو فرمایا کہ میں نے اپنے واسطے شفاعت کی درخواست کی تو مجھے عطا فرمائی اور وہ ملنے والی ہے ایسے شخص کے واسطے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے مذکورہ آیت پڑھ کر دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور اَللّٰهُمَّ اُمتی کہنا شروع کیا یعنی میرے پروردگار میری اُمت کی طرف نظرِ رحمت فرما اور آپ ﷺ رونے لگے، اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی غمگینی دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے بشارت دی کہ ہم عنقریب تیری اُمت کے بارے میں تم کو رضامند کردیں گے اور تم کو ناخوش نہ کریں گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اے محبوب (ﷺ) وہ خاک تم نے نہیں پھینکی اللہ تعالیٰ نے پھینکی:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: سوتم نے ان کو نہیں مارا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں مارا اور جب آپ (ﷺ) نے (مٹھی بھر خاک دشمن پر) پھینکی تھی، تو آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔

(سورۃ الانفال آیت ۱۷)

اس آیت میں جو واقعہ بیان ہوا ہے اس کی تفصیل ابن جریر طبریؒ اور بیہقی وغیرہ نے حضرت عبداللہ ابنِ عباس ﷺ وغیرہ سے یہ نقل کیا ہے کہ معرکہ بدر کے دن جب مکہ کے مشرکین کا جب ایک ہزار کا لشکر ٹیلہ کے پیچھے سے میدان میں آیا تو مسلمانوں کی قلت وضعف اور اپنی کثرت قوت پر فخر کرتا ہوا متکبرانہ انداز سے سامنے آیا، اس وقت رسولِ پاک ﷺ نے اللہ پاک سے دعا فرمائی کہ اے اللہ یہ تیرے جھٹلانے والے فخر وتکبر کرتے ہوئے آرہے ہیں آپ نے جو فتح کا وعدہ مجھ سے فرمایا ہے اے اللہ اسے جلد پورا فرما۔ (بحوالہ روح البیان)

تو جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کیا کہ ایک مٹھی خاک لے کر دشمن کے لشکر کی طرف پھینک دیں، آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا اور ابنِ حاتم نے بروایت ابن زید نقل کیا کہ آپ ﷺ تین مٹھی مٹی اور کنکریوں کی لشکر پر پھینکی ایک داہنے حصہ پر دوسری بائیں حصہ پر اور تیسری سامنے کی جانب جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس ایک یا تین مٹھی بھر کنکریوں کو قدرت نے معجزانہ انداز میں اس طرح پھیلا دیا کہ دشمن کا کوئی آدمی باقی

نہ رہا جس کی آنکھوں اور چہروں پر یہ دھول اور کنکریاں نہ پہنچی ہوں جس کا اثر یہ ہوا کہ مخالفین کے پورے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا فرشتے بھی ان کے ساتھ شریک تھے۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

بالآخر دشمنوں کے کچھ لوگ قتل ہوئے کچھ گرفتار کر لئے گئے اور باقی بھاگ گئے اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

جب رسول اللہ ﷺ شفاعت کریں گے تو

ضرور اللہ رب العزت کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اس کا حکم مانیں اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے اور اگر وہ لوگ جس وقت اُنہوں نے اپنا بُرا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ تعالیٰ سے

Toobaa-elibrary.blogspot.com

معافی چاہتے اور رسول بھی ان کو بخشواتا تو البتہ اللہ تعالیٰ کو
پاتے معاف کرنے والا مہربان۔ (سورۂ نساء آیت ۶۴)

اس آیت کے نزول کا ایک خاص واقعہ ہے ایک بشر نامی منافق تھا اس کا ایک یہود کے ساتھ جھگڑا ہوگیا، یہودی نے کہا کہ چل کر حضرت محمد ﷺ سے فیصلہ طلب کرالیتے ہیں، مگر بشر منافق نے اس تجویز کو قبول نہ کیا بلکہ کعب بن اشرف جو کہ یہودی کا ایک بہت بڑا سردار اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا اس کے پاس فیصلہ کرانے کی تجویز دی یہ عجیب بات تھی کہ یہودی تو اپنے سردار کو چھوڑ کر آنحضرت ﷺ کا فیصلہ ماننے اور اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا بشر آپ ﷺ کے بجائے یہودی سردار کا فیصلہ اختیار کرے، مگر راز اس میں یہ تھا کہ ان دونوں کو یقین تھا کہ رسول اللہ ﷺ حق وانصاف کا فیصلہ کریں گے، چونکہ اس جھگڑے میں یہودی حق پر تھا اس لئے اس کو اپنے سردار کعب بن اشرف سے زیادہ اعتماد نبی کریم ﷺ پر تھا اور بشر منافق غلطی اور ناحق پر تھا اس لئے جانتا تھا کہ فیصلہ اس کے حق میں نہ ہوگا، باہمی گفتگو کے بعد اس بات پر رضامند ہوئے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جا کر ہی اس مقدمے کا فیصلہ کرائیں گے، مقدمہ حضور ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ ﷺ نے تحقیق کے بعد فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا، بشر منافق اس فیصلے پر راضی نہ ہوا اور کسی طرح یہودی کو راضی کرلیا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرائیں گے، یہودی نے اس کو قبول کرلیا، راز اس میں یہ تھا کہ بشر منافق نے یہ سمجھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفار کے معاملے میں سخت ہیں، وہ یہودی کے حق میں فیصلہ دینے کے بجائے میرے حق میں فیصلہ دیں گے۔

بہرکیف جب یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو یہودی نے پورا واقعہ بیان کیا اس مقدمے کا فیصلہ نبی کریم ﷺ کرچکے ہیں، مگر یہ شخص مطمئن نہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ لایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر سے پوچھا کیا یہی واقعہ ہے؟ اس نے اقرار کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا ذرا ٹھہرو، میں آتا ہوں اور گھر میں تشریف لے گئے اور ایک تلوار لے کر آئے اور بشر منافق کا کام تمام کردیا اور فرمایا جو شخص رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہو اس کا یہی فیصلہ ہے۔ (یہ واقعہ روح المعانی میں بروایت ثعلبی وابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک عام ضابطہ بتلا دیا کہ ہم نے جو رسول (ﷺ) بھیجا وہ اسی لئے بھیجا کہ سب لوگ فرمانِ خداوندی کے موافق اس کے احکام کی اطاعت کریں۔

اس کے بعد خیر خواہانہ مشورہ دیا گیا ہے کہ یہ خود بھی حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور رسول اکرم ﷺ ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی توبہ قبول فرمالیتے یہ آیت اگرچہ خاص منافقین کے بارے میں نازل ہوئی لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ نکل آیا کہ جو شخص رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجائے اور آپ ﷺ اس کے لئے مغفرت کی دعا کردیں تو اس کی مغفرت ضرور ہوجائے گی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ ﷺ کی دنیوی حیات کے معاملے میں ہوسکتی تھی اسی طرح آج بھی روضۂ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم رسولِ اکرم ﷺ کو دفن کرکے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز بعد ایک گاؤں والا آیا اور قبر شریف کے پاس آکر گر گیا اور زار زار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گنہگار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجائے اور رسول اللہ ﷺ اس کے لئے مغفرت کی دعا کردیں تو اس کی مغفرت ہوجائے گی۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اس لئے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں، اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں روضۂ اقدس کے اندر سے یہ آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَکَ یعنی مغفرت کر دی گئی۔

(بحر محیط)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ
وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ
وَالْمُسْلِمَاتِ.

رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ
شَیْءٍ عَلِیْمًا ہ

ترجمہ: تمہارے مردوں میں سے محمد ﷺ کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں کی مہر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

جاہلیت کے زمانے میں لوگ حضرت زید بن حارثہ ؓ کو رسول اللہ ﷺ کا بیٹا کہتے تھے اور ان کی طلاق کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے نکاح پر طعن کرتے تھے کہ بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا، اس آیت سے اس بات کی نفی ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ حضرت زید ؓ کے باپ ہیں ان کے باپ حارثہ ؓ ہیں

اس آیت میں یہ بتا دیا گیا کہ نسبی والد ہونے سے جو باپ بیٹے کے درمیان احکامِ شرعیہ مرتب ہوتے ہیں مثلاً میراث جاری ہونا اور حُرمتِ مصاہرت ثابت ہونا۔ آپ ﷺ کے اور حضرت زید بن حارثہ ؓ یا کسی بھی صحابی کے درمیان ان میں سے کوئی حکم بھی جاری نہیں ہے اور رِجَالِکُمْ اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ چار صاحبزادیوں کے باپ تھے جو آپ ﷺ کے سامنے بالغ بھی ہوئیں اور ان کی شادیاں بھی ہوئیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی سب صاحبزادیاں آپ ﷺ کے سامنے وفات پا گئیں، آپ ﷺ کی اولاد میں صاحبزادے بھی تھے لیکن چونکہ وہ سب بچپن میں ہی وفات پا گئے اس لئے اس بات میں کوئی اشکال نہیں کہ آپ ﷺ مردوں یعنی بالغ افراد میں سے کسی کے والد نہیں ہیں اور ساتھ ہی اللہ ربُّ العزت نے یہ اعلان بھی فرما دیا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آپ ﷺ کے بعد جو بھی شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے، گمراہ ہے اور کافر ہے اور اس کی تصدیق کرنے والے بھی گمراہ اور کافر ہیں اور اس آیتِ قرآنیہ کے منکر ہیں۔

آپ ﷺ کی آمد سے سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا، آپ ﷺ کی ذات گرامی کو نبیوں کے لئے مہر بنا دیا گیا جیسے کہ مہر آخر میں لگائی جاتی ہے اس طرح آپ ﷺ پر سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا اور اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منافی نہیں۔ قرآن حکیم کی متعدد آیات اور احادیث متواترہ سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور شادی کریں مسلمانوں کے ساتھ رہ کر وفات پا جائیں گے چونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت پر ہی عمل کریں گے اور امت محمدیہ سے بھی اسی شریعت پر عمل کرائیں گے وہ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

نئی نبوت لے کر نہیں آئیں گے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی ملت پر ہوں گے صحیح بخاری، ومسلم وغیرہ میں تمام کتب حدیث میں حضرت ابو ہریرہ ؓ کی یہ روایت اسناد صحیح کے ساتھ آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاءؑ کی مثال اس شخص جیسی ہے کہ جس نے ایک محل تعمیر کیا ہو اور اس کو خوب مضبوط اور مزین کیا ہو مگر اس کے ایک گوشے میں دیوار کی ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی ہو لوگ اس کو دیکھنے کے لئے اس میں چلیں پھریں اور تعمیر کو پسند کریں مگر سب یہ کہیں گے کہ اس مکان بنانے والے نے یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی جس سے تعمیر بالکل مکمل ہو جاتی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (قصر نبوت کی) وہ آخری اینٹ میں ہوں اور بعض الفاظ حدیث میں ہیں کہ میں نے اس خالی جگہ کو پُر کر کے قصر نبوت کو مکمل کر دیا۔''

صحیح بخاری ومسلم اور مسند احمد وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ ؓ کی ایک دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بنی اسرائیل کی سیاست اور انتظام خود انبیاء کے ہاتھ میں تھا جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو دوسرا نبی اس کا قائم مقام ہو جاتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ میرے خلیفہ ہوں گے جو بہت ہوں گے۔''

حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے نبی پیدا ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸ بحوالہ تحفہ قادیانیت ص ۱۹ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب

ہم سے پہلے دی گئی۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنا آخری نبی ہونا اور اپنی امت کا آخری امت ہونا بیان فرمایا ہے۔

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نبیوں کا قائد ہوں اور فخر سے نہیں کہتا اور میں نبیوں کا خاتم ہوں اور فخر سے نہیں کہتا اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور فخر سے نہیں کہتا۔

(سنن دارمی ص ۳۱ ج ۱، کنز العمال ص ۱۰۱ ج ۱۱، بحوالہ تحفہ قادیانیت ص ۴۲ ج ۱)

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۹۷)

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی ؓ سے فرمایا: ''تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ

صاحبِ قرآن ﷺ!

جب سعد بن ہشام نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ مجھے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیے تو آپؓ نے جواب میں فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ عرض کیا پڑھتا ہوں فرمایا'' آنحضرت ﷺ کا اخلاق

Toobaa-elibrary.blogspot.com

قرآن تھا'' آنحضرت ﷺ کا ہر قول وفعل ہر حال وقال، ہر طور وطریق اور ہر خلق وطرز عمل قرآن کریم کے مطابق تھا آپ ﷺ کی حیات مبارکہ مکمل طور پر قرآن حکیم میں ڈھلی ہوئی تھی۔

تھے اخلاق عظیمہ آپ ﷺ کے آئینہ قرآن
خوشی ناخوشی سب میں اسی کے تابع فرمان

حق تعالیٰ شانہٗ نے نبی امی ﷺ کو معلم انسانیت بنایا آپ ﷺ کا ہر قول فعل مرضی الٰہی کے سانچے میں ڈھل کر نکلتا ہے گویا نبی ﷺ کا قول وفعل خود رضائے الٰہی کا پیمانہ بن جاتا ہے چونکہ نبی ﷺ کی پوری شخصیت سراپا مرضی الٰہی بن جاتی ہے اس لئے آپ ﷺ ذات پاک کو اہل ایمان کے لئے اسوۂ حسنہ (بہترین نمونہ) قرار دیا گیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(سورۃ الاحزاب: ۲۱)

آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور آپ ﷺ کی سنت مطہرہ ہی وہ شریعت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قائم کیا اور یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس پر چلنے کی توفیق کی دعا ہر مسلمان اپنی نماز میں اللہ رب العزت سے مانگتا ہے آپ ﷺ کی اطاعت شرطِ ایمان ہے اور آپ ﷺ کی اطاعت سے انحراف کفر ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ (سورۃ النساء: ۸۰)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ

وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

(قاضی عیاضؒ نے ''شفاء'' میں امام حسن بصریؒ کا ارشاد نقل کیا۔ بحوالہ ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول ص ۹۷)

اللہ پاک نے اپنا دین آپ ﷺ پر کامل کردیا

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا .

ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام ہی کو پسند کیا۔

یہ آیت نبی کریم ﷺ کے آخری حج حجۃ الوداع میں جمعہ کے دن ۹ ذوالحج کو نازل ہوئی اور اس کے بعد آنحضرت ﷺ ۸۰، ۸۱ دن دنیا میں رونق افروز رہے اور اس آیت شریفہ کے بعد کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے دین کے ہمہ وجوہ کامل ہونے اور نعمتِ خداوندی کے پورا ہونے کا اعلان فرمادیا اور چونکہ قیامت تک کے لئے دین کے مکمل ہونے کا اعلان کردیا گیا اس لئے یہ اعلان آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی بھی دلیل ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

''یہ اس اُمت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کے لئے دین کو کامل فرمایا لہٰذا امت محمدیہ نہ اور کسی دین کی محتاج ہے نہ اور کسی نبی کی اور اس

Toobaa-elibrary.blogspot.com

لئے اللہ پاک نے آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء بنایا اور تمام جن و بشر کی طرف مبعوث فرمایا۔ (ابن کثیر ج ۲ صفحہ ۱۳ بحوالہ تحفہ قادیانیت ص ۱۰ جلد ۲)

اس آیتِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ قیامت تک کے لئے تمام انسانوں اور جنوں کے لئے رسول ہیں اور آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے سلسلۂ نبوت شروع ہوا تو اعلان ہوا کہ:

يَا بَنِيْ اٰدَمَ اِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ.

ترجمہ: اے اولادِ آدم کی! اگر تمہارے پاس میرے پیغمبر آئیں جو تم ہی میں سے ہوں گے جو میرے احکام تم سے بیان کریں گے۔ (سورۃ الاعراف آیت ۳۵)

لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو خاتم الانبیاء بنی اسرائیل ہیں ان کی زبان مبارک سے یہ اعلان فرما دیا گیا کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جن کا نام نامی اور اسم گرامی احمد ہوگا۔ (ﷺ)

جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

"وَمُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ م بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ"

ترجمہ: اور میرے بعد ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام (مبارک) احمد ہوگا میں ان کی بشارت دینے والا ہوں۔

(سورۂ صف آیت ۶)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف ایک رسول کا آنا باقی تھا

اور وہ ہیں حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ ان کی تشریف آوری کے بعد قیامت تک ان کے علاوہ کسی نبی و رسول کی آمد متوقع نہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ط (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۴۰)

رسولِ اکرم ﷺ کے محاسنِ اخلاق:

حضور اکرم ﷺ اللہ رب العزت سے یہی دعا فرماتے:

"اللّٰهم احسن خَلقى و خُلقى"

کہ اے اللہ میرا ظاہر و باطن اچھا فرما دے۔

"اَللّٰهم جنبنى منكرات الاخلاق"

اے اللہ مجھے برے اخلاق سے دور رکھ۔

اللہ پاک نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور اپنا وعدہ پورا فرمایا "تم مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا۔" اور آپ ﷺ پر اپنا کلام قرآن مجید نازل فرمایا اور اس سے آپ ﷺ کو ادب سکھایا آپ ﷺ کا خُلق قرآنِ مجید ہے اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو یوں سکھایا۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ.

ترجمہ: اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم کرو اور جاہلوں سے منہ پھیرو۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اور فرمایا۔

" ولمن صبر وغفران ذٰلک لمن عزم الامور

ترجمہ: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

اور فرمایا:

"فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ"

ترجمہ: انہیں معاف کردو اور انہیں معاف کردو اور ان سے درگذر کرو بے شک اوصاف والے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔

اور فرمایا:

"وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ

ترجمہ: چاہئے معاف کردیں اور درگذر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔

باری تعالیٰ نے قرآنِ مجید سے آپ ﷺ کو تعلیم دی اور مخلوق کو آپ ﷺ کے ادب کی تعلیم دی گئی اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو مکمل کروں پھر آپ ﷺ نے مخلوق کو محاسنِ اخلاق کی ترغیب دی جب اللہ پاک نے آپ ﷺ کا خلق کامل کردیا تو تعریف فرمائی کہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ آپ کی بڑی شان ہے اور کتنا کامل احسان اور کیسا فضلِ عظیم اور لطفِ عمیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کو خلق سے آراستہ کیا پھر خود ہی

تعریف فرماتا ہے اور خلق کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے کہ بڑے خلق والے ہیں۔ (بحوالہ احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۶۴۰ _ ۶۴۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ط

کفارِ قریش نے آپ ﷺ کو کاہن اور جادوگر کہا:

فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ

ترجمہ: اے پیغمبر! آپ اپنے پروردگار کے فضل سے کاہن ہیں نہ مجنون۔ (سورۃ طور آیت ۲۹)

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ

ترجمہ: اور یہ کسی کاہن کی بات نہیں ہے۔ (سورۃ حاقہ آیت ۴۲)

کفارِ قریش آنحضرت ﷺ سے معجزوں کے طالب ہوتے مگر معجزے دیکھتے تو کاہن اور جادوگر کہنے لگتے، عرب میں پیشن گوئی کاہن کیا کرتے تھے، آنحضرت ﷺ کی پیشن گوئیوں کو دیکھ کر معاندین نے آپ ﷺ کو کاہن کا خطاب دیا تھا جس پر اللہ رب العزت نے یہ فرمایا کہ وہ کاہن نہیں ہیں۔

جب معجزہ شق القمر دکھایا تو کفار نے اس کو بھی جادو کہا اور دوسرے معجزات دیکھ کر بھی یہی کہتے رہے کہ یہ جادو ہے اور حضرت محمد ﷺ جادوگر ہیں۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾

Toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: نزدیک آگئی قیامت اور چاند پھٹ گیا اور اگر وہ کوئی نشانی بھی دیکھیں تو منہ پھیر لیں اور کہیں گے کہ یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ (سورۃ القمر آیت ۱-۲)

اور فرمایا:

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ

ترجمہ: حق کے منکرین کے پاس جب حق آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ (سورۃ احقاف آیت ۷)

اللہ پاک نے اپنے نبی کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

ایک دفعہ معجزہ ان کو دکھایا گیا تو ان کا شبہ رفع نہ ہوا پھر دوسرا معجزہ طلب کرتے ہیں قرآن پاک کہتا ہے کہ اب بھی ان کو تسلی نہ ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(رواہ ابوسعید ﷺ۔ مسند احمد حدیث ۱۷۰۰۴)

ذاتِ نبوی (ﷺ) کی حفاظت:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا

ترجمہ: اپنے رب کے حکم کا انتظار فرمائیے کہ آپ تو ہماری

آنکھوں کے سامنے ہیں۔ (سورۃ طور آیت ۴۸)

انبیائے کرامؑ جب دنیا میں تشریف لاتے ہیں اور دنیا کی جہالت وظلمت، گناہ ومعصیت کے خلاف اپنا جہاد شروع کرتے ہیں تو ہزاروں انسان اُن کے خون کے پیاسے ہوجاتے ہیں۔ بس صرف اللہ تعالیٰ ہی ساتھ ہوتا ہے جو اُن کی تسکین اور نصرت کا سہارا ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نمرود کے دربار میں، حضرت موسیٰؑ فرعون کے دربار میں اور حضرت عیسیٰؑ رومیوں اور یہودیوں کی عدالت میں ایک ہی عمل (دعوتِ توحید) کے مجرم تھے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیغام کی بقاوقیام کا جس کے لئے وہ پیغمبر کو مبعوث کرتا ہے خود ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے اس بے کسی اور بے چارگی کے عالم میں اس کی زندگی کا وہی محافظ اور نگہبان ہوتا ہے کہ وہ بے خوف وخطر اپنے فرائض انجام دے سکیں، چنانچہ آنحضرت ﷺ کو شروع ہی میں تسکین دے دی گئی۔ جب آنحضرت ﷺ نے دعوتِ حق کا آغاز کیا تو مکہ کا بچہ بچہ آپ ﷺ کا دشمن ہوگیا، آپ ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی گئیں آپ ﷺ کے خلاف سینکڑوں منصوبے بنائے گئے اور آپ ﷺ کے قتل کی سازشیں کی گئیں، تلواریں زہر میں بجھا کر رکھی گئیں، سوتے میں آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا گیا، میدانِ جنگ میں آپ ﷺ پر نرغہ کیا گیا، کمین گاہوں سے آپ ﷺ پر حملے کئے گئے۔ آپ ﷺ کے سر مبارک پر پتھر گرانے کی تدبیر سوچی گئی، کھانے میں زہر دیا لیکن قرآن پاک کا یہ اعلان کتنا صحیح ثابت ہوا

"اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ"

ترجمہ: تیرے پروردگار نے لوگوں کو گھیر رکھا ہے کہ تجھ پر دسترس پائیں۔ (سورۂ اسراء)

یہ خود ایک معجزہ ہے کہ ان تمام ہنگاموں، فتنوں اور سازشوں کے عالم میں آپ ﷺ نے بحفاظت تمام اپنے فرض کو انجام تک پہنچایا۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک دفعہ ابو جہل نے ارادہ کیا کہ اگر اب وہ آپ ﷺ کو سجدہ میں دیکھے گا تو آپ ﷺ کی پیشانی کو رگڑ دے گا، جب وہ اس ارادے سے آگے بڑھا تو جھجک کر پیچھے ہوگیا، لوگوں نے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان آگ کی خندق حائل ہے چند پروالی ہستیاں کھڑی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے اڑا دیتے۔
(صحیح مسلم)

اور جس وقت آپ ﷺ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو قریش کے تمام خاندانوں نے مل کر آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کرلیا۔

قریش کے بہادر رات بھر آپ ﷺ کا انتظار کرتے رہے اور آپ ﷺ اُن کے سامنے سے نکل کر چلے گئے اور ان کی آنکھوں پر قدرت نے مہر لگا دی، زبان مبارک پر یہ آیت تھی

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا
فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (٩)

ترجمہ: اور ہم نے اُن کے آگے اور پیچھے دیواریں کھڑی کردیں (ان کی آنکھوں پر) پردہ ڈال دیا کہ وہ نہیں دیکھتے ہیں۔
(سورۂ یٰسین)

شروع شروع میں جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو صحابہ ﷺ جانثاری کی بنا پر راتوں کو آپ ﷺ کے گرد پہرہ دیا کرتے تھے، ایک رات صحابہ ﷺ آپ ﷺ کے خیمہ کے گرد پہرہ دے رہے تھے کہ آیت نازل ہوئی۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے تیری حفاظت کرے گا۔ (سورۂ مائدۃ)

آپ ﷺ نے اسی وقت خیمہ سے باہر سر نکالا اور جو صحابہ پہرہ دے رہے تھے ان سے فرمایا کہ لوگو! واپس جاؤ خدا تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ خود اپنے ذمہ لے لیا ہے یہ وعدہ حفاظت ہزار ہا مشکلات اور خطرات کے باوجود بھی پورا ہوتا رہا۔
(بحوالہ سیرت النبی ﷺ جلد۳ صفحہ ۱۳۰-۱۰۳)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

خواب میں کفار کا کم دیکھنا:

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِىْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا وَّلَوْ اَرٰكَهُمْ
كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
سَلَّمَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (٤٣)

ترجمہ: خدا تعالیٰ کے احسان کو یاد کرو جب وہ تجھ کو تیرے خواب میں اُن کافروں کو تھوڑا دکھا رہا تھا اگر تم کو زیادہ کر کے دکھاتا تو تم ہمت ہار دیتے اور لڑائی کے بارے میں آپس میں اختلاف کرتے لیکن خدا تعالیٰ نے بچا لیا بے شک خدا تعالیٰ سینوں کے راز جانتا ہے۔ (سورۂ انفال آیت ۴۳)

ہجرت کے بعد جب سب سے بڑا معرکہ پیش آیا وہ غزوۂ بدر کا تھا جس میں ایک طرف تین سو تیرہ مسلمان تھے جو ہتھیاروں سے بھی پورے آراستہ نہ تھے۔ دوسری

Toobaa-elibrary.blogspot.com

طرف ایک ہزار قریش کی لوہے میں غرق فوج تھی، دنیا قیاس کر سکتی ہے کہ اس جنگ کا خاتمہ کس کے حق میں ہوتا؟ لیکن یہ چونکہ اسلام کی ہمیشہ کے لئے موت وحیات کی ساعت تھی اس لئے کارساز قدرت نے اپنی عجیب وغریب نشانیوں سے حق کو فتح اور باطل کو شکست دی، غزوۂ بدر سے پہلے آنحضرت ﷺ کو اس معرکہ کا نقشہ عالم رؤیا میں دکھایا گیا اور اس میں کفار کی تعداد بہت کم دکھائی گئی تھی، جوان کی ذلت اور شکست کی طرف اشارہ تھا، مسلمانوں نے جب یہ خواب سنا تو ان کی ہمت بندھی اور ان کا حوصلہ بلند ہوگیا اور اللہ پاک نے مسلمانوں کو بزدلی اور کم ہمتی سے بچالیا اور باہمی اختلاف سے محفوظ رکھا اور مسلمان غالب ہوئے اور فتح پائی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْهِ وَ صَلِّ عَلَیْهِ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ.

آنحضرت ﷺ کو ادب سے بلانے کی تلقین

دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی قومیں اپنے نبیوں کا نام لیتی تھیں یعنی نام لے کر بلاتی تھیں جیسا کہ (سورۃ المائدۃ آیت ۱۱۲) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ.

ترجمہ: اور جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب یہ کر سکتا ہے کہ ہمارے اوپر آسمان سے دسترخوان نازل فرمادے۔

سورۂ ہود آیت ۵۳ میں حضرت ہود علیہ السلام کو:

قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ وَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ.

ترجمہ: وہ بولے اے ہود! تم ہمارے پاس (اللہ تعالیٰ کی) کوئی سند لے کر نہیں آئے اور محض تمہارے کہنے سے نہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں اور نہ تم پر ایمان لانے والے ہیں۔

سورۂ ہود آیت ۶۲ میں حضرت صالح علیہ السلام کو

قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ﴿۶۲﴾

ترجمہ: وہ کہنے لگے اے صالح! اس سے پہلے تو ہمیں تم سے بڑی اُمیدیں وابستہ تھیں کیا تم ہمیں اُن چیزوں کی عبادت کرنے سے روکتے ہو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے اور بلاشبہ ہم اس بات کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو یہ شک تردد میں ڈالنے والا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام سے (سورۂ ہود آیت ۸۷)

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ط اِنَّکَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ﴿۸۷﴾

ترجمہ: وہ (گستاخ) بولے اے شعیب! کیا تمہاری نماز تم کو یہ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

سکھاتی ہے کہ ہم ان کی پرستش چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں یا یہ (چھوڑ دیں) کہ ہم اپنے مال میں جس طرح چاہیں تصرف کریں (جاؤ اپنی راہ لو، اپنا دین اپنے پاس رکھو) تم ہی تو بڑے باوقار نیک چلن (رہ گئے) ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ''سورۃ البقرۃ'' آیت ۵۵ میں

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو سامنے (بالکل واضح طور پر) نہ دیکھ لیں پھر (تمہاری گستاخی پر) تم کو بجلی (کی کڑک) نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے (تم دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے)

لیکن اللہ پاک نے سورۂ نور کی آیت ۶۳ کے پہلے جزو میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کو تو خیر اور احترام کی تلقین فرمائی اور اپنے بندوں کو حکم دیا کہ:

لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ۔

ترجمہ: تم لوگ رسول کو بلانے کو ایسا (ہرگز) نہ سمجھنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

سورۃ الحجرات آیت ۲ میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آواز کو پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور ان سے اس طرح زور سے نہ بولو جیسے آپس میں زور سے بولتے ہو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اس طرح بیٹھتے تھے کہ جیسے ان کے سروں پر پرندے ہیں آپ ﷺ کے سامنے بلند آواز نہیں بولتے تھے اور آپ ﷺ سے کچھ دریافت کرتے تو ادب کے ساتھ معلوم کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ السَّارِیْ فِیْ جَمِیْعِ الْاٰثَارِ وَالْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ ط

(احسن الکلام فی فضائل الصلوٰۃ والسلام)

آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیائے کرام

حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾

Toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو (سب) سجدے میں گر گئے سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا اور اپنے کو بڑا سمجھا اور (وہ) تھا (ہی) کافروں میں سے۔

حضور اکرم ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوا:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی نبی (ﷺ) پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ ط

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں

۱) ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورۃ الشعراء آیت ۸۷ میں رب سے دعا کی:

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾

اور (اے میرے رب)! اس دن مجھے رسوا نہ کرنا جس دن لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔

آنحضرت ﷺ کو اللہ ﷻ نے سورۃ التحریم آیت ۸ میں بشارت دی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۔ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٨﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو تو تمہارا رب تمہارے گناہوں کا کفارہ فرمادے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جس دن اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو اور ان کو رسوا نہ فرمائے گا جو اہلِ ایمان اُن کے ساتھ ہیں، اُن کا نور اُن کے سامنے اور داہنی طرف دوڑتا ہوگا وہ عرض کرتے ہوں گے کہ ہمارے رب ہمارے نور کو پورا فرمادے اور ہماری مغفرت فرمادے بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

۲) ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی:

اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾

ترجمہ: اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن کی جگہ بنادے اور مجھ کو اور میری اولاد کو اس واسطے سے دور رکھ کہ ہم بتوں کی پرستش کرنے لگیں۔

(سورۂ ابراہیم آیت ۳۵)

رسول اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے اللہ پاک نے (سورۃ الاحزاب) آیت ۳۳ میں فرمایا:

Toobaa-elibrary.blogspot.com

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ
الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ
اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا ۝

ترجمہ: اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو قدیم جہالت کے دستور کے موافق نہ پھرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم سے گندگی کو دور فرمادے اور تم کو اچھی طرح پاک کردے۔

۳)......حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی:

وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ۝

ترجمہ: اور مجھے ان میں شامل فرمادے جو نعمت والی جنت ”جنت نعیم“ کے وارث ہوں۔ (سورۂ شعراء آیت ۸۵)

سورۃ الکوثر میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب آنحضرت ﷺ کے لئے فرمایا:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ (ﷺ) کو کوثر عطا فرمائی

۴)......حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ پاک سے دعا فرمائی:

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ

ترجمہ: اور (اے میرے رب) میرے بعد آنے والی اُمتوں

میں میرا ذکر خیر جاری رکھ۔

اللہ پاک نے نبی پاک ﷺ کے لئے سورۃ الم نشرح آیت ۴ میں فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

ترجمہ: اور ہم نے آپ (ﷺ) کا ذکر بلند کیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

سورۂ طٰہٰ آیت ۲۵ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ

ترجمہ: اے میرے رب میرا سینہ کھول دے

اور رسول اکرم ﷺ کے لئے اللہ رب العزت نے سورۂ الم نشرح آیت ا میں فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ

ترجمہ: (اے محبوب) کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا

حضرت ادریس علیہ السلام راست گو نبی تھے

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِدْرِیْسَ اِنَّهٗ کَانَ صِدِّیْقًا
نَّبِیًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَکَانًا عَلِیًّا ﴿۵۷﴾

ترجمہ: اور کتاب میں ادریس کو یاد کیجئے وہ بہت راست گو نبی تھے اور ہم نے ان کا درجہ بلند کیا۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

نبی پاک ﷺ کے لئے اللہ پاک نے سورۃ النمل آیت ۹ میں فرمایا:

فَتَوَکَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّکَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِیْنِ.

ترجمہ: پس آپ (ﷺ) اللہ پر بھروسہ رکھیں بے شک آپ ہی صریح حق پر ہیں۔

سورۃ الم نشرح آیت ۴ میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

ترجمہ: اور ہم نے آپ (ﷺ) کا ذکر بلند کیا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ

انبیائے کرامؑ کا خود اپنے پر لگائے ہوئے اعتراضات کا جواب دینا

اللہ رب العزت نے مختلف اقوام میں نبی مبعوث فرمائے تاکہ وہ راہ راست پر آ جائیں مگر انہوں نے انبیائے کرامؑ کو دکھ اور تکلیفیں دیں اور ان پر اعتراضات کئے جن کے جوابات خود انبیائے کرامؑ دیتے تھے مگر اللہ کے محبوب رسول اللہ ﷺ کے لئے جو کافروں نے اعتراضات کئے ان کے جوابات اللہ پاک نے خود دیئے۔

انبیائے کرام علیہم السلام نے جو اپنی قوم کے اعتراضات کے جوابات دیئے اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

''سورۃ الاعراف آیات ۶۰۔۶۱ میں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اُن سے کہا:

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۰﴾

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۱﴾

ترجمہ: ان کی قوم کے سردار کہنے لگے کہ ہم تو تم کو کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں انہوں نے کہا ''اے میری قوم، میں ہرگز بہکا ہوا نہیں ہوں بلکہ سارے جہاں کے پروردگار کا رسول ہوں۔

سورۃ اعراف آیت ۶۶۔۶۷ میں حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ﴿۶۶﴾

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۷﴾

ترجمہ: تم ہمیں نادان نظر آتے ہو اور ہم تم کو جھوٹا خیال کرتے ہیں تو حضرت ہودؑ نے جواب دیا ''اے میری قوم، مجھ میں کچھ کم عقلی نہیں میں تو رب العالمین کا رسول ہوں۔

سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۰۱۔۱۰۲ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا مکالمہ ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾

Toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کھلی ہوئی نو (۹) نشانیاں عطا کیں سو آپ بنی اسرائیل سے پوچھ لیجئے، جب موسیٰ (علیہ السلام) ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ بلاشبہ میں تیرے بارے میں یہ گمان کرتا ہوں کہ کسی نے تجھ پر جادو کر دیا ہے موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا ''تو ضرور جانتا ہے کہ یہ چیزیں آسمانوں اور زمین کے پروردِگار ہی نے نازل فرمائی ہیں اور بصیرت کا ذریعہ ہیں اور اے فرعون میں تیرے بارے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تو ہلاک ہو جانے والا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے جب اُن پر اعتراضات کئے تو شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾

ترجمہ: وہ کہنے لگے اے شعیب جو باتیں تم کہتے ہو ان میں اکثر ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور بلاشبہ ہم دیکھ رہے ہیں تم ہمارے درمیان کمزور ہو اور اگر تمہارا خاندان نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے اور ہمارے نزدیک تم کچھ عزت والے نہیں ہو۔ شعیب علیہ السلام نے کہا ''اے میری قوم کیا میں میرا خاندان

تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر زیادہ عزت والا ہے اور اسی اللہ کو تم نے پس پشت ڈال دیا (اسی کو بھول گئے جو واقعی غلبے والا ہے) بے شک میرے رب کے علم میں ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔'' (سورۂ ہود آیت ۹۱۔۹۲)

اب جو کفارِ مکہ نے حضور ﷺ پر اعتراضات کئے اور اللہ پاک نے اُن کے جوابات کس طرح دیئے اُن کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

جب کفارِ مکہ نے آپ ﷺ کو مجنون کہا:

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾

ترجمہ: اور کہتے ہیں کہ اے وہ شخص جس پر قرآن اترا ہے تو تو دیوانہ ہے۔ (سورۃ الحجر آیت ۶)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ القلم آیت ۲ میں جواب دیا:

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ

ترجمہ: آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں

سورۃ الانفال آیت ۳۱ کے مطابق کفار نے کہا:

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اور جب اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے سن لیا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسی (آیتیں)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کہہ لیں، یہ سوائے اگلے زمانے کے قصوں (اور کہانیوں) کے ہیں ہی کیا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۸۸ میں جواب دیا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا
بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾

ترجمہ: آپ فرما دیجئے اگر (تمام) انسان اور جن اس بات پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا لے آئیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے (کتنی ہی) مدد کیوں نہ کریں۔

سورۂ فرقان آیت ۷ کے مطابق کفار کا یہ کہنا:

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ
فِی الْاَسْوَاقِ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ
نَذِیْرًا ﴿۷﴾

ترجمہ: اور کافر یہ کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے کہ یہ کھانا کھاتا ہے بازاروں میں چلتا پھرتا ہے (اگر وہ رسول ہی تھا تو) اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا کہ وہ اس کے ساتھ رہ کر ڈراتا۔

اسی سورت کی آیت ۲۰ میں اللہ پاک نے کفار کے اس اعتراض پر فرمایا:

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ
لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا

بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ وَكَانَ رَبُّكَ
بَصِیْرًا ﴿۲۰﴾

ترجمہ: اور ہم نے آپ (ﷺ) سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کے سب (انسان تھے انسانوں کی طرح) کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور (لوگو) ہم نے (اس دنیا میں) تم کو ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے آیا تم ثابت (قدم) بھی رہتے ہو (یا نہیں) اور بے شک آپ کا رب سب کچھ دیکھتا ہے۔

جب لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی ہدایت پہنچی تو انہوں نے یہ اعتراض کیا:

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤی اِلَّاۤ
اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾

ترجمہ: اور لوگوں کو جب اُن کے پاس ہدایت پہنچی تو صرف اس بات نے اُنہیں ایمان لانے سے روکا کہ انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۹۴)

اللہ پاک نے جواب میں سورۂ بنی اسرائیل آیت ۹۵ میں فرمایا:

قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ
لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾

ترجمہ: آپ (ﷺ) فرما دیجئے اگر فرشتے زمین پر چلتے اور رہتے ہوتے تو ہم ضرور کسی فرشتہ ہی کو آسمان سے ان کے پاس رسول بنا کر بھیجتے۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

سورۂ رعد آیت ۴۳ میں مشرکین کہتے:

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا

ترجمہ: اور (اے رسول) منکر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں۔

اللہ پاک نے سورۂ یٰسین آیت ۱، ۲، ۳ میں جواب دیا:

يٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾

ترجمہ: یٰسین، قسم ہے حکمت والے قرآن کی بلاشبہ آپ (ﷺ) پیغمبروں میں سے ہیں۔

فترۃ الوحی (وقفہ وحی) کے دوران مشرکین نے کہا کہ محمد ﷺ کو اس کے رب نے چھوڑ دیا اللہ رب العزت نے ان خرافات کے جواب میں سورۃ الضحیٰ کی آیت ۳ میں فرمایا:

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

ترجمہ: نہ آپ کے رب نے آپ (ﷺ) کو چھوڑا نہ آپ (ﷺ) سے ناراض ہوا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَمُسْتَحِقُّهٗ

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کی بیت اللہ سے نسبت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر بیت اللہ تعمیر کیا:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾

ترجمہ: اور ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (اور دعا کر رہے تھے) اے ہمارے پروردگار ہماری یہ سعی قبول فرما بے شک تو سننے والا اور ہماری نیتوں کا جاننے والا ہے۔ (سورۂ البقرۃ آیت ۱۲۷)

رسول اللہ ﷺ نے اللہ رب العزت سے کعبہ کو قبلہ بنانے کی طلب کی جسے اللہ پاک نے شرفِ قبولیت بخشا۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۴۴ میں ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) بے شک ہم نے آپ کے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ لیا ہے (ہم آپ کی تڑپ سے باخبر ہیں) پس بے شک ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس کو آپ پسند کرتے ہیں اب اپنا منہ (نماز میں) مسجد الحرام (خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لیجیے اور (اے مسلمانو!) تم

Toobaa-elibrary.blogspot.com

جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ اس کی طرف پھیر لیا کرو اور بے شک یہ اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ (تحویل قبلہ کا) یہ (حکم) ان کے رب کی طرف سے برحق ہے اور اللہ ان کے کاموں سے بے خبر نہیں جو وہ کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ ان کی حرکتوں کو دیکھتا ہے اور ان کو اپنے کئے کی سزا ضرور بھگتنی پڑے گی)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِکَ، وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَذَالِکَ

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کے لئے آگ بجھانے کا ذکر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ پاک نے سورۃ الانبیاء آیت ۶۹ میں فرمایا:

قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ﴿۶۹﴾

ترجمہ: ہم نے حکم دیا اے آگ تو ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔

حضور اکرم ﷺ کی بابت سورہ المائدۃ کی آیت ۶۴ کے آخری جزو میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

"کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ"

ترجمہ: انہوں نے جب کبھی لڑائی کی آگ جلائی اللہ تعالیٰ نے اسے بجھادیا۔

یہودیوں کا جنگ کی آگ کو جلانا یعنی مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ تحریک چلاتے رہنا اور اُن سے لڑنے کی تیاریاں کرتے رہنا ان کی اس تیاریوں کو اللہ پاک کامیاب نہیں ہونے دیتے وہ مغلوب ہو جاتے اور شکست کا منہ دیکھتے۔ یہودیوں نے ہر موقع پر شکست کھائی، بنو قریظہ مقتول ہوئے اور بنو نضیر مدینہ منورہ سے خیبر کو جلاوطن کئے گئے پھر خیبر میں بھی ان پر چڑھائی کی گئی اور وہ وہاں مغلوب اور مقہور ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ

آپ ﷺ کی بعثت عامہ کا اعلان:

حضرت نوح علیہ السلام کی شان میں قرآن کی سورۃ ہود آیت ۲۵ کے پہلے جزو میں آیا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ

ترجمہ: "ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا"

سورۃ الاعراف میں آیت ۶۵ (پہلا جزو) میں حضرت ہود علیہ السلام کے لئے آیا ہے

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ط

ترجمہ: اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (رسول بنا کر بھیجا)

سورۃ الاعراف کی آیت ۷۳ کے (پہلے جزو) میں ہے:

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا

ترجمہ: اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

سورۃ الاعراف آیت ۸۵ میں حضرت شعیب علیہ السلام کے لئے فرمایا:

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا

ترجمہ: اور مدین کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔

حضور اکرم ﷺ کے لئے سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸ میں آیا ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

ترجمہ: ”آپ فرمادیجئے کہ اے لوگو! بلاشبہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جس کے لئے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے کلمات پر اور اس کا اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاجاؤ“

سیدنا محمد ﷺ کو جو اللہ تعالیٰ نے خصوصی امتیازات اور فضائل عطا فرمائے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت عام ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔

۱)...... رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ایک ماہ کی مسافت تک دشمن مجھ سے ڈرتے

ہیں۔

۲)...... پوری زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنادی گئی (کہ مسجد کے علاوہ بھی ہر پاک جگہ پر نماز ہو جاتی ہے، پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم سے حدث اصغر اور حدث اکبر دور ہو جاتے ہیں) میری اُمت کے جس شخص کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لے۔

۳)...... میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیئے گئے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے حلال نہیں کیئے گئے۔

۴)...... اور مجھے شفاعت عطا کی گئی (یعنی شفاعت کبریٰ جو قیامت کے دن ساری مخلوق کے لئے ہوگی)

۵)...... اور مجھ سے پہلے نبی خاص کر اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں (عامۃ) عام انسانوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

(رواہ البخاری ص ۴۸ ج ۱ بحوالہ انوار البیان ج ۴ ص ۷۳، ۷۴)

حضرت آدم علیہ السلام کے حوالے سے قرآن میں درخت کا ذکر

قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کے حوالے سے بہشت کے ایک درخت کا ذکر ہے۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: اور ہم نے کہا اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہا

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کرو اور تم دونوں جو چاہو جہاں کہیں سے چاہو کھاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

(سورۃ البقرہ آیت ۳۵)

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے حوالے سے جس درخت کا ذکر قرآن میں آیا ہے وہ وہ درخت ہے جس کے نیچے آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت لی تھی۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ
السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿۱۸﴾

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ مؤمنوں سے خوش ہوا جب وہ درخت کے نیچے آپ (ﷺ) سے (جہاد کے لئے) بیعت کر رہے تھے پس اللہ تعالیٰ نے (وہ صدق وخلوص) جو ان کے دلوں میں تھا جان لیا پھر ان (کے دلوں) پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو جلد ہی ایک فتح انعام فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَإِبْرَاهِيمَ
خَلِيلِكَ

حضرت یوسف علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کے خواب کا ذکر

حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا ذکر سورۂ یوسف آیت ۴ میں ہے

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ
كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ﴿۴﴾

ترجمہ: جب یوسف علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا کہ اے ابا میں نے (خواب) میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے حدیبیہ کی طرف جانے سے پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ ﷺ معہ صحابہ کرام ﷺ سر منڈوائے ہوئے کعبۃ اللہ میں داخل ہو رہے ہیں اللہ پاک نے اگلے سال ہی یہ خواب سچ کر دکھایا۔

رسول اللہ ﷺ کے خواب کا ذکر سورۃ الفتح آیت ۲۷ میں آیا ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ
رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ
تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿۲۷﴾

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو سچا خواب دکھایا جو واقع کے مطابق ہے انشاء اللہ تم مسجد حرام میں امن وامان کے ساتھ داخل ہو گے اور اپنے بالوں کو کتروانے والے ہو گے تمہیں کوئی خوف نہیں ہو گا سو اللہ تعالیٰ نے جان لیا جو تم نے نہیں جانا، سو اس سے پہلے (یعنی فتح مکہ سے پہلے) عنقریب ہی ایک فتح نصیب فرمادی (یعنی خیبر کو فتح فرما دیا اور وہاں کے اموال غنیمت شرکاء حدیبیہ کو مل گئے)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ
عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ، وَصَلِّ عَلٰی
قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ۔

پروردگارِ عالم کی رحمت کا ذکر

سورۂ مریم آیت ۲ میں پروردگار عالم کی اس رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر فرمائی۔

ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَهٗ زَکَرِیَّا ﴿۲﴾

ترجمہ: یہ آپ کے پروردگار کی رحمت کا بیان ہے (جو اس نے) اپنے (برگزیدہ) بندے زکریا پر (کی تھی)

یہ رحمت اس وقت ہوئی جب انہوں نے اپنے رب سے اولاد کی دعا مانگی جو اللہ ﷻ نے قبول فرمائی اور انہیں فرشتے کے ذریعے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی۔

رسول اللہ ﷺ کے لئے سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۷ میں ہے۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ اِنَّ فَضْلَهٗ کَانَ عَلَیْکَ کَبِیْرًا ﴿۸۷﴾

ترجمہ: تیرے رب کی رحمت ہے اور اس کا فضل تجھ پر بڑا ہے

سورۂ انبیاء آیت ۱۰۷ میں ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: اے رسول (ﷺ) ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے

لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَکُوْنُ لَکَ رِضًا وَلِحَقِّهٖ اَدَاءً۔

آپ ﷺ کی یادداشت

آپ ﷺ جو محسن انسانیت ہیں کی سیرت مبارکہ پر پچاس ہزار سے زیادہ کتب لکھی جا چکی ہیں جن میں پندرہ سو صرف یورپی زبانوں میں ہیں لاکھوں مقالات آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر لکھے جا چکے ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی آپ ﷺ کے اوصاف بیان کئے گئے۔

اللہ کی آخری کتاب جو وقتاً فوقتاً تقریباً ۲۳ سال تک حضرت جبریل امین کے ذریعے نازل ہوتی رہی کبھی صرف ایک آیت تو کبھی پوری سورت کبھی تنہائی میں کبھی صحابہ ؓ کے درمیان اور اس کے بارے میں یہ حال کہ تیئس (۲۳) سال تک صرف اور صرف یادداشت پر انحصار اور اس پر یہ حال کہ دل میں خیال بھی نہیں آیا کہ شاید یادداشت میں کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ یہ اطمینان کس بات پر؟ قرآن کی اس یقین دہانی پر کہ قرآن نازل کرنے والا فرما رہا ہے کہ ہم نے ہی اسے نازل کیا اور ہم ہی اس کے حفاظت کے ذمہ دار ہیں ہر سال ماہ رمضان میں ایک بار اور زندگی کے آخری سال دو مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت جبریل امین کو قرآن سنایا یہ بھی خیال ظاہر کیا کہ شاید یہ میرا آخری رمضان ہو۔ (موازنہ حق و باطل ص ۶۰-۶۱)

قرآن مجید بتدریج ۲۳ سال میں نازل ہوا ہر موقع محل کے لحاظ سے قرآنی آیات نازل ہوتی رہیں انسان کے ہر شعبے میں رہنمائی کے ساتھ ساتھ اس میں کفار

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کے سوالوں اور اعتراضات کے جوابات بھی ہیں۔ یہ جس ترتیب کے ساتھ نازل ہوا اس سے بالکل مختلف ترتیب میں لکھوا دیا گیا۔

ظہور اسلام کے وقت خطۂ عرب کا شمار جاہل ترین قوموں میں ہوتا تھا مگر ایک صفت ان میں ایسی تھی کہ اس صفت میں وہ خود کو ساری دنیا سے افضل سمجھتے تھے وہ فصاحت و بلاغت میں تمام دنیا سے خود کو افضل و اعلیٰ سمجھتے تھے وہ خود کو عرب اور باقی دنیا کو عجم (یعنی گونگا) کہتے تھے قرآن نے اسے اُمّی (ان پڑھ) قوم کہا ہے مزید یہ کہ قرآن مجید ایک اُمّی قوم کی ایک اُمّی ہستی (جو نہ لکھنا جانتی تھی نہ پڑھنا) پر نازل ہوا آپ ﷺ نازل شدہ کلام کاتبین وحی کو لکھوا تو دیتے تھے مگر خود اس کو پڑھ نہیں سکتے تھے اور آپ ﷺ یہ بھی ہدایت دے دیتے کہ وہ آیات کہاں لکھوائی جائیں یعنی کس سورت کی کن کن آیات کے درمیان۔ کبھی یہ ہوا کہ ایک ہی مرتبہ قرآن مجید کی پوری ''سورۃ الانعام'' جو تقریباً ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے وحی کی شکل میں نازل ہوئی کبھی چھوٹی سے چھوٹی وحی صرف دو الفاظ (غیر اولی الضرر) میں نازل ہوئی اور ہدایت دی گئی کہ اسے سورۂ نساء کی آیت (۹۵:۴) میں فلاں فلاں الفاظ کے درمیان لکھوا دو کبھی ایک آیت بارہ سال بعد مدینہ میں نازل ہوئی اور ہدایت کی گئی کہ یہ آیت بارہ سال قبل نازل ہونے والی سورت کی فلاں فلاں آیت کے درمیان لکھواؤ۔ کئی مکی سورتیں ایسی ہیں جن کی چند آیات کئی سال بعد میں مدینہ میں نازل ہوئیں اور کئی مدنی سورتیں ایسی ہیں کہ ان کی چند آیات کئی سال قبل مکہ میں نازل ہو چکی تھیں۔ مثلاً سورۂ حج مدنی دور کی بھی آخری سورتوں میں سے ہے۔

یہ سورۂ حج ۷۸ آیات پر مشتمل ہے لیکن آیات نمبر ۵۲۔۵۵ مکی زندگی میں نازل ہو چکی تھیں۔ اس طرح قرآن مجید ایسی کتاب نہیں کہ کسی مصنف نے یہ کتاب شروع سے آخر تک سلسلہ وار لکھی ہو۔ (قرآن مجید کلام الٰہی صفحہ ۱۷۱۔۱۷۲)

''سورۃ القیامہ'' کی آیات ''وحی یاد کرنے کی کوشش بھی نہ کرو۔ (۷۵:۱۶۔۱۹)

اس آیت کے نزول کے وقت قرآن مجید کا بمشکل ۲،۳ فیصد حصہ نازل ہوا تھا اور آپ ﷺ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ یہ سلسلہ آئندہ ۲۳ سال تک جاری رہے گا آپ ﷺ کو بالکل ابتدا میں ہی فکر لاحق ہوئی کہ یہ آپ ﷺ کو کس طرح یاد رہے گا کیونکہ آپ ﷺ اُمّی تھے لہٰذا وحی کے نزول کے وقت آپ ﷺ تیز تیز وحی کے الفاظ رہرا کر یاد کرنے کی کوشش کرنے لگے تو جو اس سورۃ میں قیامت کا حال بیان کیا جا رہا تھا وہ موضوع منقطع کر کے یہ آیات نازل کی گئیں کہ وحی یاد کرنے کی کوشش بھی نہ کرو اس کا یاد کروانا اور اس کے معنی سمجھانا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

آپ ﷺ کو یہ تسلی دی گئی کہ وحی کے یہ الفاظ آپ ﷺ کے دل پر القا دیئے گئے ہیں یہ آپ ﷺ کبھی نہ بھول سکیں گے ان کو یاد رکھوانا اور یہی نہیں قیامت تک اس کلام کی حفاظت کروانا یہ سب اللہ پاک کے ذمہ ہے۔ حفاظت بھی اس طرح کہ پانی کی سیاہی بھی اس کو نہ دھو سکے گی یعنی یہ اس بات کا بھی محتاج نہ ہو سکا کہ اس کی حفاظت کے لئے اسے کاغذ پر لکھا جانا ضروری ہو گا بلکہ یہ لوگوں کے دلوں میں محفوظ رہے گا اور آج دنیا کے ہر گوشہ میں ۶۰۔۶۵ لاکھ حافظِ قرآن ہیں جنہیں یہ کلام لفظ بلفظ زبانی یاد ہے۔ (قرآن مجید کلام الٰہی صفحہ ۱۷۱۔۱۷۲)

محسن انسانیت ﷺ وہ ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے اپنی بارگاہ سے علم عطا کیا جس وقت نور رسالت نمودار ہوا اس وقت دنیا جاہلیت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں تھی دنیا کی ہر قوم میں بربریت کا دور دورہ تھا آئین و ضوابط کی کوئی وقعت باقی نہ رہی تھی مذہبی رہنمائی یکسر مفقود ہو چکی تھی۔ جسمانی اور نفسانی خواہشات حرص و ہوس غرض کے ہر برائی عروج پر تھی اس کٹھن دور میں اب اس تعلیم کو پیش کرنا تھا جس سے عالم انسانیت میں ایک انقلاب پیدا ہو اور اس عالمگیر انقلاب کے لئے اللہ رب العزت نے اپنے محبوب آپ ﷺ کا انتخاب فرمایا کیونکہ اب وقت آ گیا تھا کہ ایک ایسا نظام قائم ہو جائے جو تمام نوع انسانی کے لئے ضابطہ حیات ہو جس کے لئے اللہ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن حکیم نازل فرمائی گئی۔ آپ ﷺ جو دین لے آئے اس نے اس اندھیرے کو اجالے میں بدل دیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرف انسانیت کی تکمیل کے لئے اپنے بندوں کو جو احکام وقوانین دیئے جانے تھے وہ دیئے گئے اگر انسان ان کا اتباع کرے تو اسے اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے کسی دوسری مشعل راہ کی ضرورت نہیں۔

آپ ﷺ سب سے اعلیٰ وارفع اور معصوم ہونے کے باوجود سب سے زیادہ عبادت کرنے کا اہتمام فرماتے تھے خود رات بھر عبادت کرتے پیروں پر ورم آجاتا۔

نوافل سے شغف اور اس کی کثرت اتنی فرماتے
قیام لیل میں پائے مبارک ورم کر جاتے

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس قدر لمبی نمازیں پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک پر ورم آجاتا تھا۔ صحابہ ؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ اس قدر تکلیف برداشت کرتے ہیں حالانکہ اللہ جل شانہٗ نے آپ ﷺ کی اگلی اور پچھلی تمام لغزشیں معاف کردی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ عمار ؓ نے جب اس کے بارے میں عرض کیا کہ آپ اتنی مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کس قدر انعامات فرمائے ہیں کہ مجھے نبوت عطا فرمائی، آخری نبی بنایا نبوت مجھ پر ختم فرمائی رسولوں اور نبیوں کا سردار بتایا شفاعت عطا فرمائی سب خطاؤں کو معاف کیا بے شمار انعامات عطا فرمائے تو اس کا شکر ادا کرنے کے لئے میں عبادت کرتا ہوں۔ (بحوالہ آفتاب نبوت ﷺ کی کرنیں ص ۲۸۷)

سجدہ کی حالت میں بعض دفعہ اتنی دیر رہتے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہمیں ڈر محسوس ہوتا کہ کہیں خدانخواستہ دم تو نہیں نکل گیا لیکن دوسروں کو اتنی

عبادت کرنے سے منع فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن شخیر ؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے رونے کی وجہ سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے کہ آگ پر چڑھی ہوئی ہنڈیا جوش کے وقت ہوتی ہے۔

نمازوں میں وہ ضبط گریہ اشک غم کے پینے سے
نکلتی تھی صدا پکتی ہوئی ہانڈی کے سینے سے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُه وَمُسْتَحِقُّهٗ

آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ

سرکار دو عالم فخر بنی آدم رسول الثقلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت مقدسہ اپنی ظاہری اور باطنی وسعتوں اور پہنائیوں کے لحاظ سے کوئی شخصی سیرت نہیں بلکہ ایک عالم گیر اور بین الاقوامی سیرت ہے جو کسی شخص واحد کا دستور زندگی نہیں بلکہ جہانوں کے لئے ایک دستور حیات ہے جوں جوں زمانہ ترقی کرتا چلا جائے گا اسی حد تک انسانی زندگی کی استواری وہمواری کے لئے اس سیرت کی ضرورت شدید تر ہوتی چلی جائے گی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ کی سیرت اور اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ:

"وکان خلقه القرآن"

آپ ﷺ کا خلق (سیرت) یہ قرآن ہی ہے اور قرآن کے بارے میں آپ ﷺ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

نے فرمایا:

ولا تنقضی عجائبه ولا یخلق عن کثره الدر

اس قرآن کے عجائبات (علوم ومعارف) کبھی ختم ہونے والے نہیں اور یہ بار بار کے تکرار سے کبھی بھی پرانا نہیں ہوگا (کہ اس سے بھی دل اُکتا جائیں)۔

اس سے صاف نتیجہ یہی نکلتا ہے اور نکل بھی سکتا ہے کہ سیرت کے عجائبات بھی کبھی منقضی ہونے والے نہیں فرق اگر ہے تو صرف یہ کہ قرآن میں یہ لامحدود عجائبات علمی صورت میں ہیں اور ذات بابرکت نبوی ﷺ کی سیرت میں یہی عجائبات عملی صورت میں ہیں گویا ایک علمی قرآن ہے جو اوراق میں محفوظ ہے اور ایک عملی قرآن یعنی سیرت ہے جو ذاتِ نبوی ﷺ میں محفوظ ہے اور دونوں آپس میں ایک دوسرے پر من وعن منطبق ہیں پس قرآن کا کہا ہوا حضور ﷺ کا کیا ہوا ہے اور آپ ﷺ کا کیا ہوا قرآن کا کہا ہوا ہے قرآن میں جو چیز قال ہے وہی ذاتِ نبوی ﷺ میں حال ہے اور جو قرآن میں نقوش ودوال ہیں وہی ذاتِ اقدس ﷺ میں سیرت واعمال ہیں اس لئے قرآن حکیم کی یہ ہزاروں آیتیں درحقیقت سیرت مقدسہ کے علمی اور تعارفی ابواب ہیں اور ادھر سیرت کے یہ ہزاروں گوشے قرآن کے عملی پہلو ہیں۔

قرآن کریم کے مختلف مضامین اپنی اپنی نوعیت کے مطابق سیرت کے مختلف الانواع پہلو ثابت ہوتے ہیں قرآن میں ذات وصفات کی آیتیں آپ ﷺ کے عقائد ہیں اور احکام کی آیتیں آپ ﷺ کے اعمال، تکوین کی آیتیں آپ ﷺ کا استدلال ہیں اور تشریع کی آیتیں آپ ﷺ کا حال، قصص وامثال کی آیتیں آپ ﷺ کی عبرت ہیں اور تذکیر کی آیتیں آپ ﷺ کی موعظت ہیں، خدمتِ خلق کی آیتیں آپ ﷺ کی عبدیت ہیں اور کبریاء حق کی آیتیں آپ ﷺ کی نیابت ہیں، اخلاق کی آیتیں آپ ﷺ کی حسن معیشت اور معاملات کی آیتیں آپ ﷺ کا حسن معاشرت، توبہ اللہ کی آیتیں آپ ﷺ کی خلوت ہیں، اور تربیت خلق اللہ کی آیتیں آپ ﷺ کی

جلوت، قہر وغلبہ کی آیتیں آپ ﷺ کا جلال ہیں اور مہر ورحمت کی آیتیں آپ ﷺ کا جمال، تجلیات حق کی آیتیں آپ ﷺ کا مشاہدہ ہیں، اور ابتغاء وجہ اللہ کی آیتیں آپ ﷺ کا مراقبہ، ترکِ دنیا کی آیتیں آپ ﷺ کا مجاہدہ ہیں، اور احوالِ محشر کی آیتیں آپ ﷺ کا محاسبہ، نفی کی آیتیں آپ ﷺ کی فنائیت ہیں اور اثباتِ حق کی آیتیں آپ ﷺ کی بقائیت، نعیم جنت کی آیتیں آپ ﷺ کا شوق ہیں، اور جہنم نار کی آیتیں آپ ﷺ کا وہم وغم، رحمت کی آیتیں آپ ﷺ کی رجاء ہیں اور عذاب کی آیتیں آپ ﷺ کا خوف، انعام کی آیتیں آپ ﷺ کا سکون واُنس ہیں اور انتقام کی آیتیں آپ ﷺ کا حزن، حدود وجہاد کی آیتیں آپ ﷺ کا بغض فی اللہ ہیں اور امن وترحم کی آیتیں آپ ﷺ کا حُبّ فی اللہ ہیں۔ نزول وحی کی آیتیں آپ ﷺ کا عروج ہیں اور تعلیم وتبلیغ کی آیتیں آپ ﷺ کا نزول، تنفیذ واوامر کی آیتیں آپ ﷺ کی خلافت ہیں اور خطاب کی آیتیں آپ ﷺ کی عبادت، غرض کسی بھی نوع کی آیت لو وہ آپ ﷺ کی کسی نہ کسی پیغمبرانہ سیرت اور کسی نہ کسی مقامِ نبوت کی تعبیر ہے اور آپ ﷺ کی سیرت اس کی تفسیر ہے۔

پس اس سیرت سے اُس وقت کی مضطرب دنیا کو امن وچین ملا تھا اور اسی سیرت سے آج کی دنیا کو بھی راہ نکلوانے کا راستہ مطلوب ہے اگر ہمارے عوام اور خواص، ہماری قومیں اور ہماری اسلامی حکومتیں اپنے نظام اجتماعی کا آخری نقطہ اور نصب العین کا جزءِ اخیر اس نشان دادہ جامع سیرت اور اس کی تمرین وترویج کو بنالیں جس کی آج دنیا متلاشی ہے تو وہ بلاشبہ عالمی امن قائم کرنے میں ایک بڑا رول ادا کریں گی۔ پوری دنیا کی محسن ثابت ہوں گی اور تاریخ کے صفحات میں ان کا نام اور یہ کام سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔

وباللہ التوفیق

(قاری محمد طیب / سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول مطبوعہ نقوش رسول نمبر)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ. ط

(نسائی جلد ۱ ص ۱۴۵ بحوالہ مجموعہ وظائف ص ۹۱)

ہمہ قرآن در شان محمد ﷺ

قرآن اور عملی قرآن یعنی حضور انور ﷺ کی حیات طیبہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں جس نے حضور انور ﷺ کو نہیں دیکھا وہ قرآن کو دیکھ لے اور جنہوں نے پورا قرآن نہیں دیکھا تھا حضور ﷺ کی حیات طیبہ کو دیکھ لے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک واقعہ قرآن کی ترجمانی کرتا ہے اور اس کے احکام کی صحیح عملی تصویر پیش کرتا ہے جنہوں نے آپ ﷺ کو دیکھ کر قرآن پڑھا اس نے ہدایت پالی اور جس نے اُن ﷺ کو دیکھے بغیر قرآن کا مطالعہ کیا وہ ہدایت سے محروم رہا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد وغیرہ جیسے اہم قرآنی احکام پر کس طرح عمل کیا جائے اور معروف اور منکر کو کس طرح پہچانا جائے اس کا جواب صرف آپ ﷺ کی حیات طیبہ سے مل سکتا ہے گویا قرآن کی ہر آیت اور ہر واقعہ حضور ﷺ کی حقانیت کی تصدیق ہے اور بو اسطہ یا بلا واسطہ انہی سے ان کا تعلق ہے آپ ﷺ کی امتیازی خصوصیات ایسی ہیں کہ جن پر ساری کائنات قربان ہے ان میں سے کچھ خصوصیات یہ ہیں۔

۱) آپ ﷺ ہی اشرف الانبیاء اور آپ ﷺ ہی افضل البشر (خیر البریہ)
۲) آپ ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں
۳) آپ ﷺ ہی تمام انسانوں کے لئے (کافۃ للناس) رسول ﷺ ہیں

۴) آپ ﷺ ہی رحمۃ للعالمین ہیں
۵) آپ ﷺ ہی نے دین کو مکمل کیا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ
نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔

۶) آپ ﷺ ہی کے قرآن کو بے مثل قرار دیا گیا اور رہتی دنیا تک اس کے جیسی سورۃ بنالانے کا چیلنج دیا گیا۔
۷) آپ ﷺ ہی کے قرآن کو چھونے والے مطہر کہے گئے (لا یمسہ الا المطھرون) جو لوگ مطہر کئے گئے وہی اسے چھو سکتے ہیں (حفظ کر سکتے ہیں) اور جو مطہر نہیں کئے گئے وہ حفظ نہیں کر سکتے۔
۸) آپ ﷺ کے قرآن کو ہر طرح محفوظ رکھا گیا جب کہ کوئی چھوٹی سی کتاب بھی حفظ نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو قائم نہیں رہتی۔
۹) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا علیہم السلام تشریف لائے لیکن صرف آپ ﷺ کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھا گیا اور سب کے صحیفے منسوخ، سب کے اقوال وتعلیمات مفقود اور سب کے حالات بلکہ نام بھی (سوائے ۲۹ ناموں کے جو قرآن پاک میں آئے ہیں) ہمیشہ کے لئے محو۔ لیکن اس کے برعکس آپ ﷺ کا قرآن محفوظ، آپ ﷺ کے اقوال محفوظ، آپ ﷺ کے حالات کی تمام جزئیات محفوظ، اور حالات بھی ایسے بے داغ کہ "جو بات خلوت میں دیکھو وہ جلوت میں بیان کرو اور جو بات چند لوگوں میں دیکھو وہ سارے عالم میں پہنچا دو" پوری کائنات میں کوئی اور بھی ہے جو اس طرح فرما سکے؟
۱۰) صرف آپ ﷺ کے قول کو وحی کہا گیا:

Toobaa-elibrary.blogspot.com

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى

۱۱) صرف آپ ﷺ کو معراج پر بلایا گیا اور اتنا قریب کہ

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى.

۱۲) صرف آپ ﷺ کو اللہ پاک نے اپنے ناموں میں سے کئی نام دیئے رؤف، رحیم، نور، متین، بر، عزیز وغیرہ۔

۱۳) صرف آپ ﷺ کے ذکر کو (سب سے زیادہ) بلند کیا گیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ ﷺ کا نام وضو، اذان، خطبہ، نماز، درود وسلام وغیرہ میں لیا جاتا ہے اور آپ ﷺ کو یاد کیا جاتا ہے پوری دنیا میں کسی کو بھی نہیں۔

۱۴) صرف آپ ﷺ کی محبت سب سے زیادہ ہے گناہ گار، سیاہ کار، بدکار، اُمتی بھی آپ ﷺ پر مرمٹنے کو تیار ہیں اور آپ ﷺ کی شان میں کسی گستاخی کو برداشت ہی نہیں کرسکتا۔

۱۵) صرف آپ ﷺ کو کوثر عطا کی گئی۔ عطا کی گئی چیزیں واپس نہیں لی جاتیں، تو گویا آخرت میں بخشش کرانے کا پورا اختیار آپ ﷺ کو دیا گیا۔

۱۶) صرف آپ ﷺ کو ہمیشہ پیار کے ناموں سے قرآن پاک میں یاد کیا گیا دوسرے انبیاء علیہم السلام کو یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا عیسیٰ کہہ کر خطاب کیا گیا لیکن آپ ﷺ کو یا محمد کہہ کر خطاب نہیں کیا گیا بلکہ اے کملی والے، اے لحاف والے، اے طاہر وغیرہ کے القاب سے یاد کیا گیا۔

۱۷) اللہ رب العزت نے اپنا محبوب بنانے کے لئے آپ ﷺ کی غلامی کو شرط اول قرار دیا

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

۱۸) صرف آپ ﷺ کے غلاموں کے لئے یہ فضیلت ہے کہ ''ان میں سے کسی کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے''

۱۹) صرف آپ ﷺ کا ''اسوۂ حسنہ'' عالم کے لئے ہے پہلے آپ کو عمل سکھایا گیا پھر آپ ﷺ کے عمل پر عمل کرنے کا نام ''عمل صالح'' قرار دیا گیا۔

۲۰) جتنی برائی ہوگی اتنی ہی سزا دی جائے گی تو یہ عدل ہے اور اگر ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر سمجھی جائے تو یہ رحمت ہے۔ (سورۃ الانعام ۱۶۱) یہ بات رحمۃ للعالمین ﷺ کے صدقے میں اُن کی اُمت کے لئے مخصوص ہے۔

۲۱) صرف آپ ﷺ کے غلاموں کے لئے یہ نعمت مخصوص ہے کہ شب قدر ایک ہزار مہینوں (کی عبادت) سے افضل ہے۔

۲۲) صرف آپ ﷺ کو ہی نبی الامی کہا گیا لفظ اُمّی کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے ام القریٰ (مکہ معظمہ) یا امت کثیرہ یا اُمّ (ماں کے پیٹ سے پاک صاف پیدا شدہ) سے تعلق بتاتے ہیں بہر حال مراد یہ ہے کہ وہ ہستی جس کو صرف اللہ پاک نے تعلیم دے کر ایسا معلم بنایا ہو جس سے انسان کو ہر چیز کا علم حاصل ہوا ہو جو وہ نہیں جانتا تھا۔

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ...... البقرہ

۲۳) صرف آپ ﷺ نے تمام سابقہ کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا لیکن کیا سابقہ اُمتوں والے بھی (باوجود ان کے پیغمبروں کی پیش گوئیوں کے) ایسے ہیں ہمارے آقا ﷺ اور ان کے قرآن پر ایمان رکھتے ہیں؟

پھر یہ بھی روایت ہے کہ صرف آپ ﷺ کی وجہ سے کائنات خلق ہوئی۔

لولاک لما خلقت الافلاک

Toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ بھی روایت ہے کہ شیطان (خواب میں) صرف آپ کا متمثل نہیں ہو سکتا۔

یہ بھی روایت آتی ہے کہ صرف آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

یہ بھی روایت (بخاری) ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور انور ﷺ کو قرآن پاک سنا رہے تھے جب وہ اس آیت پر پہنچے:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ
عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا

(اس وقت کیسا ہوگا جب ہر ایک امت پر خدا ایک گواہ کھڑا کرے گا اور آپ کو ہم سب امتوں پر شہادت کے لئے کھڑا کریں گے)

فرمایا: بس ٹھہرو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ''حضور اکرم ﷺ مطیع کو بشارت پہنچاتے، عاصی کو ڈر سناتے، بے خبروں کو پناہ دیتے۔

خدا کے بندے اور رسول ﷺ جملہ کاروبار کو اللہ پر چھوڑ دینے والے نہ درشت خُو، نہ سخت گو، نہ چیخ کر بولتے، بدی کا بدلہ ویسا ہی نہ دیتے، معافی مانگنے والے کو معاف فرما دیتے اُن کا کام مذہبوں کی کجی درست کر دینا ہے اُن کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں، بہرے کو کان، غافل لوگوں کے پردے اٹھا دیتی ہے۔ حضور ﷺ ہر ایک خوبی سے آراستہ جملہ اخلاق فاضلہ سے متصف، سکینہ اُن کا لباس، نکوئی ان کا شعار، تقویٰ ان کا ضمیر، حکمت ان کا کلام، عدل اُن کی سیرت، اُن کی شریعت سراپا راستی، اُن کی ملت اسلام، ہدایت ان کی رہنما ہے وہ ضلالت کو اٹھا لینے والے۔ گم ناموں کو رفعت بخشنے

والے مجہولوں کو نامور کرنے والے، قلت کو کثرت اور تنگ دستی کو غنا سے بدل دینے والے۔''

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

(ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم/ ہمہ قرآن درست مطبوعہ نقوش رسول ﷺ ص ۹۰-۹۲)

مانند قرآن

بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ جب نبی کریم ﷺ کی طبیعت بہت زیادہ ناساز تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کروا رہے تھے تو ایک نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ نے گھر کا دروازہ کھول کر مسجد میں دیکھا تو ہمیں آپ ﷺ کا چہرہ یوں لگا کانہ ورقة مصحف (جیسے وہ قرآن کا ورق ہو)

حضرت شاہؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب غارِ ثور میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی گود میں نبی اکرم ﷺ کا سر مبارک لے کر بیٹھے تھے اور ان (ﷺ) کے چہرہ انور کو دیکھ رہے تھے تو فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے تصور میں یوں لگتا ہے کہ اے ابو بکر تیری گود، رحل کی مانند ہے اور نبی اکرم ﷺ کا چہرہ انور قرآن کی مانند ہے اور اے ابو بکر تو قاری ہے جو بیٹھا قرآن پڑھ رہا ہے۔

(بحوالہ عشقِ الٰہی ص ۲۴)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

حجۃ الوداع

جب مشیت الٰہی کی تکمیل ہوگئی جاہلیت کی آلودگیوں سے سرزمین عرب پاک ہوگئی بیت اللہ بھی بتوں کی گندگیوں سے پاک ہوگیا تو آپ ﷺ کو اللہ رب العزت کی طرف سے حج کی اجازت مل گئی آپ ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے آپ ﷺ مسلمانوں کو آخری نصیحت کرنے، دینی تعلیمات اور مناسک حج سکھانے نکلے تاکہ کفر و جاہلیت کے آخری نشان مٹا دیں یہ حج ایک چلتا پھرتا مدرسہ تھا۔

صحابۂ کرام ﷺ جیسے ثقہ اور عادل راویوں نے اس سفر کے نازک سے نازک گوشوں اور پہلوؤں اور اس کے چھوٹے چھوٹے واقعہ کا ایک ایسا ریکارڈ ہمارے لئے محفوظ کر دیا ہے جس کی مثال نہ سلاطین و امراء کے سفرناموں سے ملتی ہے نہ علماء مشائخ کے سرگزشتوں میں۔

اس سفر میں ایک لاکھ سے زیادہ صحابۂ کرام ﷺ تھے مدینہ کے اطراف لوگ جمع ہوگئے چار رکعتیں ظہر پڑھنے کے بعد خطبہ دیا جس میں احرام کا طریقہ اس کے واجبات اور سنن بتلائے پھر سر مبارک میں تیل لگایا کنگھی کی اور احرام کی چادر پہنی اور سواری پر سوار ہوگئے۔ آپ ﷺ ۲۵ ذیقعدہ بروز سنیچر تلبیہ کہتے ہوئے روانہ ہوگئے۔

لبیک اللّٰھم لبیک ، لاشریک لک لبیک ان

الحمد و النعمۃلک والملک لا شریک لک.

آپ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات بھی اس سفر مبارک میں ساتھ تھیں۔ عرج پہنچ کر قیام کیا تلبیہ کا سلسلہ جاری تھا آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ﷺ ایک سواری پر تھے۔ پھر الابواء پہنچے وہاں سے وادئ عسفان اور سرف پہنچے اور ذی طویٰ میں منزل کی، سنیچر یعنی ہفتہ کی رات وہاں گذاری (چار ذوالحجہ) فجر کی نماز ادا کی غسل فرمایا اور مکہ کی طرف روانگی، چاشت کے وقت حرم

شریف میں داخل ہوئے۔

بیت اللہ پر نظر پڑی تو دعا کی حجرِ اسود کو بوسہ دیا طواف کیا آنحضرت ﷺ طوافِ قدوم سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پاس تشریف لے آئے اور قرآن کریم کی آیت کریمہ ''**واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی**'' کی تلاوت فرمائی اور مقام ابراہیم پر نماز ادا فرمائی پھر جب طواف کے بعد دو رکعتوں سے فارغ ہوئے تو حجرِ اسود کا استلام فرمایا، طوافِ قدوم سے فارغ ہوئے تو سعی فرمانے کے لئے صفا کے قریب پہنچے تو آیتِ کریمہ ''**ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ**'' تلاوت فرمائی اور ''**ابدء وا بما بدء اللّٰہ بہ**'' فرمایا یعنی میں اسی سے ابتدا کروں گا جسے اللہ تعالیٰ نے پہلے ذکر فرمایا ہے اور وہ صفا ہے اس کے بعد صفا سے نیچے اتر کر ''مروہ'' کی طرف معتاد رفتار سے چلے جب وادی کے اندر پہنچے'' جہاں آج کل سبز بتیاں لگی ہوئی ہیں'' تو جلدی جلدی چلے پھر جب مروہ پہنچے تو بیت اللہ کا استقبال فرمایا (یعنی بیت اللہ کے روبرو ہوگئے) اور اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ ارشاد فرمایا پھر دعائیں کیں اور جب مروہ پر سعی ختم فرمائی تو جن لوگوں نے اپنا سر استرے سے منڈوایا تھا ان کے لئے تین بار مغفرت کی دعائیں فرمائیں اور جن لوگوں نے استرے سے اپنا سر منڈانے کے بجائے بال چھوٹے کرا لئے تھے ان کے لئے ایک بار مغفرت کی دعا فرمائی۔

جمرات ۸ / ذوالحجہ کو چاشت کے وقت نبی کریم ﷺ نے منیٰ جانے کا ارادہ فرمایا منیٰ میں جمعرات کا دن گذار کر شب جمعہ کو بھی منیٰ میں قیام فرمایا جب جمعہ کے دن طلوع آفتاب ہوا تو آنحضرت ﷺ نے عرفات جانے کی تیاری شروع فرمائی اور وقوفِ عرفہ کے لئے تشریف لے گئے اور وادئ نمرہ میں پہنچ کر فروکش ہوئے وادی نمرہ میں آپ ﷺ کے لئے خیمہ پہلے ہی سے نصب کر دیا گیا تھا پھر جب زوال آفتاب ہوا تو اپنی اونٹنی ''قصواء'' کو تیار کرنے کا حکم فرمایا وہ تیار کی گئی تو آنحضرت ﷺ اس پر سوار ہوئے اور بطن وادی میں پہنچے جو عرفہ کا حصہ ہے 'بطن وادی'' پہنچ کر

آنحضرت ﷺ نے ایک عظیم الشان خطبہ دیا۔

سرورِ کائنات ﷺ نے آخری حج کے موقع پر کم وبیش ایک لاکھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے سارے انبیاء کی مبارک سرزمین پر واقع میدان عرفات میں جبل رحمت پر رہتی دنیا کے لئے ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا صحابہ کے اس پُرشکوہ اجتماع کی مناسبت سے آنحضرت ﷺ کی آخری وصیتیں تھیں جو آنحضرت ﷺ نے اس عظیم اجتماع کے سامنے ارشاد فرمائیں اس خطبہ مبارک کی سب سے بڑی اہمیت خود آنحضرت ﷺ اپنے اس خطبہ کے آخیر میں بیان فرمادیں، چنانچہ ارشاد گرامی ہے کہ ''الا فلیبلغ الشاهد الغائب'' یعنی سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہئے کہ یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہیں تا کہ قیامت تک کے آنے والے مسلمانوں کو تعلیمات دین کے یہ اساسی اصول معلوم ہوتے رہیں اور امت محمد یہ علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام ان اصولوں پر عمل پیرا ہوکر اپنے دین ودنیا کی بھلائی اور آخرت کے انفرادی، اجتماعی، اخلاقیات اور آنحضرت ﷺ کی تمام تر تعلیمات کے خلاصہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حقوق انسانی کے ایک عالمی منشور (Human Crarter) کی حیثیت رکھتا ہے جسے جاری کئے ہوئے اب چودہ سو سال سے زیادہ ہوگئے ہیں مگر اس خطبہ میں دی ہوئی ہدایات ہر انسان کے لئے سرمایہ دین ودنیا اور کلید جنت ہیں۔

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے ہوئے خطبے کی یوں ابتداء فرمائی:

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے (رسول) کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔

لوگو! میری بات سنو! میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یکجا ہوسکیں گے۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جاسکو تم میں زیادہ عزت وکرامت والا اللہ تعالیٰ کی نظروں میں وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے' چنانچہ اس آیت کی روشنی میں نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر نہ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے۔ ہاں بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے انسان سارے ہی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ مٹی سے بنائے گئے اب فضیلت وبرتری کے سارے دعوے خون ومال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جاچکے ہیں بس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت علیٰ حالہ باقی رہیں گی

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور تم اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہوا اور دوسرے لوگ سامان آخرت لے کر پہنچیں اور اگر ایسا ہوا تو میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

قریش کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کرڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر ومباہات کی کوئی گنجائش نہیں۔ لوگو! تمہارے خون ومال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کردی گئیں ہمیشہ کے لئے، ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسے تمہارے اس دن کی اور اس ماہ مبارک (ذوالحجہ) کی خاص کر اس شہر میں ہے تم سب اللہ تعالیٰ کے آگے جاؤ گے اور وہ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

تم سے تمہارے اعمال کی باز پُرس فرمائے گا۔

دیکھو کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں کشت و خون کرنے لگو۔

اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ ہاں غلاموں کا خیال رکھو انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، ایسا ہی پہناؤ جیسا کہ تم پہنتے ہو۔

دورِ جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں سے روند دیا زمانہ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں، پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں میرے اپنے خاندان کا ہے ربیعۃ بن الحارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا اب میں معاف کرتا ہوں، دور جاہلیت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں عباس بن عبد المطلب کے خاندان کا سود ہے اب یہ ختم ہو گیا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق خود دے دیا اب کوئی کسی وارث کے حق کے لئے وصیت نہ کرے، بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گیا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا جس کی حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے حساب کتاب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہو گا جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، قرض قابل ادائیگی ہے، عاریۃً لی ہوئی چیز واپس کرنی

چاہئے تحفے کا بدلہ دینا چاہئے اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے وہ تاوان ادا کرے۔

کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال اس کی بغیر اجازت کسی کو دے۔

دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اور وہ باز آ جائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ، پہناؤ۔

عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتیں چنانچہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے حلال ہوئیں۔ لوگو! میری بات سمجھ لو میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا۔

میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے اگر اس پر قائم رہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور ہاں دیکھو دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہیں باتوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے۔

شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ اب اس

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کی اس شہر میں عبادت کی جائے گی لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو اس کی بات مان لی جائے اور وہ اسی پر راضی ہے اس لئے تم اس سے اپنے دین وایمان کی حفاظت کرنا۔

لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز ادا کرو، مہینے بھر کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو، اپنے اللہ کے گھر کا حج کرو، اور اپنے اہل امر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہوگا اور اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہئے کہ یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

پھر آپ ﷺ نے جب سب سے دریافت کیا کہ لوگو! جب تم سے میرے بارے میں (اللہ تعالیٰ کے ہاں) سوال کیا جائے گا بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ ﷺ نے امانت (دین) پہنچا دی اور آپ ﷺ نے حق رسالت ادا فرما دیا اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔

یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا:

اے اللہ! تو گواہ رہنا

اے اللہ! تو گواہ رہنا

اے اللہ! تو گواہ رہنا

یہ ہے وہ ابدی منشور جس کو اپنا کر ہی ہم راہ ہدایت پا سکتے ہیں اور جو آج بھی بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے پیام امن ہے۔

پھر حضرت بلال ؓ نے اذان دی دو رکعت ظہر کی اور دو رکعت عصر کی نماز پڑھی یہ جمعہ کا دن تھا غروب آفتاب تک دعا کی ایک سائل مسکین کی طرح دعا کی۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو دعا فرمائی وہ یہ ہے کہ:

''اے اللہ! آپ میری بات کو سنتے ہیں میری جگہ کو دیکھتے ہیں اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتے ہیں آپ سے میری بات چھپی نہیں رہ سکتی اور میں مصیبت زدہ ہوں فریادی ہوں پناہ جو ہوں، پریشان ہوں، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں، اعتراف کرنے والا ہوں، تیرے آگے سوال کرتا ہوں جیسے بے کس سوال کرتے ہیں، تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں، جیسے گناہ گار ذلیل و خوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ ہی سے طلب کرتا ہوں، جیسے خوفزدہ آفت رسیدہ طلب کرتا ہو، اور جیسے وہ شخص طلب کرتا ہے جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہو اور اس کے آنسو بہہ رہے ہوں اور اس کا جسم تیرے سامنے ڈھیلا پڑا ہوا ہو اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑتا ہو۔ اے اللہ! مجھے اس دعا مانگنے میں ناکام و نامراد نہ فرمانا اور میرے حق میں بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہو جا۔ اے وہ ذات جو ان سب فریاد رسوں سے بہتر ہے جن سے مانگا جائے اور اے وہ ذات جو سب دینے والوں سے بہتر ہے۔''

(طبرانی کتاب المناسک)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے وقوف کے دوران جو کثرت سے دعا مانگی وہ یہ ہے:

اے اللہ! تیری وہ ستائش ہے جو ہم کہتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ہے جو ہم کہتے ہیں اے اللہ میری نماز، میری عبادت، میرا جینا، میرا مرنا، سب کچھ تیرے لئے ہے تیری ہی طرف لوٹنا ہے اور تو ہی میرا وارث ہے۔ اے اللہ! قبر کے عذاب سے، دل کے وسوسے اور معاملات کی خرابی سے میں پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! ہر قسم کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔ (اسوۂ حسنہ ص ۱۸۷)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وقوف کے دوران جو دعا مجھ سے پہلے نبیوں نے کثرت سے مانگی اور پھر میں نے مانگی وہ یہ ہے:

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی تمامتر بادشاہت ہے اور اس کے لئے تمام تعریفیں ہیں ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ! تو میرے دل میں نور بھر دے اور میرے کانوں میں نور بھر دے اور میری آنکھوں میں نور بھر دے۔ اے اللہ! میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر دے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور میرے دل کے وسوسوں سے اور پراگندہ امور سے اور قبر کی آزمائش سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں اس چیز کے شر سے جو دن میں پیش آئیں اور ان چیزوں کے شر سے جو ہوائیں اڑا کر لائیں اور زمانہ کے حادثات سے۔''

(بیہقی کتاب الدعوات: بحوالہ آنحضرت ﷺ کا حجۃ الوداع ص ۲۳)

آنحضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر وقوف فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں عصر کے بعد قرآن کی اس آخری آیت کا نزول ہوا۔ سورۃ المائدہ ۵:۳

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۚ

ترجمہ: ''اور آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کیا''۔

روایات میں آتا ہے کہ وحی نازل ہونے سے اتنا بوجھ ہوتا تھا کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شدت ثقل کی وجہ سے اونٹنی کی ٹانگیں ٹوٹ جائیں گی اس لئے اونٹنی نے فوراً اپنے گھٹنے ٹیک دیئے۔

جب آفتاب پوری طرح غروب ہوگیا تو آنحضرت ﷺ عرفہ سے مزدلفہ روانہ ہوئے اسامہ بن زیدؓ ساتھ سوار تھے، آپ ﷺ کا سر کجاوے سے چھو رہا تھا راستہ بھر تلبیہ پڑھا پھر مزدلفہ پہنچ کر حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا اور مغرب کی نماز پڑھی پھر عشاء کی نماز پڑھی پھر آرام فرمایا۔

نماز فجر اول وقت ادا کی طلوع آفتاب سے پہلے روانہ ہوئے فضل بن عباسؓ کو حکم دیا کہ رمی جمار کے لئے کنکریاں چن لیں وادی محسر میں اونٹنی کو تیز کر دیا یہی وہ جگہ ہے جہاں اصحاب فیل پر کنکریوں کا عذاب نازل ہوا۔

منیٰ پہنچے وہاں جمرۂ عقبیٰ کے قریب پہنچے طلوع آفتاب کے بعد رمی کی اور تلبیہ موقوف کیا پھر منیٰ واپسی ہوئی اور ایک خطبہ دیا:

ارشاد فرمایا:

اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز پڑھو، ایک ماہ (رمضان) کا روزہ

Toobaa-elibrary.blogspot.com

رکھو، اور اپنے اولی الامر کی اطاعت کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور یہ ارشاد فرمایا کہ شاید میں اس سال کے بعد تم لوگوں سے نہیں مل سکوں گا۔

پھر آنحضرت ﷺ قربان گاہ تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک سے ۶۳ اونٹ ذبح کئے باقی حضرت علی ؓ نے ذبح کئے۔ (کل اونٹ سو (۱۰۰) تھے) پھر مکہ روانہ ہوئے، سر منڈوایا، طواف زیارت کیا، اور آب زمزم پیا، پھر منیٰ تشریف لے گئے اور رات وہاں گذاری جب اگلے دن زوال آفتاب ہوا تو جمرات کی طرف تشریف لے گئے اور جمرۂ اولیٰ سے ابتدا کی پھر دوسرے جمرہ کی رمی اور پھر تیسرے جمرہ کی رمی فرمائی اور اس کے پاس ٹھہرے نہیں۔

آنحضرت ﷺ تیسرے دن رمی کر کے منگل کو بعد الظہر منیٰ سے چلے پھر مکہ المکرمہ پہنچنے کے بعد طواف وداع فرمایا اور مدینہ روانہ ہوئے مدینہ میں دن کے وقت داخل ہوئے۔

حجۃ الوداع کے بعد ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جن سے اشارہ ملا کہ آپ ﷺ کی وفات کے دن قریب ہیں اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے مشتاق ہیں پھر علالت کا آغاز ہوا اور آپ ﷺ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

یہ دوشنبہ کا دن تھا ربیع الاوّل گیارہ ہجری چاشت کا وقت عمر مبارک قمری حساب سے ۶۳ سال اور چار دن۔

گویا اس آیت میں آپ ﷺ کی وفات کی قریب آ جانے کی خبر دی تھی کیونکہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ صرف تین ماہ تین دن زندہ رہے اور اس کے بعد پھر کوئی احکام نازل نہیں ہوئے۔

ہیں وہی رہبر میرے، آقا میرے، سرور میرے
میرا دل انؐ کے لئے ہے میری جان انؐ کے لئے
سید کونین کی مدحت ہے سرمایہ میرا
میری کاوش میرے الفاظ و بیان انؐ کے لئے

(مسرت جہاں)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

صحابہ ؓ میں اضطراب عظیم

اس روح فرسا سانحہ کی اطلاع آناً فاناً دور و نزدیک ہر جگہ پہنچ گئی ہر شخص غم و اندوہ کے باعث حیران و سراسیمہ تھا صحابۂ کرام ؓ بیان کیا کرتے تھے کہ یہ مدینہ کی تاریخ کا تاریک ترین دن تھا جس طرح حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تھے وہ دن مدینہ کی تاریخ کا روشن ترین دن تھا ہر شخص اپنی اپنی حیثیت کے مطابق رنج و غم سے نڈھال تھا وہ چودھویں کا چاند ہمیشہ کے لئے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا جس کی خنک کرنیں غم زدوں کو جرأت و حوصلہ سے بہرہ یاب کرتی تھیں وہ آفتاب عالم تاب آنکھوں سے اوجھل ہو گیا جس سے ان کا ظاہر و باطن اکتساب نور کیا کرتا تھا حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا جب اس حادثہ فاجعہ سے آگاہ ہوئیں تو بے ساختہ آپ کی زبان پاک سے یہ کلمات نکلے جو آپ کے رنج و غم کی شدت کی عکاسی کر رہے تھے۔

يَا اَبَتَاهُ! اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ

اے میرے پیارے ابا جان! آپ نے اپنے رب کی دعوت کو قبول کر لیا

Toobaa-elibrary.blogspot.com

يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ

اے ابا جان! آپ جنت الفردوس میں تشریف فرما ہو گئے

يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ

اے ابا جان! آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر جبریل کو کون پہنچائے گا

حضور کے بعد کس پر وحی اُترے گی اب جبریل کس کے پاس آئے گا، اے پروردِ گار فاطمہ کی روح کو اپنے حبیب کی روح کے پاس پہنچا دے، اے خداوند عالم! مجھے اپنے پیارے رسول کا ہم نشین بنا دے۔

اے میرے پیارے رب! مجھے اپنے حبیب کی جدائی کے غم کے ثواب سے محروم نہ فرمانا محشر میں اپنے محبوب کی شفاعت سے محروم نہ کرنا۔

مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے وصال پُر ملال کے بعد کسی نے حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کو ہنستے نہیں دیکھا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے محبوب کریم ﷺ کے اس اچانک فراق پر اپنے رنج والم اور اپنی عقیدت ومحبت کا یوں اظہار کر رہی تھیں:

صد حیف! وہ نبی جس نے فقر کو غناء پر، درویشی کو تونگری پر اختیار کیا۔

صد حیف! وہ دین پرور راہبر جو اپنی گنہگار امت کے گناہوں کو بخشوانے کے لئے ساری ساری رات بے چینی میں گزار دیا کرتا تھا۔

صد حیف! وہ مرشد کریم جس نے بڑی جرأت واستقامت کے

ساتھ مجاہدہ کیا۔

صد افسوس! وہ رسول جس نے ممنوع چیزوں کی طرف کبھی نگاہ التفات نہ کی۔ کفار کی ایذاء رسانیوں کے باعث جس کا قلب منیر کبھی متاثر نہ ہوا اور ان کو دعوت حق دینے میں کبھی بیزاری اور تھکاوٹ کا اظہار نہ کیا۔

جس نے مفلسوں اور محتاجوں کے لئے اپنے انعام واحسان اور فضل وسخاوت کا دروازہ کبھی بند نہ کیا

وہ نبی، جس کے موتیوں جیسے دانت پتھر مار کر توڑے گئے

وہ نبی، جس کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا۔

وہ رہبر، جس نے دو روز پے در پے جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہ کھائی

صد حیف! کہ آج وہ کریم آقا دنیا سے رخصت ہو گیا

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

اس وقت کاشانۂ اقدس کے ایک کونہ سے آواز سنائی دی، آواز سنائی دے رہی تھی لیکن جس کی آواز تھی وہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس سروشِ غیب نے کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''اے اہلِ بیت تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو اور تم پر اس کی طرف سے رحمتوں وبرکتوں کا نزول ہو ہر نفس نے موت

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کا ذائقہ چکھنا ہے اور قیامت کے روز تمہیں تمہارے اعمال کا
پورا پورا اجر دیا جائے گا۔"

اور جان لو کہ ہر مصیبت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی ہوتی ہے اور ہر فوت ہونے والی چیز کا کوئی قائم مقام ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین رکھو اور اس کی طرف توجہ کرو جزع فزع سے باز رہو، بے صبری نہ کرو، درحقیقت مصیبت زدہ وہ شخص ہے جس کو ثواب سے محروم کر دیا گیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ۔

حضرت ابوبکر صدیق ﷺ اور حضرت علی ﷺ نے یہ آواز سنی تو حاضرین کو بتایا کہ یہ خضر علیہ السلام تھے جو تمہاری تعزیت کے لئے آئے تھے۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۳۲) واللہ اعلم۔

اس جانکاہ سانحہ سے عاشقانِ بارگاہِ رسالت پر جو گزری کوئی قلم اس کی ترجمانی نہیں کر سکتا۔ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوۃ" میں صحابۂ کرام ﷺ پر وارد ہونے والی کیفیات کا جو تذکرہ کیا ہے اسی کے ترجمہ پر اکتفا کروں گی۔ آپ لکھتے ہیں:

> سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی وفات حسرت آیات کے صدمہ نے تمام صحابۂ کرام ﷺ کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا سارے حیران و ششدر ہو کر رہ گئے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان کی عقلیں سلب ہو گئی تھیں اور حواس ناکارہ ہو گئے ہیں۔ بعض صحابہ ایسے تھے کہ شدتِ غم سے ان کی قوت گویائی سلب ہو گئی تھی۔ حضرت عثمان ﷺ بھی انہیں لوگوں سے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عمر ﷺ کا گذر وہاں سے ہوا جہاں یہ بیٹھے تھے انہوں نے سلام کیا آپ نے سنا بھی لیکن زبان میں یارائے تکلم نہ تھا۔ بعض کے اعصاب ناکارہ ہو کر رہ گئے، ان کے بدن میں جنبش

> کی طاقت نہ رہی چنانچہ سیدنا علی مرتضیٰ ﷺ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ حضرت فاروق اعظم ﷺ کی کیفیت تو سب سے جدا تھی۔
>
> بعض صحابۂ کرام ﷺ نے تو یہ دعا مانگنا شروع کر دی تھی، یا اللہ! ہماری آنکھوں کی بینائی سلب کر لے تا کہ جن آنکھوں نے تیرے حبیب کریم کے روئے زیبا کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا وہ کسی اور چہرہ کو نہ دیکھیں۔

منافقین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر حضور نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے اپنے محبوب کریم ﷺ کی جدائی کا صدمہ اور اس پر شماتتِ اعداء، حضرت عمر ﷺ فرطِ اندوہ وغم سے بے قابو ہو گئے، اپنی تلوار بے نیام کر لی اور اعلان شروع کر دیا کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے وفات پائی ہے تو میں اس تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دوں گا۔ حضرت عمر ﷺ کے اس اعلان کے بعد لوگ خاموش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ اپنے گھر میں تھے جو سُنح کے محلّہ میں تھا جب آپ کو یہ المناک خبر پہنچی تو فوراً سوار ہو کر اس حجرہ مقدسہ کی طرف روانہ ہوئے جہاں حضور ﷺ استراحت فرما تھے آپ تیزی سے آ رہے تھے اور زار و قطار رو رہے تھے ان کی زبان پر یہ فریاد نکل رہی تھی وَامُحَمَّدَاہ "اے میرے محبوب آقا! میرے محبوب آقا! جب مسجد میں پہنچے تو لوگوں کو پریشان حال دیکھا، کسی کی طرف متوجہ نہ ہوئے بات تک نہ کی، سیدھے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں پہنچے۔ روئے مبارک پر جو چادر ڈالی گئی تھی اس کو روئے مبارک سے ہٹایا اور حضور ﷺ کی نورانی پیشانی پر اور اپنا منہ حضور ﷺ کے روئے اقدس پر رکھا، پھر سر اٹھا کر فرمایا وَانَبِیَّاہُ "اے ہمارے جلیل القدر نبی" پھر دوبارہ چادر ہٹا کر روئے اقدس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا رواں ہو گئے۔ پھر فرمایا وَاصَفِیَّاہُ "اے میری جان سے پیارے محبوب! کئی بار چادر کو سرکایا، بوسہ دیا اور اشکوں کا نذرانہ پیش کیا۔ پھر بوسہ دیا اور کہا:

Toobaa-elibrary.blogspot.com

وَاخَلِيْلَاهُ بِأَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ طِبْتَ حَيًّا وَّ مَيِّتًا

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اے میرے خلیل! آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور اب بھی پاکیزہ ہیں۔"

آپ کی شان اس سے بڑی بلند ہے کہ آپ پر آہ وفغاں کی جائے اگر زمام اختیار ہمارے ہاتھ میں ہوتی تو ہم حضور ﷺ پر اپنی جانیں نچھاور کر دیتے۔ حضور نے اگر ہمیں مرنے والوں پر آہ وبکاء سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اتنا روتا کہ میری آنکھوں سے اشکوں کے چشمے جاری ہو جاتے پھر عرض کی "بارخدایا از ما سلام برساں ویا محمد مارا انزد پروردگار ما خود یاد دار۔"

اے اللہ! ہمارا سلام اپنے محبوب کی بارگاہ میں پہنچانا اور یا رسول اللہ! ہم غلاموں کو اپنے خداوند قدوس کی بارگاہ میں یاد کرنا۔

پھر حضرت صدیقہؓ کے حجرہ سے باہر آئے۔ دیکھا کہ حضرت عمر ؓ لوگوں کے درمیان کھڑے یہ اعلان کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے اور اس وقت تک فوت نہ ہوں گے جب تک کہ منافقین کو تہ تیغ نہیں کر دیں گے۔

حضرت صدیق ؓ نے حضرت عمر ؓ کو کہا، آپ بیٹھ جائیں لیکن انہوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ حضرت صدیق ؓ نے انہیں کہا، اے شخص! تم جانتے نہیں ہو کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں خود فرمایا ہے:

اِنَّکَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ

"بے شک آپ نے بھی (دنیا سے) انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے"۔ (سورۃ الزمر:۳۰)

نیز یہ بھی ارشاد الٰہی ہے:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾

"اور نہیں مقدر کیا ہم نے کسی انسان کے لئے جو آپ سے پہلے گزرا (اس دنیا سے) ہمیشہ رہنا، تو اگر آپ انتقال فرما جائیں تو کیا یہ لوگ (یہاں) ہمیشہ رہنے والے ہیں۔" (سورۃ الانبیاء:۳۴)

آپ سے پہلے کسی کو ہمیشہ زندہ رہنے والا نہیں بتایا۔ اگر آپ وفات پا جائیں تو کیا وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟ پھر صدیق اکبر ؓ منبر پر تشریف لائے، لوگوں کا جمگھٹا حضرت عمر ؓ کے اردگرد تھا وہ سب حضرت عمر ؓ کو چھوڑ کر صدیق اکبر ؓ کے پاس پہنچ گئے اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں صلوٰۃ وسلام پیش کیا، پھر یہ آیت تلاوت کی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ

"اور نہیں محمد (مصطفیٰ ﷺ) مگر (اللہ کے) رسول، گزر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید کر دیئے جائیں پھر جاؤ گے تم اُلٹے پاؤں (دین اسلام سے)۔"

(سورۃ آل عمران:۱۴۴)

تمام لوگوں نے ان آیات کو حضرت صدیق ؓ سے سنا تو انہیں یوں محسوس ہوا کہ گویا یہ آیتیں آج ہی نازل ہوئیں ہیں۔ پھر حضرت فاروق اعظم ؓ نے بھی اپنی غلط فہمی کا ازالہ کیا اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی تصدیق فرمائی۔ (مدارج النبوۃ ج۲ص۴۳۲)

Toobaa-elibrary.blogspot.com

علامہ ابن اثیر اپنی تاریخ ''الکامل فی التاریخ'' میں رقمطراز ہیں کہ آخری دن حضور ﷺ نے فرمایا:

دَنَا الْفِرَاقُ وَالْمُنْقَلَبُ اِلَی اللّٰهِ وَسِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى اِلٰى اَنْ قَالَ ﷺ ثُمَّ ادْخُلُوْا عَلَيَّ فَوْجًا فَوْجًا فَصَلُّوْا عَلَيَّ فَلَا تُؤْذُوْنِيْ بِتَزْكِيَةٍ وَّلَا رَنَّةٍ.

ترجمہ: جدائی کی گھڑی نزدیک آگئی اب اللہ تعالیٰ کی طرف اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف رفیق اعلیٰ اور جنت الماویٰ کی طرف لوٹ کر جانے کا وقت آگیا پھر میری نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے گروہ در گروہ حجرہ شریف میں داخل ہونا اور میری نماز جنازہ پڑھنا لیکن مجھے بے جا تعریف کرکے اور آہ وفغاں کرکے اذیت نہ پہنچانا۔'' (ابن اثیر' الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۳۲۰)

محبوب رب العالمین ﷺ کی جدائی کا زخم ہمیشہ عشاق جمال مصطفیٰ کو رلاتا رہتا تھا حضرت ام ایمن حضور ﷺ کی دایہ تھیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی اچانک وفات کے بعد آپ نے ہی انہیں ابواء میں دفن کیا پھر سرکارِ دوعالم ﷺ کو گود میں لئے اونٹ پر سوار ہوکر حضور ﷺ کو مکہ واپس لے آئیں سرکار دوعالم ﷺ ان کا بڑا احترام کرتے تھے اور آپ بھی حضور ﷺ پر سو جان قربان ہوتی تھیں۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد ایک روز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فرمایا چلو آج ام ایمنؓ کے پاس چلیں اور ان کی زیارت کا شرف حاصل کریں چنانچہ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ ہمیں دیکھ کر رونے لگیں ان دونوں حضرات نے ان سے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ اللہ کے رسول کے لئے

جو نعمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ حضور ﷺ کے لئے بڑی طمانیت کا باعث ہیں آپؓ نے فرمایا، بخدا! اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو جن انعامات واحسانات سے نوازا ہے وہ دنیا کی نعمتوں سے ہزارہا مرتبہ اعلیٰ وارفع ہیں میں اس حقیقت کو خوب جانتی ہوں:

وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ

میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ آسمان سے نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔''

حضرت ام ایمنؓ کے اس ارشاد سے ان حضرات پر گریہ طاری ہوگیا اور دیر تک وہاں بیٹھ کر اپنے محبوب کو یاد کرکے روتے رہے اور اشک افشانی کرتے رہے۔

یک بیک تیرا بچھڑنا گرچہ ہے دل پہ گراں
کیا تعجب ہے کہ ہو بے ساختہ آنسو رواں
تیری جدائی ہے یقیناً باعث رنج والم
ہے مگر حکم شریعت پر سر تسلیم خم

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ جب کسی اُمت کے ساتھ رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے نبی کو ان سے پہلے اپنے پاس بلا لیتے ہیں، اور وہ نبی ان کی رحمت کے لئے بہترین پیش رو ہوتا ہے ان کے ایمان واعمال وحسنہ کی گواہی دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی اُمت کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کے نبی کو زندہ رکھتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کو ہلاک کرنے کے لئے نازل ہوتا ہے تو ان کا نبی دیکھ کر خوش ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے ساری عمر اس کی تکذیب کی تھی اور

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کی نافرمانی کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ اُمَّتِي السَّلَامَ

"اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے ہیں جو آفاقِ عالم کی سیاحت میں مصروف رہتے ہیں اور جب میرا کوئی اُمتی میری بارگاہ میں سلام عرض کرتا ہے تو وہ میرے اس امتی کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ہی روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَيُحَدَّثُ لَكُمْ وَوَفَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ فَمَارَاَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللّٰهَ عَلَيْهِ وَمَارَاَيْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمُ اللّٰهَ.

"حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے جب میں تمہارے اعمال حسنہ کو دیکھتا ہوں تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جب میں تمہارے گناہوں کو دیکھتا ہوں تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔"

درودِ پاک بندہ مؤمن کا وہ بہترین عمل ہے جو اس کا رابطہ اپنے آقا و مولا ﷺ کے ساتھ ہمیشہ تازہ رکھتا ہے اس کے بارے میں رحمتِ عالم ﷺ کے ارشادات سماعت فرمائیں:

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ.

اوس بن انس ؓ رحمتِ عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، تمہاری زندگی کے دنوں میں سے افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم ؑ کو پیدا کیا گیا، اور اسی دن ان کا انتقال ہوا اسی دن حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے اور اسی دن لوگوں پر مدہوشی طاری ہوگی اس روز مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔"

حضور ﷺ کا یہ ارشاد سن کر صحابہ نے عرض کی:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرَمْتَ.

اے اللہ کے پیارے رسول! ہمارے درود حضور ﷺ پر کیسے پیش کئے جائیں گے حالانکہ جسم مبارک بوسیدہ ہوگیا ہوگا؟

حضور ﷺ نے اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

Toobaa-elibrary.blogspot.com

اے میرے صحابہ! اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے اجساد طاہرہ کو کھائے۔"

اس سے بھی ایک واضح ترین حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں؛ جس کا مطالعہ کرنے سے بفضلہ تعالیٰ عصر حاضر کے شرپسندوں نے جو حیات النبی ﷺ کے بارے میں شور وغل مچا رکھا ہے وہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔

سرور عالم ﷺ کے ایک نامور صحابی حضرت ابودرداء ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمْعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا۔

"آپ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کیونکہ فرشتے اس روز حاضر ہوتے ہیں اور کوئی آدمی بھی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اس کا درود شریف میری خدمت میں پیش کر دیا جاتا ہے اس سے پہلے کہ وہ درود شریف پڑھنے سے فارغ ہو۔"

حضرت ابودرداء ؓ کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! جب تک آپ زندہ ہیں اس دنیا میں تشریف فرما ہیں اس وقت تک تو بے شک فرشتے پیش کرتے رہیں گے لیکن موت کے بعد کیسے پیش کریں گے؟

رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ نَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے اجساد طاہرہ کو کوئی نقصان پہنچا سکے، اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔"

(ضیاء النبی جلد ۵ ص ۳۳-۵۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ۔

Toobaa-elibrary.blogspot.com

(دعا)

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِنْ نَّسِيْنَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔

اے ربِّ کریم اگر ہم سے بھول یا چوک ہوگئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجئے۔ اے اللہ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالئے جیسا کہ آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے رب جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھئے اور (اے رب) ہمارے گناہوں سے درگذر فرمائیے اور ہمیں بخش دیجئے اور ہم پر رحم فرمائیے آپ ہی ہمارے مالک ہیں اور ہم کو کافروں پر غالب فرمائیے

❁❁❁❁

دعائے سلیمانی اور اظہارِ تشکر

اس بابرکت کام کے مکمل ہو جانے پر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں وہی الفاظ پیش کرتی ہوں جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمائے تھے۔

"رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی و ان اعمل صالحا ترضاہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین"

ترجمہ: "اے میرے رب میری قسمت دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے والدین پر اور یہ کہ کروں نیک کام جو تو پسند کرے اور شامل کرلے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں"

رب العالمین، غفور الرحیم، اس کتاب میں مجھ سے جو بھی دانستہ اور غیر دانستہ غلطی ہوگئی یا خامی رہ گئی تو میں صدقِ دل سے توبہ کرتی ہوں اور یقین کامل ہے کہ آپ مجھے اپنے رحم وکرم سے معاف فرمادیں گے۔

اے اللہ آپ ہی توفیق عطا فرماتے ہیں اور آپ ہی قبول فرمانے والے ہیں انسان اپنی طرف سے کچھ نہیں کرسکتا جب تک کہ خالق کائنات کا حکم نہ ہو۔

یہ کتاب اللہ عزوجل کی توفیق سے ہی مکمل ہوئی ہے اور دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اپنے پیارے حبیب کے صدقے اس کو قبول فرمالے مجھ سے راضی ہو جائے اور میرا نام اپنے محبوب کے چاہنے والوں کی فہرست میں شامل کرلے۔

یا اللہ! آپ میری ہر بات سنتے ہیں اور میرے ٹھکانے اور میرے باطن اور ظاہر سے خوب واقف ہیں میری کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہیں اور میں آپ کے در کی بھکارن، فریاد کرنے والی، پناہ پکڑنے والی ڈرنے والی، اپنے قصور کا اقرار کرنے والی، میں ایک ادنیٰ ذلیل مسکین بن کر آپ سے مانگتی ہوں میں ایک خوار، رسوا گناہ گار کی طرح آپ کی طرف گڑگڑاتی ہوں، میں آپ کو ایک ڈرنے والی مصیبت زدہ کی طرح پکارتی ہوں جس کی آپ کے سامنے گردن جھکی ہے جس کے آنسو آپ کے لئے بہہ رہے ہیں جس کا جسم آپ کے سامنے ڈھیلا پڑا ہوا ہے جس کی ناک آپ کے لئے خاک آلود ہوگئی ہے اے اللہ! مجھے اس دعا مانگنے میں ناکام و نامراد نہ فرمانا، مجھے اپنے دروازے سے خالی واپس نہ کرنا، میرے ساتھ شفقت اور مہربانی فرمایئے اے وہ ذات جو سب فریاد رسوں سے بہتر ہے جن سے مانگا جائے اور اے وہ ذات جو سب دینے والوں سے بہتر ہے سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

یا اللہ! آپ ہی غفور الرحیم ہیں آپ ہی معاف فرمانے والے ہیں اور آپ معاف فرمانا پسند فرماتے ہیں آپ ہم سب پر رحم فرمایئے اور معاف کر دیجئے۔

میرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے، وہی سب کا بڑا کارساز ہے اسی پر مجھے بھروسہ ہے اور میں اس پر توکل کرتی ہوں اور اپنے آپ کو والدین کو، شوہر کو، اولاد کو، بھائی بہنوں کو تمام عزیز و اقارب اور مسلمین و مسلمات کے لئے دعا کرتی ہوں کہ اے اللہ! اپنی حفاظت میں رکھنا جو بھی اس کی امان میں آیا بے عزت نہ ہوا اور جس کو اس کی حفظ و امان نہ ملی وہ کبھی بھی باعزت نہ ہوا، وہ ہی دلوں کو پھیرتا ہے اور راہ ہدایت دیتا ہے۔ اس کے حکم کے بغیر کوئی جاندار اور بے جان حرکت نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ کوئی نقصان کسی بڑے کی برائی۔ اللہ عظیم و برتر کے سامنے کام نہیں آتی اور کسی نیکی اور بھلائی کی توفیق اللہ رب العزت کی عطا کے بغیر ممکن نہیں۔

اے رب العالمین مجھے اپنا عشق عطا فرما، مجھے قلب ذاکر عطا فرما، مجھے اپنے

حبیب ﷺ کی اچھی اُمتی بنا دے۔

اے اللہ! اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میری اس کاوش کو قبول فرما لیجئے اور اس کتاب میں غیر ارادتاً اور ناسمجھی میں ایسی بات تحریر ہوگئی ہو جو آپ کے احکامات کے خلاف ہو یا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور فرمودات کے برعکس ہو تو میں صدق دل سے توبہ کرتی ہوں اور آپ کی رحمت اور بخشش مانگتی ہوں، میرے گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ! میں تو خود ناقص العمل ہوں میری اولاد کی پرورش میں جو کمی رہ گئی ہو اسے تو پورا کر دے جو خامی رہ گئی ہو اسے دور کر دے۔

یا اللہ! اپنی رحمت سے میری اس کتاب کو قبول فرما لے مجھ سے راضی ہو جا، مجھے اپنی خاص محبت عطا فرما دے اور اس کتاب کو نبی پاک ﷺ کی خوشی کا باعث بنا دے اور میرے والدین، میرے شوہر کے والدین، میرے شوہر، اولاد، بھائی بہنوں تمام عزیز و اقارب اور جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں میری مدد کی تمام مسلمین و مسلمات کو اور مجھ ناچیز اور گناہ گار کی بخشش کا ذریعہ بنا دے اور نبی پاک ﷺ کی شفاعت عطا فرما اور جنت الفردوس کو ہمارا مسکن بنا دے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ
الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

تمت بالخیر

Toobaa-elibrary.blogspot.com

کتابیات

ماخذ ومراجع

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف، ناشر کا نام اور سنہ اشاعت
۱	تفسیر معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ رادارۃ المعارف کراچی ۲۰۰۰ء
۲	تفسیر انوار البیان	حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب مہاجر مدنیؒ ر ادارہ تالیفات اشرفیہ ۱۹۹۲ء
۳	فیوض القرآن	ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی رفیروز سنز لمیٹڈ ۱۹۸۹ء
۴	احیاء العلوم	امام محمد غزالیؒ ترجمہ محمد فیض احمد اویسی رشبیر برادرز ۱۹۹۷ء
۵	سیرت النبی ﷺ	علامہ شبلی نعمانیؒ رعلامہ سید سلیمان ندویؒ ردار الاشاعت کراچی ۱۹۴۸ء
۶	سیرت انبیاء کرامؑ	مولانا عبد الرحمٰن صاحب رادارہ اسلامیات لاہور ۱۹۹۰ء
۷	معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی ردار الاشاعت کراچی
۸	تحفہ قادیانیت	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ رعالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ۱۹۹۶ء
۹	علوم القرآن	مولانا محمد تقی عثمانی رمکتبہ دار العلوم کراچی ۱۹۹۹ء
۱۰	شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن	شیخ التفسیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ رنعیمی کتب خانہ گجرات ۲۰۰۵ء
۱۱	سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول	قاری محمد طیب رنقوش رسول نمبر ر ادارہ فروغ اردو لاہور ۱۹۸۲ء

Toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۲	ہمہ قرآن در شان محمد ﷺ	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم / نقوش رسول نمبر ادارہ فروغ اردو لاہور ۱۹۸۳ء
۱۳	ضیاء النبی ﷺ	جسٹس پیر کرم شاہ ازہری / ضیاء القرآن کراچی ۲۰۰۰ء
۱۴	ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول	تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشمی سندھیؒ مرتب: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ / لدھیانوی جامع مسجد فلاح فیڈرل بی ایریا ۱۹۹۵ء
۱۵	قرآن حکیم انسائیکلوپیڈیا	ڈاکٹر ذوالفقار کاظم / بیت العلوم کراچی
۱۶	حیات محمد ﷺ قرآن کے آئینے میں	ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی صاحب / دارالاشاعت کراچی ۲۰۰۶ء
۱۷	حجۃ الوداع اور کامل طریقہ حج وعمرہ	محمد ازہر عالم صدیقی / قصر قرآن کراچی ۱۹۹۵ء
۱۸	قرآن مجید کلام الٰہی	محمد راشد فاروقی / ۲۰۰۳ء
۱۹	موازنہ حق و باطل	محمد راشد فاروقی / ۲۰۰۳ء
۲۰	آفتابِ نبوت کی کرنیں اردو شرح شمائل ترمذی	ترجمہ وتشریح محمد حسین صدیقی / دارالاشاعت ۲۰۰۴ء
۲۱	مجموعہ وظائف	بیت العلوم ٹرسٹ کراچی ۲۰۰۴ء
۲۲	عشق الٰہی	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ مکتبۃ الفقیر ۲۰۰۱ء
۲۳	الصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ للعالمینؐ	رشید اللہ یعقوب مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء
۲۴	الدعاء المسنون	مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب القاسمی زم زم پبلشرز ۲۰۰۰ء
۲۵	خوابوں میں سنہری جالی ہے	صبیح رحمانی (نعتیہ کلام) فضلی سنز کراچی ۱۹۹۷ء
۲۶	ندائے نوری (مجموعہ حمد و نعت)	مسرت جہاں نوری صاحبہ / مرکز علوم اسلامیہ ۱۹۹۵ء

Toobaa-elibrary.blogspot.com

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی ،سفرنامے،لغات،

اردوادب، آپ بیتی ،نقدوتجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com